https://famousurdunovels.blogspot.com/
کوئی
ساتھ
ہو
PRIME URDU NOVELS
اجالا ناز
https://primenovels.blogspot.com/

کوئی ساتھ ہو

ازقلم: اجالاناز

مکمل ناول :

وہ ایک کمرہ تھا۔۔ جس کا دروازہ اور کھڑکیاں بند تھیں۔۔۔ کمرے کے اندر دیکھو تو منظر بھیانک تھا۔۔ چاروں طرف آگ پھیل رہی تھی۔۔ کمرے کے درمیان رکھے بیڈ کو بھی آگ نے اپنے قابو میں لے لیا تھا۔۔۔ ایسے میں دو لوگ کمرے کے بیچ کھڑے تھے۔۔ آگ اب آہستہ آہستہ ان دونوں کے وجود تک پہنچ رہی تھی۔۔ ایسے میں کمرے کی ایک کھڑکی کے شیشے پر دیکھو تو ایک لڑکی مسلسل کمرے کی کھڑکی زور زور سے بجا رہی تھی۔۔

"ماما۔۔۔ پاپا" وہ اپنی پوری قوت سے کمرے کی کھڑکی پر ہاتھ مار رہی تھی۔۔ آنسو تیزی سے اسکی آنکھوں کے راستے گالوں میں بہہ کر اسکی گردن تک جا رہے تھے۔۔ آگ کی تپش سے کھڑکی کا شیشہ بھی گرم ہونا شروع ہو گیا تھا۔۔ شاید کچھ ہی دیر میں وہ ٹوٹنے والا تھا۔۔ اور آگ باہر آنے والی تھی۔۔۔ مگر وہ کسی بھی چیز سے لاپراہ کمرے کے اندر کھڑے ان دو لوگوں کو آگ میں لپٹتا دیکھ رہی تھی۔۔

"بھاگ جاؤ۔۔" اندر موجود اسکی ماما نے چیخ کر کہا تھا۔۔۔ مگر وہ اس وقت کچھ سن نہیں رہی تھی۔۔

"ماما۔۔ پاپا" ہاتھ کے مکے وہ اس کھڑکی پر مار رہی تھی۔۔ آنکھیں لال۔۔ اور آنسوؤں سے بھیگا چہرہ۔۔

"یا اللہ۔۔" اپنا ماتھا کھڑکی کے شیشے سے ٹکایا تھا۔۔۔ شیشے کی گرمائش سے اسکا ماتھا جل رہا تھا مگر اسے اس وقت کوئی تکلیف محسوس نہیں ہو رہی تھی۔۔

"بھاگ جاؤ بیٹا۔۔ بھاگو۔۔۔ بھاگو۔۔۔ بھاگو" اس کے پاپا اور ماما مسلسل چیخ رہے تھے۔۔ اس نے نظر اٹھا کر دیکھا۔۔ آگ اب انکے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔۔۔ وہ فوراً سے پیچھے ہوئی تھی۔۔ اسے محسوس ہوا۔۔ اسکا وجود کانپ رہا تھا۔۔ وہ ایک ایک قدم پیچھے ہو رہی تھی۔۔ اسے ایک آواز آئی تھی۔۔۔ ایسے جیسے شیشہ کریک ہو رہا ہو۔۔۔

وہ ایک ایک قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔اور پھر ایک دھماکے سے کھڑکی کا شیشہ ٹوٹ چکا تھا۔۔کانچ کے ٹکڑے اڑکر اسکے وجود کی جانب آئے تھے۔۔اس نے اپنے چہرے کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا تھا۔۔وہ زمین پر ایک جھٹکے سے گری تھی۔۔کانچ کے ٹکڑے اسکے ہاتھوں اور جسم کے کئی حصوں میں چبھ چکے تھے۔۔۔

اس نے سیدھا ہونا چاہا تھا۔۔جب کوئی روشنی اسکے وجود پر پڑی تھی۔۔

”یہاں آؤ۔۔وہاں کوئی ہے“ اس نے آواز سنی تھی۔۔اور پھر اسے کچھ قدموں کی آواز آئی تھی۔۔اچانک ہی اسکے جسم نے حرکت کی تھی۔۔۔

”بھاگ جاؤ“ ماما،پاپا کی آواز اسکے کان میں گونجی تھی۔۔وہ فوراً کھڑی ہوئی تھی۔۔۔اسے محسوس ہوا۔۔جسم کے کئی حصوں سے خون بہہ رہا تھا۔۔درد کی ٹیسیں اسے محسوس ہوئی تھیں۔۔۔ مگر وہ رک نہیں سکتی تھی۔۔قدموں کی آواز اسے اپنی جانب آتی محسوس ہورہی تھی۔۔

اس نے بھاگنا شروع کیا تھا۔۔۔

وہ بھاگ رہی تھی۔۔تیزی سے۔۔ہر درد کی پرواہ کئے بغیر۔۔۔آنسوؤں کو بہاتے ہوئے۔۔

قدموں کی آوازیں اسے اپنی پشت سے محسوس ہورہی تھیں۔۔

”پکڑوں اسے۔۔جلدی“ کسی آواز اسکے کانوں تک پہنچی تھی۔۔اس نے اب اپنی رفتار تیز کی تھی۔۔

اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں جارہی ہے۔۔؟وہ خالی سڑک تھی۔۔جس کے دونوں اطراف میں درخت تھے

۔۔

قدموں کی آواز اب بھی تیز ہورہی تھی۔۔۔اور پھر۔۔اچانک۔۔فضا میں ایک آواز گونجی تھی۔۔

اسے محسوس ہوا۔۔کوئی چیز بہت تیزی سے اسکے بازوں میں آکر دھنسی تھی۔۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں

تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا

پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی

تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے

ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر

ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر

پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

اسے محسوس ہوا۔۔ تیزی سے خون اسکے بازوں سے بہنا شروع ہوا تھا۔۔اپنے دوسرے ہاتھ سے اس نے اپنے بازوں کو پکڑ کر دبایا تھا۔۔درد کی لہر اس کے پورے وجود میں دوڑ رہی تھی۔۔۔ مگر وہ رک نہیں سکتی تھی۔۔اسے بھاگنا تھا۔۔۔اور وہ اب بھی بھاگ رہی تھی۔۔۔اسکی نظروں کے سامنے اندھیرا تھا۔۔اور وہ ان اندھیروں میں گم ہو جانا چاہتی تھی۔۔۔

اچانک ہی ایک اور آواز گونجی تھی۔۔۔اور اس بار۔ گولی اس کے ٹانگ میں آکر لگی تھی۔۔وہ فوراً لڑکھڑائی تھی۔۔۔اس کے لئے خود کو سنبھالنا ناممکن ہو گیا تھا۔۔

اور پھر اس نے محسوس کیا۔۔

وہ دائیں جانب گری تھی۔۔ مگر وہ گری نہیں تھی۔۔

وہ ایک کھائی تھی۔۔۔

اور اس نے خود کو اس کھائی میں گرتے محسوس کیا تھا۔۔

جانے اس کے بعد کیا ہوا تھا؟؟؟

ایک جھٹکے سے اسکی آنکھ کھلی تھی۔۔

اس نے محسوس کیا۔۔اسکا وجود پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔۔

وہ چھت کو گھور رہی تھی۔۔جہاں ایک فانوس لگا تھا۔۔مگر وہ اس فانوس کو نہیں دیکھ رہی تھی۔۔

اس کی نگاہوں کے سامنے اب بھی وہی منظر گھوم رہا تھا۔۔۔وہ کمرہ۔۔آگ۔۔۔دو گولیاں۔۔۔کھائی۔۔۔اور ماما پاپا۔۔

اس کے ہونٹوں نے حرکت کی تھی۔۔

"ماما۔۔پاپا" کہتے ہوئے اس نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر پھر اسے محسوس ہوا۔۔اس کے ایک ہاتھ پر ڈرپ لگی تھی۔۔اس نے اپنا دایاں بازو دیکھا تھا۔۔۔جہاں پٹی لگی تھی۔۔ مگر اسے وہاں کوئی درد محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔

وہ سیدھی ہوئی تھی۔۔ نظر اپنی ٹانگ پر گئی تھی۔۔وہاں بھی پٹی باندھی گئی تھی۔۔ ایسا لگا جیسے کافی وقت گزر گیا تھا اس زخم کو۔۔کیونکہ اسے جہاں جہاں کانچ کے ٹکڑے چبھے تھے۔۔وہاں اب صرف نشانات تھے۔۔۔اسے یہ سب بہت عجیب لگ رہا تھا۔۔۔یہ سب کب ہوا؟؟ کل رات ہی تو ہوا تھا وہ ستم۔۔اور آج وہ اس حال میں کیسے ہے ؟اسے تو ہسپتال میں ہونا چاہیئے تھا۔۔ مگر وہ تو۔۔۔اچانک ہی وہ چونکی تھی۔۔۔اس نے اپنے اطراف میں دیکھا ۔۔۔

وہ بیڈ پر تھی۔۔اور اس کے اطراف میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔دائیں جانب ڈریسنگ ٹیبل۔۔۔سامنے دیوار پر ایل،ای،ڈی اسکے ساتھ چینجنگ روم اور اس کے برابر ہی واش روم۔۔ایک صوفہ سیٹ اور درمیان میں میز رکھی تھی۔۔بائیں جانب آؤتو۔۔ایک کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔۔ جس کے سامنے پردہ ہوا کی وجہ سے مسلسل ہل رہا تھا۔۔اس کمرے کی کلر تھیم براؤن اور گولڈن تھی۔۔ فرنیچر سے لے کر پردے۔۔ ہر چیز براؤن اور گولڈن کے کنٹراس کی تھی۔۔اور ہر چیز قیمتی اور شاندار تھی۔۔اس نے محسوس کیا۔۔سامنے وال پر اے۔سی لگا تھا۔۔ مگر اس کے باوجود وہ پسینے میں بھیگی ہوئی تھی۔۔۔اس کے لئے یہ سب عجیب تھا۔۔وہ اس جگہ کو پہلی بار دیکھ رہی تھی۔۔اور اسے تو اندازہ بھی نہیں تھا کہ وہ یہاں کیسے پہنچی؟ کون لایا اسے یہاں؟ کہیں ان لوگوں کے ہاتھ تو نہیں لگ گئی وہ؟

اس سوچ کے ساتھ ہی اسکے وجود میں خوف کی لہر دوڑی تھی۔۔

"کک۔۔۔کوئی ہے؟؟" گھبرائی ہوئی آواز میں کہا تھا۔۔۔مگر ہر طرف صرف اور صرف خاموشی تھی۔۔۔

وہ دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ جس کی دوسری جانب کیا تھا؟کوئی تھا بھی یا نہیں؟اسے اس کا بلکل اندازہ نہیں تھا۔۔

"کوئی ہے۔۔۔؟؟" اس نے دوبارہ پکارا تھا۔۔اس مرتبہ آواز تھوڑی بلند تھی۔۔

اچانک ہی اس کی نظر کھڑکی کے اوپر لگی وال کلاک پر پڑی تھی۔۔اس نے دیکھا۔۔اس وقت پانچ بج رہے تھے۔۔۔

"کوئی ہے یہاں؟" کچھ دیر ہی گزری تھی کہ اس نے ایک اور بار پکارا تھا۔۔اس بار اسکی آواز پہلے سے زیادہ تیز تھی۔۔ااسے کمرے کے باہر تیز قدموں کی آواز سنائی دی تھی۔۔وہ اب سہم گئ تھی۔۔جانے کون ہو گا یہاں؟؟ دروازہ کھلا تھا۔۔اور اس نے دیکھا۔۔ایک درمیانی عمر کی لیڈی اندر آئی تھیں۔۔

" آپ جاگ گئیں۔۔۔آپ ٹھیک تو ہیں نہ؟؟" اس کے پاس پہنچ کر وہ پریشان کن انداز میں اس سے پوچھ رہی تھی۔۔

"کون ہیں آپ؟؟اور میں یہاں کیسے آئی؟" اس نے سوال کیا تھا۔۔

" شکر ہے آپ کو ہوش آگیا۔۔میں ابھی ماسٹر کو بتاتی ہوں؟؟" اس نے کہہ کر فوراًاپنا موبائل نکالا تھا۔۔

" ماسٹر؟؟کون ماسٹر؟کس کو کال کر رہی ہیں آپ۔۔بتائیں مجھے" وہ ڈر گئ تھی۔۔یہ لیڈی اپنے ماسٹر کو کال کر رہی تھی۔۔اسکا مطلب وہ انہیں لوگوں کے ہاتھ لگ چکی تھی۔۔وہ اسے مار سکتے تھے۔۔خوف سے اسکا وجود کانپنے لگا تھا۔۔

" ڈرے مت آپ۔۔۔ماسٹر ہی آپکو یہاں لائے ہیں۔۔انہوں نے آپکی جان بچائی ہے" وہ اسے تسلی دے رہی تھی۔۔اس کے الفاظ سن کر وہ تھوڑی ریلیکس ہوئی تھی۔۔

" اس کا مطلب کہ وہ ان کے ہاتھ نہیں لگی تھی۔۔شکر اللہ کا" ایک اطمینان ہوا تھا۔۔مگر اس کے ساتھ ہی پریشانی بھی تھی۔۔آخر وہ ایک انجان جگہ پر تھی۔۔

وہ اس کے روم سے نکل کر باہر کوریڈار کی جانب آئی تھی۔۔اس نے ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔۔کچھ دیر بیل جانے کے بعد کال ریسیو کرلی گئ تھی۔۔

" انہیں ہوش آگیا ہے ماسٹر" اس نے کہا تھا۔۔

" نہیں۔۔وہ بہت گبھرائی ہوئی ہیں۔۔ڈر رہی ہیں اس جگہ سے" تھوڑی دیر رکی تھی۔۔

" جی۔۔جیسا آپ کہیں" اس نے کہہ کر کال کٹ کی تھی۔۔اب وہ کچن کی جانب بڑھی تھی۔۔

" سکینہ۔۔جلدی سے چائے اور ساتھ کچھ سینڈوچز ریڈی کرکے اوپر لاؤ۔۔انہیں ہوش آگیا ہے" ملازمہ سے کہہ کر وہ دوبارہ اوپر آئی تھیں۔۔مگر اب وہ سٹڈی روم میں گئ تھیں۔۔سٹڈی کا دروازہ کھول کر وہ اندر آئی تھیں۔۔

سامنے ہی ایک لڑکا لیپ ٹاپ کھولے بیٹھا تھا۔۔بلیک ٹی شرٹ اور جینز،کانوں میں ہیڈ فون لگائے،آنکھوں میں گلاسس پہنے۔۔اسکے ہاتھ تیزی سے لیپ ٹاپ پر چل رہے تھے۔۔شاید وہ کسی اہم کام بھی مصروف تھا۔۔

دروازے کی آواز پر اس نے ایک نظر آنے والے کو دیکھا۔۔اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا تھا۔۔

" انہیں ہوش آگیا ہے" یہ سنتے ہی اسکے ہاتھ رکے تھے۔۔چہرے پر ایک خوشگوار حیرت آئی تھی۔۔

" سچ کہہ رہی ہو؟" اس نے بے یقینی سے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ہاں۔۔میں نے اسکی ڈرپ اتار دی ہے اور اسے کچھ دیر آرام کرنے کا کہا ہے" اسے غور سے دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" شکر ہے اللہ کا۔۔۔اسے اس حال میں دیکھ کر مجھے بلکل اچھا نہیں لگتا تھا" وہ رکا تھا۔۔" ماسٹر کو بتا دیا؟"

" ہاں۔۔ابھی انہیں کال کر کے انفارم کیا ہے۔۔تمہارے لئے پیغام دیا ہے انہوں نے" اس کی بات پر وہ دوبارہ لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔۔اور ہاتھ بڑھا کر اسے بند کیا تھا۔۔

" میں جانتا ہوں مجھے کیا کرنا ہے۔۔رات کو کام شروع کرونگا اور صبح تک سب ہو جائیگا" اس نے اپنا موبائل اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اچھی بات ہے۔۔میں نے اسکے لئے چائے اور سینڈوچز بنوائے ہیں۔۔جا کر دیکھتی ہوں" وہ کہہ کر پلٹی تھی۔۔

" مایا" اسکی آواز پر اسکے بڑھتے قدم رکے تھے۔۔وہ پلٹی تھی۔۔

"کیا میں اسکے ساتھ چائے پی سکتا ہوں؟" اس نے پوچھا تھا۔۔اور مایا کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

" ماسٹر نے کہا ہے کہ اسکا ڈر ختم کرنا ہے۔۔اور تم تو اس کام میں ماہر ہو۔۔وہ تم پر بھروسہ کرتے ہیں" وہ کہہ کر پلٹی تھی۔۔جبکہ پیچھے موجود لڑکا مسکرایا تھا۔۔

اسے یہاں بیٹھے کافی دیر ہو گئی تھی۔۔وہ انجان نگاہوں سے اس کمرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔جانے وہ اسے آرام کرنے کا کہہ کر کہاں چلی گئی تھی؟

کمبل ایک جانب پلٹ کر اور بیڈ سے اتری تھی۔۔اسے محسوس ہوا کہ اسکے جسم میں اب بھی درد تھا۔۔شاید مسلسل لیٹے رہنے کی وجہ سے۔۔۔وہ آہستہ آہستہ کھڑکی کی جانب بڑھی تھی۔۔ہاتھ بڑھا کر پردے سائیڈ پر کئے تھے۔۔اور سامنے کے منظر نے اسے حیران کر دیا تھا۔۔؟

ایسا لگتا تھا کہ جیسے یہ کوئی ویران وادی ہو۔۔۔پودوں سے بھرے پہاڑ۔۔اونچے درخت۔۔دھند۔۔صاف سڑک دور تک جاتی ہوئی۔۔انسان کا کوئی وجود یہاں نظر نہیں آرہا تھا۔۔پرندوں کی آوازیں ہی تھیں جو سنائی دے رہی تھیں۔۔ہوا میں نمی بتا رہی تھی کہ آس پاس کہیں کوئی دریا یا پانی کا چشمہ ضرور تھا۔۔کتنا حسین منظر تھا یہ۔۔مگر اسے یہ حسین نہیں لگ رہا تھا۔۔اسکے ڈر میں مزید اضافہ ہوا تھا۔۔وہ کہاں تھی؟ یہ جگہ تو وہ پہلی بار دیکھ رہی تھی ۔۔وہ یہاں کیسے پہنچ گئی؟ کل رات تک تو وہ۔۔۔اچانک ہی رات کا واقع اسکے دماغ پر روشن ہوا تھا۔۔اور آنکھوں میں پھر سے نمی اور ایک ایک کرکے آنسو گرنا شروع ہوئے تھے۔۔

" ماما۔۔" آنکھیں بند کرکے اس نے دھیمی آواز میں کہا تھا۔۔" پاپا" آنسو اب اسکے گالوں کو بھگو رہے تھے ۔۔

اسے محسوس ہوا کہ کسی نے کمرے کے دروازے کا لاک گمایا تھا۔۔اس نے فوراً آنکھیں کھولی تھیں۔۔

کوئی اندر آیا تھا۔۔وہ پلٹی نہیں تھی۔۔اس نے اپنے آنسو صاف کرنے تھے۔۔

" ارے۔۔تم بیڈ سے کیوں اتری؟ ابھی تمہیں آرام کی ضرورت ہے تمہاری باڈی ویک ہے ابھی" یہ اسی لیڈی کی آواز تھی۔۔اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔وہ ایک ٹرے میز پر رکھ رہی تھی۔۔

" یہ کونسی جگہ ہے؟ میں یہاں کیسے آئی؟" اس نے اپنے دماغ میں چلنے والا سوال دہرایا تھا۔۔

" تمہیں میڈیسن لینی ہیں اور اس کے لئے تمہیں کچھ کھانا ہو گا۔۔ آجاؤ تمہارے لئے میں نے سینڈوچز بنوائے ہیں " اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے میز کی جانب لے جاتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" میری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہی ہیں آپ؟" اس نے دوبارہ کوشش کی تھی۔۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی دروازہ ایک بار پھر کھلا تھا۔۔ اور ایک لڑکا اندر آیا تھا۔۔

" ان سے ملو۔۔ یہ مصطفی ہیں۔۔ ہمارے ساتھی" اس نے اس لڑکی ہی جانب اشارہ کیا تھا۔۔

" اسلام و علیکم مِس سلیپنگ بیوٹی۔۔ شکر ہے آپ کو جاگنے کا خیال تو آیا" اس نے ہاتھ اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔ جسے وہ عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔

" اوہ سوری۔۔۔ میں تو بھول گیا کہ خوبصورت لڑکیاں پہلی ملاقات میں کسی کو فِری نہیں کرتی ہیں" اس نے کہہ کر ہاتھ پیچھے کیا تھا۔۔۔

" چلو آؤ۔۔ چائے پیتے ہیں" وہ دونوں اب آرام سے بیٹھ چکے تھے۔۔ جبکہ وہ اپنی ہی جگہ کھڑی ان دونوں اجنبیوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ جن سے اب اسے ڈر لگنے لگا تھا۔۔

" آخر مجھے بتایا کیوں نہیں جا رہا کہ میں یہاں کیا کر رہی ہوں؟" اسے اب غصہ آیا تھا۔۔

" لو جی۔۔ اس میں بتانے والی کیا بات ہے۔۔؟ آپ یہاں اتنے عرصے سے سو رہی ہیں اور ہم آپکی خدمت کر رہے ہیں۔۔۔ اور اب جب آپ جاگ گئی ہیں۔۔ تو آپ چائے پی رہی ہیں اور ہم پلا رہے ہیں" مصطفی نے ایک بار پھر چہک کر کہا تھا۔۔

" عرصے؟؟ کیا مطلب؟ میں کب سے یہاں ہوں؟" ایسے حیرت ہوئی تھی۔۔ یہ تو وہ اپنے زخم دیکھ کر سمجھ گئی تھی کہ وہ یہاں کچھ دن سے ہے مگر کتنے؟ اسکا اندازہ اسے خود بھی نہیں تھا۔۔

" دیکھو۔۔" مایا نے گہری سانس لی تھی۔۔

" تم پہلے چائے پی کر میڈیسن لے لو۔۔اس کے بعد ہم تمہیں ہر سوال کا جواب دینگے۔۔۔پلیز" اس نے ریکوسٹ کی تھی۔۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد۔۔وہ بیٹھ گئ تھی۔۔۔۔

یہ ایک بلند حویلی نما عمارت تھی۔۔۔ جس کے چاروں اطراف گارڈ بلیک سوٹ میں کھڑے تھے۔۔۔ ہر گارڈ کے پاس اپنی ریوالور تھی۔۔ جسے کچھ نے چھپا رکھا تھا۔۔اور کچھ ہاتھ میں لے کر چکر لگا رہے تھے۔۔ حویلی کے داخلی دروازے حویلی سے مین گیٹ تک ایک لمبی سڑک تھی۔۔ جس کے دائیں جانب لان تھا۔۔اس وقت حویلی میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔ پرندوں کی آوازوں کے سوا یہاں اور کچھ نہیں تھا۔۔

اور پھر اس ماحول کے سکون میں کسی چیز نے خلل پیدا کیا تھا۔۔۔ حویلی کا مین گیٹ تین گارڈز نے مل کر کھولا تھا۔۔ اور ایک گاڑی حویلی کے اندر داخل ہوئی تھی۔۔ سڑک سے گزر کر وہ حویلی کے سامنے آکر رکی تھی۔۔ حویلی کے ایک گارڈ نے آگے بڑھ کر فوراً فرنٹ ڈور کھولا تھا۔۔اور ایک شخص باہر نکلا تھا۔۔

چھ فٹ کے قریب قد، چوڑے کاندھے، بلیک پینٹ سوٹ میں ملبوس، کلین شیو، نفاست سے بنے ہوئے بال، رنگ سانولا مگر پرکشش نقوش، آنکھوں میں بلیک گلاسس لگائے وہ آگے بڑھا تھا۔۔

" شہزاد صاحب اندر ہیں؟ " حویلی کے داخلی دروازے کے باہر کھڑے گارڈ کے پاس پہنچ کر اس نے پوچھا تھا۔۔

" جی۔۔وہ آپکا ہی انتظار کر رہے ہیں" گارڈ کا جواب سن کر وہ سر ہلا کر اندر داخل ہوا تھا۔۔

یہ ایک بہت بڑا لان تھا۔۔ جس کے درمیان میں صوفے، میز، ڈیکوریشن کا مختلف سامان رکھا تھا۔۔اس کے علاوہ دیواروں پر کچھ تصاویر جو شاید یہی رہنے والوں میں سے کسی کی تھیں۔۔ لگی تھی۔۔۔

وہ کسی بھی چیز کی جانب نظر ڈالے بنا۔۔ دائیں جانب آیا تھا۔۔۔ جہاں سیڑھیاں موجود تھیں جو کہ اوپر والی منزل کی جانب جاتی تھیں۔۔ مگر وہ سیڑھیوں کی جانب جانے کے بجائے دائیں جانب ایک دروازے کے سامنے رکا تھا ۔۔ دروازے پر دستک دی تھی۔۔

" آجاؤ" اندر سے کسی کی بھاری آواز آئی تھی۔۔

وہ دروازہ کھول کر اندر گیا تھا۔۔۔ یہ شاید گیسٹ روم تھا۔۔ جہاں میز، کرسیاں، صوفے رکھے ہوئے تھے۔۔ جن میں ایک صوفے پر ایک پکی عمر کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔۔ گرے پینٹ کوٹ پہنے۔۔ ہلکی مگر سفید اور کالی داڑھی، ہاتھوں میں سگار پکڑے۔۔

وہ انکے سامنے جا کر کھڑا ہوا تھا۔۔

"کیا رپورٹ ہے" اس کی جانب دیکھتے ہوئے انہوں نے پوچھا تھا۔۔

" تمام چیزیں مکمل ہو گئی ہیں۔۔ آپ نے جیسا کہا تھا۔۔ ہم نے کوئی نشانی نہیں چھوڑی۔۔ یہ صرف ایک حادثہ تھا ۔۔" اس نے کہا تھا۔۔ انداز میکانکی تھا۔۔

"گڈ۔۔ اور وہ لڑکی۔۔ اسکا کیا ہوا؟" ایک اور سوال ہوا تھا۔۔

" ہمارے بندوں نے اس پوری کھائی کو کھوج لیا ہے۔۔ وہ کہیں نہیں ملی۔۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے کوئی اسے وہاں سے لے گیا ہے۔۔ خون کے دھبے بھی کسی نے مٹا دیئے ہیں۔۔ ہمیں کوئی نشانی بھی نہیں مل پا رہی"

" یہ برا ہوا۔۔ اگر وہ زندہ بچ گئی تو ہمارے لئے مشکل ہو سکتی ہے" سگار کو سامنے رکھی سٹرے میں دبا کر رکھتے ہوئے انہوں نے کہا تھا۔۔

" وہ زندہ نہیں بچ سکتی۔۔۔اسے دو گولیاں ماری گئ تھیں۔۔پورا جسم زخمی تھااور جتنی گہری وہ کھائی تھی۔۔اسکا بچنانا ممکن ہے۔۔کیونکہ جب تک اسے کسی نے دیکھا ہو گا۔۔اسکی سانسیں نکل چکی ہونگی" وہ مطمئن تھا۔۔اسکی بات پر شہزاد صاحب نے سر ہلایا تھا۔۔

" ٹھیک ہے۔۔تم کہہ رہے ہو تو ایسا ہی ہو گا۔۔مگر تمہیں اسکی تلاش چھوڑنی نہیں ہے۔۔اپنی آنکھیں ہمیشہ کھلی رکھنی ہیں" انگلی اسکی جانب اٹھاتے ہوئے انہوں نے وارننگ دیتے ہوئے کہا تھا۔۔

" آپ فکر مت کرے۔۔میں اسے کبھی نہیں بھولونگا" اس نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

" گڈ۔۔۔اب تم جاسکتے ہو" ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

" شہر ؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" ہاں۔۔تمہیں اب اپنا مزید حرج نہیں کرنا چاہئے۔۔جاؤ" حتمی انداز تھا۔۔اس کے بعد بات کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔۔وہ سر ہلا کر باہر نکلا تھا۔۔۔

وہ دونوں کمرے سے باہر نکلے تھے۔۔قدموں کی رفتار تیز تھی۔۔مایا آگے جبکہ مصطفی اس کے پیچھے پیچھے آرہا تھا۔۔

سٹڈی کا دروازہ کھول کر مایا اندر داخل ہوئی تھی۔۔اور اب مصطفی مزید خاموش نہیں رہ پا رہا تھا۔۔

" مجھے سمجھ نہیں آرہی یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" وہ احتجاج کر رہا تھا۔۔

" کیا کرنے کی؟" مایا کا رخ ٹیبل کی جانب تھا۔۔

" اسے سلیپنگ پلز دینے کی۔۔۔ابھی تو ہوش آیا تھا اسے" وہ اسکے سامنے کھڑا کہہ رہا تھا۔۔

" ماسٹر کا آرڈر ہے۔۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے" ٹیبل کی جانب جھک کر ایک دراز کھولا تھا۔۔اب وہ اس میں سے کچھ نکال رہی تھی۔۔

" یہی تو مجھے سمجھ نہیں آ رہا۔۔پہلے اسکے ہوش میں نہ آنے کی پریشانی تھی۔۔اور اب اسکے ہوش میں آنے پر بھی انہیں سکون نہیں ہے" ہاتھ پھیلاتے ہوئے اس نے نا سمجھی والے انداز میں کہا تھا۔۔

" ہوش میں نہ آنا اسکے لئے خطرناک تھا۔۔اور اب اسکا ہوش میں آجانا اسکے لئے زیادہ خطرناک ہے" اس کے ایک باکس نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" کیا بات ہے یار۔۔تو اب کیا ہم اسے اسی طرح سلاتے رہینگے ؟" اسے یہ سب اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔

" بلکل بھی نہیں۔۔ماسٹر نے کہا ہے کہ صرف آج اسے سلانا ضروری ہے" اب وہ مکمل مصطفی کی جانب متوجہ تھی۔۔

" کیوں ؟ کیا کل وہ خطرے سے نکل جائے گی ؟" ایک بے وقوفانہ سوال ہوا تھا۔۔

" نہیں" مایا مسکرائی تھی۔۔" کل تک ہم اسکی سکیورٹی کا انتظام کر چکے ہونگے" اس نے میز پر رکھے باکس پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا تھا۔۔

" یہ کیا ہے ؟" اس نے سوالیاں نگاہوں سے باکس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" تمہارا دھیان صرف اس لڑکی کی طرف ہے مصطفی۔۔۔اتنا کے تمہیں یہ بھی نہیں یاد کہ آج کی رات تم نے بہت کام کرنا ہے" مایا نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اوہ" مصطفی نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ جیسے اچانک کچھ یاد آیا تھا۔۔

" میں واقعی بھول ہی گیا" باکس کی جانب بڑھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔اسے اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا جب مایا نے اپنا ہاتھ زور سے اس باکس پر رکھا تھا۔۔

" تمہیں یاد رکھنا ہے سب کچھ۔۔اس لڑکی کے لئے اپنے کام بھول جانا۔۔تمہارے لئے بلکل بھی اچھا نہیں ہے۔۔تم جانتے ہو یہ" اسے وارننگ دینے والے انداز میں مایا نے کہا تھا۔۔

" جانتا ہوں۔۔۔میں بس اسکے لئے پریشان ہو گیا تھا" باکس کو اٹھاتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" مت ہو۔۔ماسٹر کے ہوتے ہوئے۔۔اس لڑکی کو کچھ نہیں ہو سکتا" مایا کی بات پر مصطفی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

" موسم کافی بدلا بدلا لگ رہا ہے" دائیں آنکھ دباتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" دعا کرو یہ بدلا موسم سب پر راس آ جائے" دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" آمین۔۔پلیز مجھے ایک گھنٹے بعد چائے دے دینا" باکس کھول کر اس میں موجود سامان دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" ضرور۔۔میں ہر دو گھنٹے بعد تمہیں چائے دونگی۔۔جانتی ہوں پوری رات تم نے بہت کچھ کرنا ہے" دروازہ کھولتے ہوئے مسکرا کر کہا تھا۔۔

" تھینکس" وہ اب مکمل اس باکس کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔۔

مایا مسکرا کر باہر نکلی تھی۔۔۔سیڑھیوں سے نیچے اتر کر اس نے اپنے موبائل سے ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔۔

" مصطفی نے کام شروع کر دیا ہے ماسٹر" اس نے کہا تھا۔۔پھر شاید دوسری جانب کی بات سننے کے لئے رکی تھی۔۔

” جی۔۔ ہم نے اسے سلیپنگ پلز دے دی ہیں۔۔ وہ صبح سے پہلے نہیں اٹھے گی“ اس نے رک کر دوبارہ بات سنی تھی۔

” وہ مسلسل ہم سے اس جگہ اور یہاں آنے کا پوچھ رہی تھی۔۔ کیا ہم انہیں بتادیں؟“ اس نے اجازت مانگی تھی ۔۔

” اوک“ اس نے کہہ کر کال کٹ کر دی تھی۔۔ اور اب وہ کچن کی جانب بڑھی تھی۔۔ اسے مصطفی کے لئے چائے بنانی تھی۔۔۔

اس کی آنکھ صبح کھلی تھی۔۔۔ کچھ دیر سن دماغ سے وہ چھت کو گھورتی رہی تھی۔۔ اور پھر اسے کچھ یاد آیا تھا۔۔

اس نے چائے پینے کے بعد میڈیسنز لی تھیں۔۔ اور پھر۔۔؟؟؟

وہ اچانک سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔۔ اسے نیند آگئ تھی اس کے بعد۔۔۔ اور یقیناً یہ ان میڈیسنز کی وجہ سے ہوا تھا ۔۔ اپنا سر تھام کر اس نے بیڈ سے ٹیک لگایا تھا۔۔

جانے وہ کہاں آگئ تھی۔۔ یہ جگہ؟ یہاں کے لوگ؟ سب اس کے لئے بہت عجیب تھے۔۔ اسے بس ایک ہی ڈر تھا ۔۔ کہ کہیں یہ وہی لوگ تو نہیں تھے۔۔۔ بس اسی ڈر نے اسکا سکون برباد کیا ہوا تھا۔۔ وہ اب اٹھی تھی۔۔۔ آج اس نے کسی کو آواز نہیں دی تھی۔۔ اسے بس یہاں سے باہر نکلنا تھا۔۔ اسے اپنے گھر جانا تھا۔۔۔ اس سوچ کے ساتھ اسکے قدم رکے تھے۔۔

” اپنا گھر؟“ کچھ مناظر اسکی نظروں کے سامنے آئے تھے۔۔ اسے لگا اسکی آنکھیں جل رہی ہوں۔۔

" ماما۔۔ پاپا" اچانک ہی اسے خیال آیا تھا۔۔ وہ فوراً دوڑی تھی۔۔ روم کا دروازہ کھول کر وہ باہر نکلی تھی۔۔ بھاگتے ہوئے کوریڈار سے گزر کر وہ سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی۔۔ اسی وقت مصطفی سٹڈی سے باہر آیا تھا۔۔ وہ اب بھی رات والے حلیے میں تھا۔۔ جسکا مطلب تھا کہ وہ واقعی پوری رات جاگتا رہا ہے۔۔۔

" کہاں جا رہی ہیں آپ؟" اسکی جانب تیزی سے آکر اسکا راستہ روکا تھا۔۔

" مجھے گھر جانا ہے۔۔۔ ہٹو آگے سے" اسے ایک جانب دھکیل کر وہ باہر کی جانب بھاگی تھی۔۔

" رک جائیں۔۔۔" مصطفی بھی اسکے پیچھے بھاگا تھا۔۔

" آپ کہیں نہیں جا سکیں" اسے بازوں سے پکڑ کر روکتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" کیوں نہیں جا سکتی؟؟ آخر چاہتے کیا ہو تم لوگ؟ مارنا چاہتے ہو مجھے؟" وہ چیخ رہی تھی اور اس کی تیز آواز سن کر مایا بھی باہر آئی تھی۔۔

" مارنے کے لئے آپکے ہوش میں آنے کا اتنا انتظار نہ کرتے ہم۔۔ پہلے دن ہی مار دیتے" وہ سنجیدہ تھا اور اسکی سنجیدگی نے اسے تھوڑا ریلیکس کیا تھا۔۔

" آپ اندر چلیں پلیز۔۔ ماسٹر کو معلوم ہوا تو ناراض ہونگے ہم پر" مایا نے پاس آکر کہا تھا۔۔ وہ واقعی پریشان ہو گئی تھی۔۔

" مجھے اپنے گھر جانا ہے۔۔"

" آپ جہاں کہینگی آپکو لے جایا جائے گا۔۔ مگر آپ کے مکمل ٹھیک ہو جانے کے بعد" مایا نے اسے نرمی سے سمجھایا تھا۔۔

" میں ٹھیک ہوں بلکل۔۔ دیکھ نہیں رہی آپ"

Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

" تم ٹھیک نہیں ہو سلیپنگ بیوٹی۔۔۔اتنے عرصے بعد نیند سے جاگی ہو۔۔کمزوری ہے بہت۔۔" مصطفی نے اسکا بازو اب بھی پکڑا ہوا تھا۔۔۔

" اندر چلو پلیز۔۔۔تمہارا باہر جانا خطرناک ہے" مایا نے ایک بار پھر اس سے ریکوسٹ کی تھی۔۔

" میں کتنے عرصے سے یہاں ہوں؟" وہ مصطفی سے پوچھ رہی تھی۔۔مایا کی آواز تو جیسے اس نے سنی ہی نہیں تھی۔۔

" اندر چلو سلیپنگ بیوٹی۔۔میں تمہارے ہر سوال کا جواب دونگا۔۔مگر تم باہر نہیں جاسکتی۔۔تم جانتی ہو کہ باہر تمہارے لئے بہت خطرہ ہے۔۔پلیز" اس نے دھیمے لہجے میں کہا تھا۔۔اور شاید اس پر اثر بھی ہو گیا تھا۔۔

" تم مجھے سب بتاؤ گے۔۔سچ سچ" اسے وعدہ چاہئے تھا۔۔

" وعدہ۔۔اب چلیں" وہ اسے لے کر اندر آیا تھا۔۔مایا بھی ان کے پیچھے تھی۔۔لاؤنج کے ایک صوفے پر اسے بٹھا کر وہ خود بھی اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔۔

" ہمارے لئے کچھ کھانے کو لے آؤ مایا۔۔بہت بھوک لگی ہے" اس نے مسکرا کر کہا تھا۔۔اور مایا سر ہلاتی ہوئی کچن کی جانب گئی تھی۔۔۔

" اب مجھے بتاؤ سب؟ میں کب سے یہاں ہوں؟ کون لایا ہے مجھے یہاں؟" اس نے دوبارہ اپنے سوال دہرائے تھے۔۔

" پہلے کھانا۔۔اسکے بعد میں تمہارے ہر سوال کا جواب دونگا" مصطفی نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

" مجھے کچھ نہیں کھانا۔۔بھوک نہیں ہے مجھے" اس نے انکار کیا تھا۔۔

" اگر تم کچھ کھاؤ گی نہیں۔۔ تو میں تمہیں کچھ بتاؤں گا نہیں" اس کی بات پر وہ خاموش رہی تھی۔۔ اب اسکے پاس اور کوئی راستہ بھی تو نہیں تھا۔۔ اس کے لئے سب جاننا بے حد ضروری تھا۔۔

مایا کھانے کی ٹرے لے کر آئی تھی۔۔ اور اسے میز پر رکھ کر پلیٹ میں اس کے لئے کھانا نکالا تھا۔۔

" تھینک یو" اس نے پلیٹ لیتے ہوئے کہا تھا۔۔ مایا مسکرائی تھی۔۔ اور اسی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے دوسری پلیٹ مصطفی کی جانب بڑھائی تھی۔۔

" تھینک یو" اس نے بھی مسکرا کر کہا تھا۔۔

بریانی کے دو تین چمچ لینے کے بعد اس نے پلیٹ واپس رکھ دی تھی۔۔ جس پر مصطفی فوراً کھڑا ہوا تھا۔۔

" ارے نہیں نہیں۔۔۔ تمہیں ہی پلیٹ پوری ختم کرنی ہو گی" اس نے پلیٹ اٹھا کر اسکی جانب بڑھائی تھی۔۔

" مجھے بھوک نہیں ہے" اٹل لہجے میں صاف انکار ہوا تھا۔۔

" لیکن تم سب جاننا بھی تو چاہتی ہو نہ؟ اگر پوری حقیقت جاننی ہے تو پلیٹ بھی پوری ختم کرنی ہو گی" اس نے مسکرا کر کہا تھا۔۔ جبکہ اس نے خاموشی سے پلیٹ لے لی تھی۔۔

" یہ ہوئی نہ بات" وہ کہہ کر اپنی جگہ واپس بیٹھا تھا۔۔

خاموشی سے کھانا کھا لینے کے بعد مایا اسکی میڈیسن لے کر آئی تھی۔۔

" میں یہ میڈیسن نہیں کھاؤنگی" اس نے انکار کیا تھا۔۔

" کیوں؟" مایا نے پوچھا تھا۔۔

" کیونکہ میں بہت عرصے سے سوتی رہی ہوں اور دوبارہ سونا میری صحت کے لئے ٹھیک نہیں ہو گا۔۔ ٹھیک کہا نہ میں نے؟" اس نے مصطفی کی جانب معنی خیز انداز میں کہا تھا۔۔

" ویری کلیور" مصطفی نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔ جبکہ مایا نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں۔۔ جس پر اس نے فوراً اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔۔

" میرا مطلب ہے تم پریشان مت ہو۔۔ آج ان میں نیند کی کوئی گولی نہیں ہے۔۔ یہ ڈاکٹر نے تمہارے لئے سجسٹ کی ہیں"

" ٹھیک ہے۔۔ پھر میں یہ میڈیسنز تب کھاؤ نگی جب تم مجھے سب بتا دو گے" اس نے حتمی انداز میں کہا تھا۔۔

مصطفی نے ایک نظر مایا کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس نے کاندھے اچکا دیئے تھے۔۔

" اوک" وہ سیدھا ہوا تھا۔۔" پوچھو۔۔ کیا پوچھنا ہے"

" یہ کونسی جگہ ہے؟" اس نے پوچھا تھا۔۔ وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔ جبکہ مایا ایک جانب کھڑی دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

" ناران۔۔ یہ ناران ہے" مصطفی کے جواب پر جیسے اسے جھٹکا لگا تھا۔۔ وہ فوراً کھڑی ہوئی تھی۔۔

" کیا؟؟ ناران؟؟؟ مگر۔۔۔ مگر میں تو مری میں تھی" وہ جیسے یقین نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

" تم ریلیکس ہو جاؤ بیوٹیفل گرل۔۔ میں تمہیں سب بتاتا ہوں" مصطفی نے پرسکون انداز میں کہا تھا۔۔

" ریلیکس ہو جاؤں؟؟؟ ایسے کیسے ریلیکس ہو جاؤں میں؟ ایک رات۔۔۔ ایک رات نے مجھے کہاں سے کہاں پہنچا دیا اور تم کہہ رہے ہو کہ میں ریلیکس ہو جاؤں؟" وہ اب جزباتی ہو رہی تھی۔۔ اسکی آنکھیں لال اور آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہوئے تھے۔۔

" ایک منٹ سلیپنگ بیوٹی" وہ فوراً کھڑا ہو کر اسکے پاس آیا تھا۔۔" میری بات سنو" اسکا ہاتھ تھاما تھا۔۔

" میں جانتا ہوں یہ سب تمہارے لئے بہت سرپرائزنگ ہے۔۔ مگر دیکھو تمہیں اپنے آپ کو سنبھالنا ہو گا۔۔ جو کچھ تم نے فیس کیا ہے۔۔ اور جو کچھ تم نے آگے فیس کرنا ہے۔۔ اس کے لئے تمہیں ریلیکس ہونا ہو گا ڈیئر" وہ اسے نرمی سے سمجھا رہا تھا۔۔

" بیٹھو یہاں" اس نے دوبارہ اسے اسکی جگہ پر بٹھایا تھا۔۔ اپنی انگلی سے اسکے آنسو صاف کر کے وہ دوبارہ اپنی جگہ جا کر بیٹھا تھا۔۔

" اب پوچھو" اس نے دوبارہ کہا تھا۔۔

" یہاں کیسے آئی میں؟" بھیگی آواز تھی۔۔

" تمہیں یہاں اس رات ماسٹر لے کر آئے تھے" اس نے مختصر جواب دے کر مایا کی جانب دیکھا تھا۔۔

" تم انہیں آدھی رات کو زخمی حالت میں ملی تھی۔۔ تمہیں گولیاں لگی تھیں۔۔ اس کے علاوہ تمہارے جسم پر کئ جگہ شیشے کے ٹکڑے لگے تھے۔۔ جس کی وجہ سے بہت خون بہا تھا۔۔ تم شاید اس کھائی میں گری تھی۔۔ وہ وہاں سے سلپ ہوتی ہوئی نیچے گری تھی۔۔ اسی دوران تہیں بہت سی چوٹیں بھی آئی تھیں۔۔ اور ایک چوٹ سر کے پچھلے حصے میں بھی لگی تھی۔۔ شکر ہے زیادہ گہری نہیں تھی" مایا نے شکر ادا کرنے کے بعد ایک گہری سانس لی تھی۔۔

" وہ جان چکے تھے کہ تم پر حملہ ہوا ہے اسلئے تمہیں لے کر ہسپتال جانے کے بجائے وہ تمہیں میرے گھر لے آئے تھے۔۔ میں ایک ڈاکٹر ہوں۔۔ تمہاری کنڈیشن بہت خراب تھی۔۔ تمہیں ہسپتال لے جانا ضروری تھا۔۔ مگر ماسٹر نے اجازت نہیں دی تھی۔۔ اس لئے تمہیں مجھے اپنے گھر میں ہی ٹریٹمنٹ دینا پڑا۔۔ اور اس کے بعد تم کوما میں چلی گئ" مایا کی آخری بات پر اس نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔

"کوما؟؟"

"جی سلیپنگ بیوٹی۔۔۔ آپ پچھلے تین مہینے سے کوما میں تھیں" مصطفی نے جیسے ایک دھماکہ کیا تھا۔۔اور وہ سناٹے میں آگئی تھی۔۔۔اور پھر۔۔کافی دیر خاموشی رہی تھی۔۔شاید سارے سوال ختم ہوگئے تھے۔۔شاید وہ کسی گہری سوچ میں تھی۔۔ مصطفی نے مایا کو اشارہ کیا تھا۔۔وہ جانتے تھے۔۔اس وقت اسے تنہائی کی ضرورت تھی ۔۔

"ہم پھر بعد کرینگے" اسکا کاندھا دباتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔وہ اپنی جگہ ایسے ہی بیٹھی تھی۔۔شاید اسے کچھ سنائی بھی نہیں دیا تھا۔۔ مصطفی سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا۔۔۔کہ موبائل کی بیپ نے اسکی توجہ اپنی جانب ملبوس کی تھی۔

اس نے موبائل نکال کر دیکھا۔۔۔ایک مسیج تھا۔۔اس نے مسیج اوپن کیا تھا۔۔

"اپنے ہاتھ۔۔اس سے دور رکھو!"

اس نے پلٹ کر صوفے پر بیٹھی اس لڑکی کو دیکھا تھا۔۔۔وہ حیرانگی کی انتہا پر تھا۔۔

حویلی میں اب بھی خاموشی کا راج تھا۔۔یہ صبح کے دس بجے کا وقت تھا۔۔۔ایک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لڑکی تیزی سے باہر آئی تھی۔۔وہ اب سیڑھیاں اتر رہی تھی۔۔اس کا رخ دائیں جانب کچن کی طرف تھا۔۔کچن میں آ دو تین ملازمہ ناشتے اور دوپہر کے کھانے کی تیاری میں مصروف تھیں۔۔جبکہ ان کے ساتھ کوئی درمیانی عمر کی خاتون کھڑی انہیں کچھ سمجھا رہی تھیں۔۔۔

" شہزاد شاہ کا ناشتہ جلدی سے لگاؤ۔۔ ذرا بھی دیر ہو گئی تو ناراض ہونگے وہ" ان کے کہنے پر ایک ملازمہ اب جلدی سے اس کام میں لگ گئی تھی۔۔

" تائی۔۔" وہ لڑکی اب کچن کے دروازے پر کھڑی انہیں پکار رہی تھی۔۔ تائی نے پلٹ کر اسے دیکھا اور ایک مسکراہٹ انکے ہونٹوں پر آئی تھی۔۔

" ارے تم آج جاگ گئی۔۔" اسے کہہ کر وہ دوبارہ ملازمہ کی جانب متوجہ ہوئی تھیں۔۔" اسکا ناشتہ بھی تیار کرو جلدی سے"

" وہ کہاں ہے؟" اس نے پوچھا تھا۔۔ جس پر تائی کے ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی۔۔

" وہ ہمارے جاگنے سے پہلے ہی چلا گیا تھا۔۔ ایک خط چھوڑ گیا بس" اس کے قریب آکر کہا تھا۔۔

" کیسا خط؟" اس نے بے چینی سے پوچھا تھا۔۔

" یہی کہ وہ واپس جا رہا ہے اور کچھ عرصے تک نہیں آئے گا" تائی کہہ کر کچن سے باہر نکلی تھیں۔۔ اور وہ انکے پیچھے آئی تھی۔۔

" کیا مطلب واپس چلا گیا؟ ایسے کیسے جا سکتا ہے وہ؟ کسی کو بھی بتائے بنا؟" اس کے تیور بدلے تھے۔۔

" زویا۔۔۔" سخت لہجے میں اس کا نام لیا تھا۔۔

" تم بھول رہی ہو کہ وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔۔ اسے کوئی بھی یہاں آنے اور یہاں سے جانے سے روک نہیں سکتا" وہ کہہ کر پلٹ چکی تھیں جبکہ زویا وہی کھڑی انہیں جاتا دیکھ رہی تھی۔۔

کچھ دیر بعد وہ ناشتہ کرنے کے لئے ٹیبل پر موجود تھے۔۔۔ درمیان میں شہزاد شاہ۔۔ انکے دائیں جانب سادیہ شاہ اور بائیں جانب زویا۔۔۔

" وہ چلا گیا؟" شہزاد شاہ نے سادیہ بیگم کی جانب دیکھ کر کہا تھا۔۔

" جی۔۔ صبح سویرے ہی نکل گیا تھا۔۔ لکھ کر گیا ہے کہ کچھ عرصے کے لئے جا رہا ہوں" چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے انہوں نے کہا تھا۔۔

" یہ ہمیشہ ایسے ہی جاتا ہے" نرم مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔

" مگر اسے بتا کر جانا چاہئے نہ تایا ابو" زویا کہ بات پر انکے چلتے ہاتھ رکے تھے۔۔

" وہ کسی کو بتا کر جانے کا پابند نہیں ہے" انہوں نے اسے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔ جس پر زویا خاموش ہو گئی تھی۔۔ اسے اسکا اس طرح جانا اچھا نہیں لگا تھا۔۔

" جمشید کہاں ہے؟" شہزاد صاحب نے اس سے پوچھا تھا۔۔

" وہ بھی صبح چلے گئے تھے" سادیہ بیگم نے جواب دیا تھا۔۔ اور اس کے بعد مکمل خاموشی ہو گئی تھی۔۔۔

وہ اس وقت اپنے کمرے میں موجود کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔۔ نظریں سامنے تھیں۔۔ مگر پھر بھی سامنے نہیں تھیں۔۔ اس کی سوچیں اسے وقت سے پیچھے لے گئی تھیں۔۔ وہ آج بھی اس رات کے اندھیروں میں گم تھی۔۔

" تم جاگ گئی۔۔ بتایا بھی نہیں" مایا نے اس کے پاس آکر کہا تھا۔۔

" میں سوتی ہی کب ہوں؟؟" ایک اداس مسکراہٹ تھی۔۔ اس کی نظریں اب بھی باہر کے منظر کی جانب تھیں ۔۔

" تمہیں سونا چاہئے۔۔۔ سوؤ گی نہیں تو دماغ اور دل۔۔ دونوں ٹھیک طرح کام نہیں کریں گے" اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے مایا نے کہا تھا۔

" دل تو مر چکا ہے۔۔اس نے اب کہاں کام کرنا ہے؟اور دماغ۔۔" وہ اب اسکی جانب مکمل متوجہ ہوئی تھی۔

" وہ اب بہت خطرناک کام کرنا چاہتا ہے" اس نے کہا تھا۔۔اور مایا اس کی بات پر الجھ گئی تھی۔۔

" کیا مطلب؟؟ کیسے خطرناک کام؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" کچھ نہیں۔۔" وہ شاید آگے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

" اچھا چلو۔۔ مصطفی ناشتے کے لئے انتظار کر رہا ہے"

" میرا بلکل دل نہیں چاہ رہا" اس نے انکار کیا تھا۔۔

" لیکن خطرناک کاموں کے لئے۔۔ تمہیں دل کی چاہت کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے" مایا نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

" چلو" وہ اب اس کے ساتھ آرہی تھی۔۔۔

ڈائننگ ٹیبل پر مصطفی پہلے سے ہی موجود تھا۔۔اسے آتا دیکھ کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔

" گڈ مارننگ سلیپنگ بیوٹی۔۔۔ آیئے" اس کے لئے دائیں جانب رکھی کرسی آگے کی تھی۔۔وہ خاموشی سے اس پر بیٹھ گئی تھی۔۔پھر وہ اس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔۔ جبکہ مایا۔۔ان کے سامنے بائیں جانب کی کرسی پر بیٹھی تھی۔۔

" سکینہ۔۔ناشتہ لے آؤ" مایا نے آواز دی تھی۔۔اور اب۔۔اس کی نظر مصطفی کی جانب تھی۔۔

" اب کیسا محسوس کر رہی ہو تم؟" مصطفی نے اس سے پوچھا تھا۔۔

" مجھے اب کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا" نظریں سامنے رکھی پلیٹ پر تھیں۔۔۔ سکینہ اب کھانا لگا رہی تھی اور اس وقت تک وہ تینوں خاموش تھے۔۔

" تمہیں اپنی صحت کا خاص خیال رکھنا ہے" مایا نے اس سے کہا تھا۔۔ جبکہ مصطفی نے جوس کا گلاس اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔

" مجھے گھر جانا ہے " اس نے مایا کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" کون سا گھر ؟ " مایا کے جواب پر وہ رک گئی تھی۔۔ واقعی۔۔۔ کون سا گھر ؟

وہ گھر تو جل چکا ہے۔۔ اور اب تو وہاں کچھ نہیں بچا تھا۔۔ نہ کوئی چیز۔۔ نہ اس کے ماما۔۔ پاپا۔۔۔

اسے ایک بار پھر وہ رات یاد آئی تھی۔۔ اسے ایک بار پھر وہ آگ یاد آئی تھی۔۔ اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر آنسو بھرنا شروع ہوئے تھے۔۔ مصطفی نے مایا کو گھورا تھا۔۔ جبکہ مایا نے گردن جھکا لی تھی۔۔ اسے اب احساس ہوا تھا کہ اسے یہ نہیں کہنا چاہئے تھا۔۔

" دیکھو روؤں مت۔۔ ہم جانتے ہیں کہ تم اپنے گھر جانا چاہتی ہو اور ہم تمہیں وہاں لے کر جائینگے " مصطفی کی بات پر مایا نے فوراً اسے حیران نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔

" سچ میں ؟؟ " اس نے پوچھا تھا۔۔ بےیقین انداز میں۔۔

" بلکل سچ " اس نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

" ماسٹر ہمیں اس کی اجازت نہیں دیں گے " مایا نے احتجاج کیا تھا۔۔

" میں جانتا ہوں۔۔ " وہ اب دوبارہ اس لڑکی کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

" دیکھو سلیپنگ بیوٹی۔۔ ماسٹر ہی تمہیں یہاں لائے ہیں اور یہ گھر بھی ان کا ہی ہے۔۔ ہم صرف ان کے لئے کام کرتے ہیں۔۔ اور ہم انکی اجازت کے بغیر تمہیں کہیں نہیں لے جاسکتے۔۔ مگر " اس نے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا ۔۔

" ماسٹر تمہیں وہاں لے جاسکتے ہیں۔۔۔ اور اس کے لئے تمہیں انتظار کرنا ہو گا۔۔ "

" کتنا انتظار ؟ " ایک اور سوال کیا تھا۔۔

"یہ میں نہیں جانتا۔۔ماسٹر جب ٹھیک سمجھے گیں۔۔ یہ تبھی ہو سکتا ہے۔۔یقین مانو وہ یہ سب صرف تمہاری حفاظت کے لئے کر رہے ہیں" وہ اسے یقین دلانا چاہتا تھا۔۔

"آخر ہیں کون یہ ماسٹر؟ کہاں ہے؟ کیا نام ہے اسکا؟" وہ اب سب جان لینا چاہتی تھی۔۔اس کے سوال پر مایا اور مصطفی نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔۔

"یہ ہم تمہیں نہیں بتا سکتے۔۔ جیسا کہ مصطفی نے بتایا کے ہم ان کے لئے کام کرتے ہیں۔۔انکی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے" مایا نے کاندھے اچکا کر کہا تھا۔۔ جبکہ مصطفی نے گہری سانس لی تھی۔۔

"مجھے بات کرنی ہے اس سے" اس نے ایک اور ڈیمانڈ کی تھی۔۔

"یہ ناممکن ہے" جواب مایا کی جانب سے آیا تھا۔۔

"کیوں ناممکن ہے؟؟" اسے اب غصہ آنے لگا تھا۔۔

"کیونکہ جب تک وہ نہیں چاہینگے۔۔ تم ان سے بات بھی نہیں کر سکتی" مایا کے جواب پر وہ فوراً تیش میں اٹھی تھی۔۔اس کے ساتھ ہی مصفطی اور مایا بھی کھڑے ہوئے تھے۔۔

"کیا بات ہے۔۔۔ میں یہاں اپنے شہر سے دور اس سنسان وادی میں۔۔ایک انجان گھر میں دو اجنبیوں کے ساتھ ہوں۔۔مجھے یہاں لانے والا ایک اجنبی ہے۔۔ جسکا نام تک میں نہیں جانتی۔۔ جسے میں دیکھ نہیں سکتی۔۔ جو یہاں موجود نہیں ہے۔۔اور میں اس سے بات بھی نہیں کر سکتی۔۔۔ میں بس اس گھر میں اس کی قیدی بن کر رہ سکتی ہوں۔۔اور تم دونوں اس کے لئے میرے جاسوس بن کر۔۔۔ کیا بات ہے تم دونوں کی؟؟" وہ اونچی آواز میں کہہ رہی تھی۔۔

"ایسی بات نہیں ہے۔۔ہم تمہارے دوست ہیں" مصطفی نے اس کے پاس آکر کہا تھا۔۔

" دوست ؟؟؟مزاق کررہے ہو میرے ساتھ۔۔میری بے بسی دیکھو ذرا۔۔ایک رات۔۔ایک نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا۔۔میرا گھر۔۔میرے ماں باپ" اس کی آواز اب بھاری ہورہی تھی۔۔اسکی آنکھیں لال ہورہی تھی۔۔

" ایک رات نے سب جلا کر راکھ کردیا۔۔اور جب وہ رات گزری۔۔تو میں یہاں ہوں۔۔اس قید خانے میں۔۔ تمہارے ماسٹر کے آرڈر کے رحم وکرم پر۔۔مجھ سے میرے آزادی بھی چھین لی اب اس شخص نے۔۔بچا کیا ہے میرے پاس اب؟ " وہ مسلسل چیخ رہی تھی۔۔جبکہ مصطفی نے اسے بازو سے پکڑ کر کنٹرول کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

" ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔قید نہیں ہو تم۔۔۔یہ سب تمہاری حفاظت کے لئے ہیں سمجھ کیوں نہیں رہی تم؟؟" اسے اپنی طرف مکمل متوجہ کیا تھا۔۔" تمہارے لئے باہر بہت خطرہ ہے سلیپنگ بیوٹی۔۔۔وہ لوگ اب بھی تمہیں ڈھونڈرہے ہیں۔۔تمہاری تلاش ہر جگہ ہورہی ہے۔۔ایسے میں تمہیں باہر لے جانا کسی خطرے سے خالی نہیں ہے۔۔ سمجھو بات کو" اس نے اسکے بازوں پر اپنی پکڑ تھوڑی ڈھیلی کی تھی۔۔وہ اب خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔۔

" ماسٹر بھی انتظار کررہے ہیں۔۔وقت بہتر ہونے کا۔۔پھر تم جہاں کہو گی ہم تمہیں لے جائینگے۔۔مگر ابھی نہیں ۔۔باہر جانے کے لئے تم ابھی تیار نہیں ہو۔۔خود بتاؤ۔۔کیا تم ان کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔۔اور اسے محسوس ہوا۔۔اسکی بات ٹھیک ہی تو تھی۔۔۔وہ انکا سامنا کرنے کے لئے بلکل تیار نہیں تھی۔۔ابھی تو بلکل بھی نہیں۔۔وہ اس کے دشمن تھے۔۔اسے مار دینا چاہتے تھے۔۔اور وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔۔ اسے مرنا نہیں تھا۔۔اسے ان کا سامنا کرنا تھا۔۔۔اسی لئے تو بھاگی تھی وہ۔۔

"کیا ہم ناشتہ کریں؟" مصطفی نے اب اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔اس نے کہا کچھ بھی نہیں۔۔ایک نظر مایا کی جانب دیکھا۔۔جو مسکرائی تھی۔۔

"اوکے" اس نے کہا تھا۔۔اور مایا نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔

یہ ناران کی ہی ایک سڑک تھی۔۔سردیوں کے دن ہونے کی وجہ سے یہاں اب پبلک زیادہ نہیں تھی۔۔ایک کالے رنگ کی گاڑی تیزی سے اس سڑک پر رواں تھی۔۔اونچے راستوں سے گزر کر اب وہ ایک ہوٹل کے سامنے رکی تھی۔۔یہاں آس پاس کچھ دکانیں اور لوگوں کی چہل پہل بھی تھی۔۔گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر وہ باہر نکلا تھا۔۔بلو پینٹ کوٹ، گردن تک آتے لمبے بال جنھیں بیچ کی مانگ بنا کر دونوں طرف بکھیر دیا تھا، الٹے ہاتھ میں قیمتی کھڑی، سیدھے ہاتھ میں ایک کی چین جس میں تین چابیاں تھیں، چوڑے کاندھے، سفید رنگت، گہری کالی آنکھیں، ہلکی سی داڑھی، اونچی مغرور ناک، گلے میں ٹائی اور پاؤں میں برانڈٹ کٹ شوز پہنے وہ اب ہوٹل کے اندر آیا تھا۔۔سامنے ریسیپشن پر دو آدمیوں نے اسے آتا دیکھ کر سر پر ہاتھ رکھ کر سلام کیا تھا۔۔جس کا جواب اس نے سر ہلا کر دیا۔۔وہ تیزی سے اب لفٹ کی جانب آیا تھا۔۔۴ فلور کا بٹن پش کیا تھا۔۔کچھ لمحوں میں ہی لفٹ کا دروازہ کھلا اور وہ اب سیدھا ایک کمرے کے جانب آیا تھا۔۔اس نے کمرے میں آتے ہی دروازہ لاک کیا تھا۔۔پھر وہ بیڈ کے ساتھ رکھی میز کی جانب بڑھا تھا۔۔پہلا دراز کھول کر اس میں سے ایک دوربین نکالی تھی۔۔اور اب کمرے کے ساتھ موجود بالکنی کی جانب آیا تھا۔۔وہاں کھڑے ہو کر اس نے سامنے دیکھا تھا۔۔ناران کا خوبصورت منظر تھا۔۔مگر وہ یہ منظر دیکھنے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔اس نے دوربین اپنی آنکھوں پر لگائی تھی۔۔سامنے ہی اسے درختوں کے بیچ ایک گھر نظر آیا تھا۔۔اس نے دوربین گمائی تھی۔۔اب وہ اس گھر کے سامنے کے حصے کو

آرام سے دیکھ سکتا تھا۔۔ وہاں کوئی بھی نظر نہیں آرہا تھا۔۔ مگر کھڑکیوں کے ہٹے ہوئے پردے بتا رہے تھے کہ وہاں رہنے والے لوگ جاگ چکے تھے۔۔

کچھ دیر بعد اس نے دوربین ہٹائی تھی۔۔ بیڈ پر بیٹھ کر اس نے اپنے شوز اتارے تھے۔۔ اور اب وہ پلٹ کر اپنے کمرے میں موجود ایک اور دروازے کی جانب بڑھا تھا۔۔ دروازے سے اندر آؤ تو وہ ایک چھوٹا کمرہ تھا۔۔ جسے سٹڈی روم کہا جا سکتا تھا۔۔ کیوں کہ یہاں ایک میز جس پر ایل۔ ای۔ ڈی اور اس کے ساتھ ایک لیپ ٹاپ، موبائل اور کچھ پیپرز رکھے تھے۔۔ کمرے کی ایک دیوار پر بنے کیبلٹس پر کچھ کتابیں رکھی تھیں۔۔ اور دائیں جانب ایک صوفہ تھا۔۔ وہ اب اس میز کے پاس آیا تھا۔۔ میز کے پاس رکھی ریلوالونگ چیئر پر بیٹھ کر اس کی پشت پر سر ٹکایا تھا۔۔ پھر اگلے ہی لمحے وہ آگے جھکا اور کی بورڈ کا ایک بٹن پریس کیا۔۔ جس کے بعد ایل۔ ای۔ ڈی کی سکرین روشن ہوئی تھی۔۔ اور پھر۔۔۔ ایک منظر تھا۔۔۔ جو اس سکرین پر نظر آرہا تھا۔۔۔

ایک ڈائننگ روم کا منظر۔۔۔ جہاں موجود ڈائننگ ٹیبل پر۔۔ تین لوگ موجود تھے۔۔ دو لڑکیاں۔۔ اور ایک لڑکا ۔۔ جو خاموشی سے ناشتہ کر رہے تھے۔۔

اس کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

اور پھر اس نے دیکھا۔۔ وہ تینوں کھڑے ہوئے تھے۔۔ ان میں سے ایک لڑکی ملازمہ کو ہدایت دے رہی تھی۔۔ جبکہ دوسری لڑکی پلٹ کر سیڑھیوں کی جانب جا رہی تھی۔۔ اور وہ لڑکا اس کے پیچھے آیا تھا۔۔ اسے روک کر اس سے کچھ کہا تھا۔۔

اس نے فوراً سے ایک اور بٹن پش کیا تھا۔۔۔ اب اس منظر کے ساتھ ساتھ۔۔ آواز بھی آرہی تھی۔۔۔

"تم پھر سے اپنے کمرے میں جا رہی ہو بیوٹیفل گرل" اسے روک کر مصطفی نے کہا تھا۔۔

"ہاں۔۔۔" اس نے مختصر جواب دیا تھا۔۔

"ابھی تو نکلی ہو اس کمرے سے۔۔ تمہیں تازی ہوا کی ضرورت ہے۔۔ چلو پیچھے گارڈن میں چلتے ہیں" وہ کہہ کر پلٹا تھا۔۔ مگر وہ اپنی جگہ رکی تھی۔۔

"کیا ہوا؟" اسے اپنی جگہ سے ہلتے نہ دیکھ کر اس نے پوچھا تھا۔۔

"تم یہ سب کیوں کر رہے ہو؟" اس نے پوچھا تھا۔۔ جس پر مصطفی مسکرایا تھا۔۔

"کیونکہ میں تمہارا دوست ہوں" اس کے جواب پر وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔

"اب چلیں؟" اس نے باہر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا تھا۔۔ اور اس نے سر ہلایا تھا۔۔

وہ اسے لے کر گھر کی پچھلی جانب گارڈن میں آیا تھا۔۔ یہاں درمیاں میں ایک جھولا لگا تھا۔۔ چاروں اطراف درخت اور پھولوں کے پودے موجود تھے۔۔ تازہ ہوا اور پھولوں کی خوشبوں نے اسے آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔ وہ گہری سانس لے رہی تھی۔۔ جیسے یہ سب اس کے دماغ کو پر سکون کرنے میں مدد دے رہے تھے ۔۔ وہ اسے دیکھنے میں ہی بزی تھا۔۔ جب اس کے موبائل پر مسیج ٹیون بجی تھی۔۔ اور اسی آواز نے اس لڑکی کے سکتے کو توڑا تھا۔۔ اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔۔ آنکھوں میں نمی تھی۔۔

مصطفی نے موبائل نکال کر دیکھا۔۔ ماسٹر کا مسیج تھا۔۔

"تم بیٹھو" اس نے سامنے رکھے جھولے کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔ اور وہ خاموشی سے اس جانب چلی گئی تھی۔۔

مصطفی نے اب مسیج کھولا تھا۔۔

"مجھے کل گارڈن بھی نظر آنا چاہئے"

ایک آرڈر دیا گیا تھا۔۔ مصطفی نے گہری سانس لی تھی۔۔

" ایک تو اس بندے کا کام ختم نہیں ہوتا" بڑبڑا کر وہ جھولے کی جانب جانے ہی لگا تھا جب اس کا موبائل دوبارہ بجا تھا۔اس نے اکتا کر موبائل دیکھا۔۔

" اور ہاں۔۔۔ اسکا نام امل ہے۔۔۔ بیوٹیفل گرل نہیں"

مسیج پڑھ کر اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

" امل" اس نے دھیمی آواز میں کہا تھا۔۔ اور سامنے بیٹھی اس لڑکی کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو خیال کے کسی اور جہاں میں تھی۔۔

وہ اسلام آباد ائیر پورٹ سے باہر نکلا تھا۔۔ سامنے ہی اسکا ڈرائیور اس کے انتظار میں نظر آیا تھا۔۔

" کیسے ہو احمد ؟" ڈرائیور کو اپنا بیگ دیتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" بلکل ٹھیک ہوں باس۔۔ آپ بتائیں ؟" ڈگی میں بیگ رکھتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔

" اب یہ باس واس بند کر دو احمد۔۔ ہم اس وقت اپنے شہر میں ہیں۔۔ ایک عام انسان کی طرح۔۔ تم میرا نام لے سکتے ہو" احمد کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" شہزاد صاحب کو خبر ہو گئی ہو وہ ہمیں چھوڑیں گے نہیں" اس کے لئے بیک ڈور کھولتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ان کی فکر مت کرو۔۔ وہ ہم پر نظر رکھ سکتے ہیں۔۔ ہمیں سن نہیں سکتے" وہ بیٹھ چکا تھا۔۔ اور احمد بھی ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا تھا۔۔

" تین مہینے لگا دیئے اس بار آپ نے۔۔ سب ٹھیک تھا؟" اس نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ٹھیک تو کچھ بھی نہیں احمد۔۔ اس بار جو کام کرنا تھا۔۔ وہ بہت مشکل تھا" اس کے لہجے میں ایک افسوس تھا۔۔ احمد نے محسوس کیا تھا۔۔

" کیا کام ہو گیا؟"

" ہاں۔۔ ہو گیا۔۔۔ بس اس کی کچھ نشانیاں رہ گئ ہم سے" اس نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" تم کبھی نشانیاں نہیں چھوڑتے فرہاد۔۔ جب تک کہ تم خود نہ چاہو" احمد کی بات پر اس نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔

" زندگی بہت الجھی ہوئی ہے احمد۔۔ نہ چاہتے ہوئے بھی ہم اپنے گناہوں کی نشانیاں۔۔ اپنوں کے ہاتھوں ہی چھوڑ دیتے ہیں" اس نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔ اور پھر۔۔ کچھ منظر اسکی نگاہوں کے سامنے آئے تھے۔۔

آگ میں لپٹا گھر۔۔ ایک بھاگتی ہوئے لڑکی۔۔ اور کھائی۔۔۔

اس نے فوراً آنکھیں کھولی تھیں۔۔ احمد نے دیکھا۔۔ وہ کچھ گھبرایا ہوا لگ رہا تھا۔

" تم ٹھیک ہو؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" ہاں۔۔ بس کچھ یاد آ گیا تھا" اپنے ماتھے کو دباتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" اپنوں کے ہاتھوں نشانیاں چھوڑ آئے ہو فرہاد۔۔ کیا یہ خطرناک نہیں؟" وہ اس کے لئے پریشان ہو رہا تھا۔۔

" میں تو ہمیشہ سے ہی خطروں سے کھیلتا رہا ہوں احمد۔۔ مگر۔۔ اپنوں کے ہاتھ اپنے گناہوں کی نشانی چھوڑ دینے کے بعد آپ ان نشانیوں کو مٹا نہیں سکتے۔۔ کیونکہ اگر آپ ایسا کرنے کی کوشش کریں گے۔۔ تو آپکے اپنے بھی آپکی زندگی سے مٹ جائینگے" اس نے کہا تھا۔۔ اور جانے اس کے لہجے میں کیا تھا۔۔ کہ احمد نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ اور وہ حیران رہ گیا تھا۔۔ یہ وہ فرہاد تو نہیں تھا۔۔ جسے آخری بار اس نے دیکھا تھا۔۔ یہ تو کوئی اور تھا۔۔

" آپکو آرام کی بہت سخت ضرورہے باس" گاڑی روک کر اس نے کہا تھا۔۔اور فرہاد نے دیکھا۔۔سامنے ایک گھر تھا۔۔

" تم سے کل ملاقات ہوگی احمد۔۔میں کچھ وقت اکیلا رہنا چاہتا ہوں" گاڑی سے نکلتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" اوکے باس" اسکا بیگ ملازم کے حوالے کر کے وہ وہاں سے جا چکا تھا۔۔

انہیں مری آئے ہوئے ابھی صرف پانچ دن ہی ہوئے تھے۔۔وہ اسلام آباد سے یہاں شفٹ ہوئے تھے۔۔وجہ پاپا کا ٹرانسفر تھا۔۔اس کے پاپا ایک ہوٹل کے منیجر تھے۔۔یہاں بھی ان کی ایک برانچ تھی۔۔جو کہ کچھ عرصے سے نقصان دے رہی تھی اس لئے کمپنی نے پاپا کو یہاں ٹرانسفر کر دیا تھا۔۔اور پاپا نے یہاں ایک گھر بھی لے لیا تھا۔۔وہ یہاں آکر بہت خوش تھی۔۔اسے مری کا موسم ہمیشہ سے ہی بہت پسند تھا اور پھر یہاں کی خوبصورتی۔۔قدرتی مناظر بچپن سے ہی اسے بہت ایٹریکٹ کرتے تھے۔۔وہ اس وقت واک کر کے گھر آئی تھی۔۔کچن سے ایک گلاس جوس لینے کے بعد وہ ان کے کمرے کی جانب گئی تھی۔۔مگر دروازے پر ہی وہ رک گئی تھی۔۔اندر سے ماما اور پاپا کی باتوں کی آواز نے اسے روک دیا تھا۔۔

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟؟وہ یہاں کیسے آگئے؟" ماما بہت پریشان لگ رہی تھیں۔۔

" مجھے خود بھی سمجھ نہیں آرہا۔۔انہوں نے مجھے دیکھ لیا ہے۔۔اب ہم کیا کریں گے؟" پاپا کی آواز میں بھی بے حد پریشانی تھی۔۔

" ہمیں کچھ کرنا ہوگا جہانگیر۔۔وہ ہمیں مار دینگے۔۔اور ہماری بیٹی؟؟اسے چھپا دو جہانگیر۔۔۔پلیز" وہ اب باقاعدہ رونے لگی تھیں۔۔

”ہماری بیٹی کو کچھ نہیں ہو گا سیرت۔۔۔میں شہزاد کو اس تک کبھی نہیں پہنچنے دونگا“ اور بس۔۔۔پاپا کے اس ایک نام نے اسے ساری کہانی سمجھا دی تھی۔۔وہ اب پلٹ کر اپنے کمرے کی جانب آئی تھی۔۔۔اس نے کمرے میں آکر اپنا لیپ ٹاپ آن کیا تھا۔۔

گوگل پر” شہزاد شاہ“ کا نام لکھا تھا۔۔اور اسے انکی ڈیٹیل مل گئ تھی۔۔وہ ایک سیاسی پارٹی کے لیڈر تھے۔۔انکا تعلق راولپنڈی سے تھا۔۔ان کے ایک بھائی جمشید بھی ہیں جو کہ گاؤں کی زمینوں اور وہاں کی فصل وغیرہ کی دیکھ بھال کرتے تھے۔۔سیاست میں جمشید کا کوئی خاص انٹرسٹ نہیں تھا۔۔بلکہ ان کے علاوہ گھر کے کسی بھی فرد کا سیاست میں کوئی عمل نہیں تھا۔۔ان کا ایک بیٹا بھی ہے۔۔جو کہ بہت کم ہی نظر آتا رہا ہے۔اس کے علاوہ سننے میں آیا ہے کہ انکا ایک اور بھائی بھی تھا۔۔مگر وہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔کیوں گیا؟کون تھا؟کہاں گیا؟یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

مگر وہ جانتی تھی۔۔وہ سب جانتی تھی۔۔ماما نے اسے سب بتایا تھا۔۔۔

انہوں نے بتایا تھا کہ” شہزاد شاہ“ اسکے تایا ہیں۔۔اور ان کی جان کے سب سے بڑے دشمن بھی۔۔اس نے شہزاد شاہ کی تصویر پر کلک کیا تھا۔۔وہ اب اسکی سکرین پر موجود تھی۔۔کتنا روب،کتنی سختی تھی اس چہرے میں ۔۔

وہ شاہ گھرانے کے سربراہ تھے۔۔ان کے گھرانے کی خاص بات یہی تھی کہ وہ اپنے خون میں ملاوٹ برداشت نہیں کرتے تھے۔۔خاندان سے باہر شادی کرنا انکے ہاں گناہ سمجھا جاتا تھا۔۔پسند کی شادی کا تو یہاں کوئی نام بھی نہیں لے سکتا تھا۔۔پڑھائی میں انکے ہاں کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔۔مگر وہ اپنے اصولوں کے بہت پکے تھے۔۔جو الفاظ انکی زبان سے نکلتے۔۔وہ پتھر پر لکیر سمجھے جاتے تھے۔۔اور سیاست میں آنے کے بعد تو اس میں اضافہ

ہو گیا تھا۔۔لوگوں کی زندگیوں کا فیصلہ بھی اب وہ خود کرتے تھے۔۔بس کوئی ان کے اصولوں کے خلاف جانے کی کوشش تو کرے۔۔ایک کامیاب سیاستدان ہونے کی وجہ سے اپنے کئی گناہوں پر بہت آسانی سے پردہ ڈال چکے تھے وہ۔۔اور اب۔۔وہ ایک نیا گناہ کرنا چاہتے تھے۔۔

ماما اور پاپا ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔۔پہلے دوستی اور پھر محبت کا سفر دونوں نے ساتھ طے کیا تھا۔۔مگر یہاں مسئلہ یہ تھا کہ ماما کا تعلق ایک مڈل کلاس گھرانے سے ہونے کے ساتھ ساتھ ایک الگ ذات سے بھی تھا۔۔تو پھر شہزاد شاہ کا اس رشتے کے لئے ماننا ناممکن تھا۔۔اس لئے ماما اور پاپا نے کورٹ میرج کرلی تھی۔۔اور جب وہ شادی کرکے حویلی آئے۔۔تو شہزاد شاہ کا درعمل توقع سے زیادہ خطرناک تھا۔۔وہ ماما کو گولی مار دینا چاہتے تھے۔۔بہت مشکل سے وہ دونوں اپنی جان بچا کر بھاگے تھے۔۔مگر شہزاد شاہ نے اپنے بندے ان کے پیچھے لگا رکھے تھے۔۔اور پھر کتنے ہی سال۔۔۔پاپا شہر بدل بدل کر رہا کرتے تھے۔۔اسے یاد تھا۔۔بچپن میں وہ چھ مہینے سے زیادہ ایک جگہ نہیں رہتے تھے۔۔اور اسکی وجہ شہزاد شاہ تھا۔۔اور پھر وقت گزرتا گیا۔۔اتنے سال گزر جانے کے بعد پاپا ریلیکس ہو گئے تھے۔۔انہیں لگا کہ اب شہزاد نامی آسیب انکی زندگی سے جا چکا ہے۔۔اور شاید ایسا ہو بھی گیا تھا۔۔مگر آج۔۔۔اتنے سالوں بعد۔۔وہ آسیب دوبارہ انکے سامنے آ گیا تھا۔۔

وہ اس تصویر کو غور سے دیکھ رہی تھی۔۔

"کیا کوئی اتنا پتھر دل ہو سکتا ہے؟" اس نے خود سے پوچھا تھا۔۔

" اصولوں کے لئے کسی کی جان لے لینا۔۔۔وہ بھی اپنے سگے بھائی کی۔۔؟" وہ حیران بھی تھی۔۔مگر یہ حقیقت تھی۔۔

جانے اور کتنی دیر بیٹھی وہ یہی سب سوچ رہی تھی۔۔۔جب کمرے کا دروازہ ناک ہوا تھا۔۔

" آجائیں" اس نے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے کہا تھا۔۔ دروازہ کھول کو ماما اندر آئیں تھیں۔۔

" کیا ہو رہا ہے؟" اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے انہوں نے پوچھا تھا۔۔

" کچھ نہیں۔۔ آپ بتائیں" وہ ان پر کچھ بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

" تم سے ایک بات کرنی ہے" اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے انہوں نے کہا تھا۔۔

" تمہارا اگریجویشن تو کمپلیٹ ہو گیا ہے۔۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم آگے پڑھائی کنٹینیو کرو" ماما اس سے کہہ رہی تھیں ۔۔ اور وہ جانتی تھی کہ وہ ایسا کیوں چاہتی تھیں؟ یقیناً وہ اسے یہاں سے دور بھیجنا چاہتی تھیں۔۔

" ٹھیک ہے۔۔ میں یہی کسی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لونگی" اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

" نہیں۔۔۔ تم اپنی پرانی یونیورسٹی میں ہی آگے پڑھو گی۔۔ پاپا نے بات کرلی ہے۔۔ کل جا کر تم فارم جمع کروا دینا"

" ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ میں اکیلی نہیں رہ سکتی وہاں۔۔ اور آپ لوگوں کے بغیر تو بلکل بھی نہیں" اسے اب ایک خوف تھا۔۔ وہ ماما کے سامنے ظاہر تو نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ مگر وہ حقیقت تو جانتی تھی نا۔۔۔ ان حالات میں وہ اسے یہاں سے دور بھیجنا چاہتے تھے۔۔ مگر وہ کیسے انہیں چھوڑ کر جا سکتی تھی۔۔

" میں نے کب کہا کہ تم اکیلی رہو گی؟ ہم سب ساتھ جائیںگے۔۔ تمہارے پاپا کو اپنا ٹرانسفر دوبارہ وہاں کروانا ہو گا۔۔ اور اس کے لئے کچھ دن لگ جائینگے۔۔ پھر ہم بھی وہاں آجائینگے۔۔ ابھی تو بس تمہیں وہاں جا کر فارم جمع کروانا ہے ۔۔ پھر وہ واپس آجانا" ماما نے اسے نرمی سے سمجھایا تھا۔۔

" مگر میرا دل نہیں چاہ رہا۔۔ ہم بعد میں ساتھ جا کر ایڈمیشن کروالینگے؟" جانے کیوں۔۔؟ مگر وہ ایک دن کے لئے بھی یہاں سے دور نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔

" پرسوں آخری ڈیٹ ہے ایڈمیشن کی۔۔ اس لئے تمہارا جانا ضروری ہے۔۔ اب مزید کوئی بات نہیں ہو گی۔۔ اپنی پیکنگ کرو۔۔ ایک گھنٹے میں تمہاری فلائیٹ ہے" وہ اسے حیران کر کے کھڑی ہوئی تھیں۔۔

" اتنی جلدی؟؟"

" ہاں۔۔ کیونکہ وہاں جا کر تم ریسٹ کرو گی۔۔ پھر صبح یونیورسٹی جانا ہو گا۔۔ دو تین دن اپنی دوستوں کے ساتھ گزار لینا" وہ پرسکون تھیں۔۔

" اتنی جلدی کس بات کی ہے ماما؟" اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

" تمہیں میری بات سمجھ نہیں آئی امل۔۔۔ اپنا سامان پیک کرو۔۔ ایک گھنٹے بعد پاپا تمہیں ائیر پورٹ لے کر جا رہے ہیں" وہ اب اسے سختی سے کہہ کر چلی گئی تھیں۔۔ اور اس کے پاس اب کوئی اور آپشن نہیں تھا ۔۔۔ سوائے پیکنگ کرنے کے۔۔۔

اسے اپنے بازوؤں میں درد محسوس ہوا تھا۔۔ اور یہی درد اسے حال میں واپس لے کر آیا تھا۔۔ اس نے اپنا ہاتھ اپنے بازو میں رکھ کر دبایا تھا۔۔

" اوہ شکر ہے" مصطفی نے جیسے سکھ کا سانس لیا تھا۔

" یہ کیا کیا ہے تم نے؟" اپنا بازو مسلتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔

"کب سے تمہیں پکار رہا ہوں۔۔ مگر تم تو کسی اور ہی جہاں میں گم تھی۔۔ اس لئے سوچا تمہیں چٹکی کاٹ کر اس جہاں میں واپس لے آؤں" اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" حد ہو گئی" غصے سے کہہ کر سامنے دیکھا تھا۔۔ وہ اب بھی گارڈن میں موجود تھی۔۔

"تمہیں نہیں لگتا سلیپنگ بیوٹی کہ تمہیں ماضی میں رہنے کے بجائے حال پر توجہ دینی چاہیئے؟" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد مصطفی نے کہا تھا۔۔

" اچھا۔۔تو بتائیں ذرا مجھے۔۔۔حال پر کیا توجہ دوں میں؟ یہ کہ میں ایک انجان علاقے کے انجان گھر میں دو انجان لوگوں کے ساتھ ایک انجان انسان کی قید میں بند ہوں اور اس قید سے میں انجانے میں بھی آزاد نہیں ہو سکتی" وہ جو جیسے اپنے فوراً ہی تیش میں آئی تھی۔۔

" اچھا اچھا۔۔کاٹ کیوں رہی ہو" مصطفی اس کے اس روپ سے پر چونکا تھا" تم فیوچر کے بارے میں بھی سوچ سکتی ہو نا؟" اس نے اب ایک اور مشورے سے نوازا تھا۔۔

" ہاں۔۔فیوچر۔۔" امل نے گہری سانس لی تھی" میرا حسین فیوچر۔۔اس حسین وادی کی حسین صبح میں اس حسین کمرے میں جاگنا۔۔اور ایک حسین دن کا آغاز ناشتے سے کرنے کے بعد ایک حسین شام کا انتظار کرتے کرتے سو جانا ہے۔۔واہ! کیا فیوچر ہے میرا؟" دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" لگتا ہے تم نے آملیٹ میں کالی مرچیں زیادہ ڈال دی تھیں" اسے دیکھتے ہوئے مصطفی نے کہا تھا۔۔

" کیا؟ کالی مرچیں؟؟" وہ فوراً ہی کھڑی ہوئی تھی۔۔اور مصطفی لکو لگا جیسے اب وہ اسکا آملیٹ بنانے والی تھی۔۔

" کالی مرچیں نہیں۔۔انگارے کھائے ہیں میں نے۔۔اور اگر تم نے اب مزید مجھ سے کوئی بھی بات کرنے کی کوشش کی" ایک انگلی اسکی جانب اٹھائی تھی" تو میں تمہیں ان انگاروں میں جلا بھی سکتی ہوں" اس وارننگ دی تھی۔۔

" میں نے کیا کیا ہے؟؟" وہ فوراً ہی کھڑا ہو کر اس سے دور ہوا تھا۔۔

" تم نے جلانا ہے تو جا کر ماسٹر کو جلاؤ۔۔ مجھے کوئی شوق نہیں ہے تمہارے انگاروں میں جلنے کا" وہ بھی اب اس کے مقابلے میں کھڑا تھا۔۔

" اوہ تمہارے وہ ماسٹر۔۔" وہ ایک قدم آگے ہوئی تھی۔۔ اور مصطفی ایک قدم پیچھے۔۔

" جس دن تمہارا وہ تھرڈ کلاس ڈانسر میرے سامنے آیا۔۔ میں اسے بھی جلا ڈالو نگی" اسے خطرناک انداز میں دھمکی دیتے ہوئے وہ پلٹی تھی۔۔۔ اور مصطفی کو اب ہوش آیا تھا۔۔

" ایک منٹ۔۔ کیا کہا تم نے؟" وہ اس کے پیچھے پیچھے آیا تھا۔۔ جبکہ وہ رکی نہیں تھی۔۔ اب وہ تیزی سے گھر کے اندر آ کر لاؤنج سے گزری تھی۔۔

" تم نے ماسٹر کو تھرڈ کلاس ڈانسر کہا؟؟؟ پاگل تو نہیں ہو تم؟" وہ اس کے پیچھے آتا کہہ رہا تھا جبکہ وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔۔

" انہیں معلوم ہو گیا تو قیامت آ جائے گی۔۔" اس نے اپنے کمرے میں جا کر دروازہ اس کے منہ پر بند کر دیا تھا جبکہ وہ اب تڑپ رہا تھا۔۔

" کیا ہوا ہے؟" مایا نے کچن سے نکل کر آواز دی تھی۔۔ وہ فوراً پلٹا تھا۔۔

" اس نے ابھی ابھی ماسٹر کو تھرڈ کلاس ڈانسر کہا ہے مایا۔۔ اف یہ لڑکی اپنے ساتھ کچھ کروا لے گی۔۔۔ اگر ماسٹر کو پتہ لگ گیا تو وہ اسے چھوڑینگے نہیں" وہ پریشانی کے عالم میں کہتا ہوا سیڑھیوں سے اتر رہا تھا۔۔

" لیکن۔۔۔ انہیں تو پتہ لگ چکا اب" مایا کے جواب پر اس کے قدم رکے تھے۔۔ اور پھر اچانک ہی۔۔ اسے کچھ یاد آیا تھا۔۔۔

" شٹ" اس نے اپنے بال پکڑے ہوئے کہا تھا۔۔

وہ یہاں سے کچھ ہی دور۔۔اس ہوٹل کے کمرے میں موجود۔۔ چھوٹے سے سٹڈی روم میں۔۔کرسی پر بیٹھے شخص نے یہ الفاظ سن لئے تھے۔۔اس نے کافی کا کپ میز پر رکھا تھا۔۔۔اس کے تعصورات بدلے تھے۔۔

" تھرڈ کلاس۔۔۔ڈانسر" وہ بڑبڑایا تھا۔۔چہرے پر انتہا کی سنجیدگی تھی۔۔لیپ ٹاپ بند کر کے اس نے کرسی کی پشت کر سر ٹکایا تھا۔۔آنکھیں بند کر کے اس نے دو تین گہری سانسیں لی تھیں۔۔شاید وہ اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔اور پھر۔۔کچھ لمحوں بعد اس کے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔

ایک مسکراہٹ نے اسکے ہونٹوں کو چھوا تھا۔۔۔وہ فوراً سیدھا ہوا تھا۔۔سامنے رکھا موبائل اٹھایا تھا۔۔

اس نے ایک مسیج ٹائپ کر کے کسی کو سینڈ کیا تھا۔۔

اب وہ کھڑا ہو کر اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔دوربین اٹھا کر ٹیرس کی جانب آکر اس نے دوربین اپنی آنکھوں پر لگائی تھی۔

وہ اب اس گھر کو دوبارہ دیکھ رہا تھا۔۔اس نے تھوڑا قریب سے دیکھا۔۔ایک کمرے کی کھڑکی پر ایک لڑکی کھڑی ہوئی تھی۔۔وہ شاید کچھ سوچ رہی تھی۔۔ کھویا ہوا انداز تھا۔۔

اور پھر ایک گہری سانس لے کر وہ پلٹی تھی۔۔اس نے کھڑکی کے پردے برابر کئے تھے۔۔

اب اسے وہاں کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔۔اس نے دوربین آنکھوں سے ہٹائی تھی۔۔

" تو پھر۔۔اس" تھرڈ کلاس ڈانسر" کے ساتھ ڈانس کرنے کے لئے ریڈی ہو جاؤ۔۔۔مائی ہارٹ"

معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کہا تھا۔۔

اسے ہوش میں آئے ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔۔ اور اس ایک ہفتے میں وہ جیسے یہاں کی عادی ہو گئی تھی۔۔ اس نے دوبارہ ماسٹر کے بارے میں مصطفی اور مایا سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ اس کے سامنے اپنی مرضی سے ہی آئے گا۔۔ اس کے کچھ بھی کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہونا تھا۔۔ اب وہ بلکل نارمل تھی۔۔ یعنی جسمانی لحاظ سے وہ بلکل ٹھیک تھی۔۔۔ جہاں تک بات روح کی ہے؟ تو اس پر تو بہت زخم تھے۔۔ جن میں روز درد اٹھتا تھا۔۔

یہ شام کا وقت تھا۔۔ وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کے سامنے کھڑی باہر کا منظر دیکھ رہی تھی۔۔ ایک وقت تھا کہ وہ اس منظر میں کھو جایا کرتی تھی۔۔ اسے دنیا کی خوبصورتی ایٹریکٹ کرتی تھی۔۔ مگر اب اسے سمجھ آیا۔۔

دنیا خوبصورت تو صرف تب لگتی ہے جب آپکی زندگی خوبصورت ہو۔۔۔ اگر زندگی میں خوبصورتی نہ رہے تو دنیا کا یہ حسن کسی کام کا نہیں۔۔۔

اسے اس منظر میں وہ صبح یاد آئی تھی۔۔ جو اگلے دن اس نے اسلام آباد میں دیکھی تھی۔۔ وہ ماما پاپا کی وجہ سے بہت پریشان تھی۔۔ ماما کے کہنے پر وہ یہاں آ گئی تھی۔۔ مگر اسکا دل مری میں ہی ان کے پاس تھا۔۔۔ اس نے جلدی سے جا کر یونیورسٹی میں فارم جمع کروایا تھا۔۔ وہ سب جلدی سے ختم کر کے واپس مری جانا چاہتی تھی۔۔ اس کے لئے یہاں رکنا مشکل ہو رہا تھا۔۔ یونیورسٹی سے نکلتے ہی اس نے اپنی واپسی کے ٹکٹ بک کروائے تھے۔۔ وہ اپنی کسی دوست سے بھی نہیں ملنا چاہتی تھی۔۔ اس وقت اسے بس ماما سے ملنا تھا۔۔ گھر آ کر اس نے جیسے تیسے دو گھنٹے گزارے تھے۔۔ اور پھر وہ واپس مری جانے کے لئے روانہ ہو گئی تھی۔۔ ایک عجیب سی بے چینی تھی اس کے دل میں۔۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے کچھ برا ہونے والا ہے۔۔ کچھ بہت برا۔۔۔ جانے وہ کیا تھا؟ مگر کچھ تو تھا۔۔۔ کچھ تو تھا جس نے اسے اسلام آباد میں آدھا دن بھی گزارنے نہیں دیا تھا۔۔۔ اور جانے اب اسے یہ راستہ اتنا لمبا کیوں لگ

رہا تھا۔۔؟ وہ بار بار گھڑی دیکھ رہی تھی۔۔ شام کے اندھیرے بھی پھیل چکے تھے۔۔ جب وہ مری میں پہنچی تھی ۔۔ اس نے فوراً ہی رائڈ بک کی تھی۔۔ ماما پاپا میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ واپس آ گئی تھی۔۔ ظاہر ہے اگر انہیں بتا دیتی تو وہ اسے کبھی نہیں آنے دیتے۔۔ گاڑی جیسے جیسے گھر کی جانب جا رہی تھی۔۔ اسکا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔۔ اپنی کیفیت اسے خود بھی نہیں معلوم تھی۔۔ اور پھر۔۔۔ اسے محسوس ہوا۔۔ کہ دل نے دھڑکنا بند کر دیا ہو۔۔ گاڑی رکی تھی۔۔۔ وہ بجلی کی رفتار میں باہر نکل کر اپنے گھر کی جانب بھاگی اور اس کے سامنے رک گئی تھی۔۔ اسکا گھر آگ کی لپیٹ میں تھا۔۔

"ماما۔۔۔ پاپا" اس کی زبان جیسے الفاظ ادا کرنا بھی بھول گئی تھی۔۔ کانپتے وجود کے ساتھ وہ گھر کی پچھلی جانب بھاگی تھی۔۔ ماما اور پاپا کے کمرے کی کھڑکی کے پاس آ کر اس نے دیکھا۔۔ وہ دونوں اندر ہی تھے۔۔ ایک دوسرے کے ساتھ۔۔ ان کی نظر بھی اس پر پڑھ چکی تھی۔۔ اس نے انہیں پکارنا شروع کیا تھا۔۔ وہ کھڑکی پر زور سے ہاتھ مار رہی تھی۔۔۔

"بھاگ جاؤ امل۔۔۔ بھاگ جاؤ۔۔ بھاگو" وہ مسلسل اسے ایک ہی بات کہہ رہے تھے۔۔۔ اور وہ جنونی انداز میں کھڑکی پر مکے مار رہی تھی۔۔ جس نے گرم ہونا شروع کیا تھا۔۔ مگر اسے پرواہ نہیں تھی کسی بھی چیز کی۔۔۔

"کن سوچوں میں گم ہو سلیپنگ بیوٹی؟" کسی کی آواز اسے ماضی سے باہر لے آئی تھی۔۔۔

"تم رو رہی ہو؟" مصطفی نے اسکے پاس آ کر کہا تھا۔۔

"میں رو رہی ہوں؟" اس نے اپنے گالوں کو ہاتھ لگایا تھا۔۔ وہاں نمی تھی۔۔ وہ مسکرائی تھی۔۔

"مجھے معلوم ہی نہیں ہوا" آنسو صاف کرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

"ماضی کو اتنا یاد کرنے سے کچھ حاصل ہوتا ہے کیا؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔۔

" ماضی کیا کچھ حاصل کرنے کے لئے یاد کیا جاتا ہے؟" سوال کے جواب میں بھی ایک سوال ہوا تھا۔۔

" بلکل" مختصر جواب تھا۔۔

"کیا؟" مختصر سوال تھا۔۔

" کوئی سبق، کوئی منزل یا کوئی مقصد" کہتے ہوئے اس نے اپنی نظریں کھڑکی سے باہر کے منظر کی جانب کی تھیں

۔۔

" ماضی اس لئے نہیں ہوتا کہ اسے یاد کر کے ہم اپنے زخموں کو تازہ کریں، اس تکلیف کو دوبارہ سہیں۔۔ بلکہ ماضی تو اس لئے ہوتا ہے کہ ہم ان زخموں کی وجہ کو یاد کر کے اس سے سبق سیکھیں اور اس وجہ کو دوبارہ پیدا نہ ہونے دیں۔۔ تاکہ ہمارا حال۔۔ ہمارے ماضی جیسا نہ ہو۔۔ کیونکہ ہمارا آج۔۔ کل ہمارا ماضی ہی تو بنتا ہے" اس کی بات پر وہ جانے کتنے ہی لمحے مصطفی کو دیکھتی رہی تھی۔۔ جو سامنے کے منظر کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

اور پھر کچھ لمحوں کے بعد اس نے گہری سانس لے کر اپنی نگاہوں کو رخ بھی سامنے کیا تھا۔۔

" ماضی کے درد کی وجہ کو دوبارہ پیدا ہونے سے روکنے کے لئے۔۔ اس وجہ کو ختم کرنا بھی تو ضروری ہے نہ؟" وہ کھوئے ہوئے انداز میں کہہ رہی تھی۔۔ مصطفی نے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔۔ وہ کسی گہری سوچ میں تھی۔۔

" ہاں۔۔۔ جب تک وجہ ختم نہیں ہوگی۔۔ تب تک ہم سب ٹھیک کیسے کر سکتے ہیں؟" اس کے جواب پر وہ کچھ لمحے مزید خاموش رہی تھی۔۔۔

" ماسٹر نے تمہارے لئے مسیج دیا ہے" اس خاموشی کو مصطفی نے توڑا تھا۔۔

"کیا؟" وہ حیران ہوئی تھی۔۔

" وہ چاہتے ہیں کہ تم اپنی پڑھائی کمپلیٹ کرو۔۔انہوں نے تمہارا ایڈمیشن یہیں قریب ایک یونیورسٹی میں کروادیا ہے" مصطفیٰ کی بات پر اس کے چہرے کے تعصورات بدلے تھے۔۔

" میں نہیں پڑھونگی" حتمی انداز میں کہتے ہوئے وہ پلٹ کر بائیں جانب رکھے صوفے پر جاکر بیٹھی تھی۔۔

" کیوں؟؟ کیا تم آگے نہیں بڑھنا چاہتی؟" مصطفیٰ اس کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا۔۔

" بلکل بڑھنا چاہتی ہوں۔۔مگر میں تمہارے ماسٹر کی غلام نہیں ہوں کہ وہ جہاں کہے گا میں وہاں چلی جاؤنگی"

" کیا فرق پڑھتا ہے اس سے؟ تم نے آگے بڑھنا ہے تو اس کے لئے پڑھنا تو ہوگا نہ؟ پھر جہاں انہوں نے ایڈمیشن کروایا ہے وہیں پڑھ لو" وہ اسے سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔

" پڑھونگی۔۔ضرور پڑھونگی۔۔مگر اپنی مرضی کی یونیورسٹی میں۔۔جاکر اپنے ماسٹر سے کہہ دو۔۔اگر وہ چاہتا ہے کہ میں پڑھوں؟ تو ایڈمیشن میرا ہو چکا ہے۔۔بس مجھے وہاں جانے دے" معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کہا تھا۔۔جانے اس لے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔۔

" اور کہاں جانا ہے آپ نے میڈم؟" طنزیہ انداز تھا۔۔

" اسلام آباد" مختصر جواب تھا مگر مصطفیٰ کے لئے حیران کن۔۔۔

" امپاسیبل۔۔۔وہ تمہیں کبھی وہاں نہیں جانے دینگے" اس نے حتمی انداز میں انکار کیا تھا۔۔

" اور میں کبھی اسکی مرضی سے نہیں چلونگی" امل کا انداز بھی اٹل تھا۔۔وہ بس خاموشی سے اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔۔

وہ اس وقت کچن میں موجود اپنے لئے کافی بنا رہا تھا جب اسکا موبائل بجا تھا۔۔۔

" ہیلو "

" میں اسلام آباد پہنچ چکا ہوں" کچھ دیر رک کر دوسری جانب شخص کی بات سنی تھی۔۔

" نہیں۔۔ میں کل سے یونیورسٹی جاؤنگا۔۔ تین مہینے لیٹ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ کام کور کرنا ہو گا مجھے۔۔ اس لئے تھوڑا بزی رہونگا کچھ دن" اس نے کافی کا کپ لے کر لاؤنج میں آکر کہا تھا۔۔

" میں اسے بھولا نہیں ہوں شہزاد صاحب۔۔ مگر ابھی میں کچھ وقت اپنی پڑھائی کو دینا چاہتا ہوں" صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔ چہرے پر سنجیدگی تھی۔۔

" اوک" کہہ کر کال کٹ کی تھی۔۔ اور پھر اس نے ایک اور نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔ کچھ دیر بیل جانے کے بعد کال ریسیو کرلی گئی تھی۔۔

" کیسی ہو تم؟" اس نے پوچھا تھا۔۔ چہرے پر اب نرمی تھی۔۔

" ٹھیک ہوں میں بھی۔۔ اسلام آباد آچکا ہوں واپس" کافی کا ایک گھونٹ لیا تھا۔۔

" وہ کیسی ہے؟" اس نے پوچھا تھا۔۔ انداز بہت الجھا ہوا تھا۔۔

" ایسی باتیں مت کیا کرو پلیز۔۔ میں پہلے ہی بہت ڈسٹرب ہوں" کافی کا کپ رکھ کر بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تھا۔۔ جانے آگے سے کیا جواب آیا تھا؟ جو اس کا سر بھی جھک گیا تھا۔۔ اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا تھا مگر شاید اگلی جانب لائن کٹ کردی گئی تھی۔۔ موبائل رکھ کر صوفے کی پشت پر سر ٹکائے وہ اب گہری سوچ میں الجھ گیا تھا۔۔

اسے آج بھی وہ صبح یاد تھی جب شہزاد صاحب نے اسے اپنے سٹڈی روم میں بلایا تھا۔۔۔

" آپ نے بلایا مجھے؟" شہزاد صاحب کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے پوچھا تھا۔۔

" ہاں فرہاد۔۔ آؤ بیٹھو" اسے سامنے رکھی کرسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔۔وہ خاموشی سے بیٹھ گیا تھا۔۔

" تم جانتے ہو میں تم پر سب سے زیادہ اعتبار کیوں کرتا ہوں؟" وہ اسکی جانب متوجہ ہو کر کہہ رہے تھے۔۔

" کیوں کرتے ہیں؟" اس نے ناسمجھی سے پوچھا تھا۔ جانے آج وہ ایسی بات کیوں کر رہے تھے؟

" کیونکہ تمہیں بچپن سے جانتا ہوں میں۔۔ بلکل اپنے باپ کی طرح ہو تم۔۔وہ میرا بہت وفادار ملازم تھا۔۔ اپنے ہر رشتے کے ساتھ بہت مخلص، اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کرتا تھا وہ۔۔ اپنوں کی خاطر ہر مشکل سے گزر جانے والا" وہ کہہ رہے تھے۔۔ اور ان کا ایک ایک لفظ اسے کسی خطرے کی علامت لگ رہا تھا۔۔

" ٹھیک کہا آپ نے" اس کے پاس کہنے کے لئے اور کچھ تھا ہی نہیں۔۔

" بلکل۔۔ اور اس اعتبار کو مزید پختہ کرنے کا وقت آچکا ہے۔۔ تمہیں ایک بہت بڑا کام کرنا ہے فرہاد۔۔ جان پر کھیل کر" وہ اسے غور سے دیکھتے کہہ رہے تھے۔۔

" کیا کام؟" سانس رکی ہوئی تھی۔۔۔ آج اسے شہزاد صاحب کے ارادے خطرناک لگ رہے تھے۔۔

" آگ لگانی ہے۔۔ زندہ انسانوں کو۔۔۔ کسی بھی نشانی کو چھوڑے بنا"

اور اسے لگا کہ جیسے دل کی دھڑکن رک گئی ہو۔۔ اسے محسوس ہوا کہ جیسے اسکا وجود کانپ گیا ہو۔۔۔

گاڑی کی آواز نے اسے اس کے خیالوں سے باہر نکالا تھا۔۔۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔۔ اسے لگا جیسے اسکا پورا جسم اب بھی کانپ رہا ہو۔۔

" کیا حال ہے فرہاد؟" احمد نے اندر آتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ٹھیک ہوں" دھیمی آواز میں جواب دیا تھا۔۔ ہاتھوں سے بالوں کو جکڑا ہوا تھا۔۔۔

" تم ٹھیک لگ تو نہیں رہے۔۔۔ کیا بات ہے؟" اسے غور سے دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" کوئی بات نہیں ہے احمد۔۔ بوجھ ہے۔۔۔ بہت بڑا" اس نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا تھا۔۔ اسکی آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔۔

" تم کیا کر کے آئے ہو فرہاد۔۔ بتاؤ مجھے" اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

" گناہ۔۔۔ گناہ کر کے آیا ہوں؟" اس کے جواب نے احمد کو کچھ دیر کے لئے خاموش کر دیا تھا۔۔

" کون سا گناہ؟" اس نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا تھا۔۔

" آگ۔۔ آگ لگائی ہے میں" اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" کہاں؟" ایک اور سوال ہوا تھا۔۔

" انسانوں کو۔۔۔ زندہ انسانوں کو" اور اس کے جواب نے احمد کے پیروں تلے زمین کھینچ لی تھی۔۔

وہ اس وقت لیپ ٹاپ کھولے بیٹھا تھا۔۔ نظر سامنے سکرین میں موجود ٹی وی لاؤنج پر تھی جہاں وہ مصطفی کے ساتھ بیٹھی کوئی مووی دیکھ رہی تھی۔۔ کچھ دیر بعد ڈور بیل بجی تھی۔۔ ایک گہری سانس لے کر وہ اٹھا اور اپنے کمرے میں واپس آیا تھا۔۔ دروازہ کھول کر اس نے سامنے کھڑی لڑکی کی جانب دیکھا اور واپس پلٹ کر اپنے صوفے پر آ کر بیٹھ گیا تھا۔۔

" کیسی ہو تم؟" اس نے پوچھا تھا۔۔ انداز سنجیدہ تھا۔۔

" ٹھیک ہوں ماسٹر۔۔ مگر ایک مسئلہ ہے" اس کے سامنے کھڑے اس نے کہا تھا۔۔

" تمہیں یہاں آنے سے منع کیا تھا میں نے" لہجہ سخت تھا۔۔

" سوری ماسٹر مگر۔۔بات ہی کچھ ایسی تھی" اس نے سر جھکا کر کہا تھا۔۔

" بیٹھو" سامنے رکھے صوفے کی جانب اشارہ کیا تھا۔

وہ خاموشی سے وہاں بیٹھ گئ تھی۔۔ مگر کچھ کہنے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔۔

" مجھے تمہارے بولنے کا اور کتنا انتظار کرنا ہو گا مایا؟"

" وہ۔۔۔وہ یہاں نہیں پڑھنا چاہتی۔۔اسلام آباد جانا چاہتی ہے۔۔اپنی پرانی یونیورسٹی میں پڑھنے" اس نے جلدی سے کہا تھا۔۔ تھوڑی دیر خاموشی رہی تھی۔۔

" اوک" پر سکون انداز میں جواب آیا تھا۔۔

" اوک؟؟" وہ حیران ہوئی تھی۔۔

" ہاں۔۔۔اگر وہ وہاں پڑھنا چاہتی ہے تو ٹھیک ہے۔۔کل اسے وہاں پہنچا دینا" وہ کہہ کر کھڑا ہوا تھا۔۔یعنی بات ختم ہو گئ تھی۔۔؟؟

" مگر ماسٹر۔۔وہاں خطرہ ہے" اس نے بھی کھڑے ہو کر کہا تھا۔۔

" میرے ہوتے ہوئے اسے کبھی کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا مایا۔۔۔اب تم جا سکتی ہو" وہ بات ختم کر کے واپس سٹڈی روم کی جانب چلا گیا تھا۔۔ جبکہ وہ کچھ دیر رکنے کے بعد وہاں سے واپس جا چکی تھی۔۔۔

گھر میں داخل ہوتے ہی اسے لاؤنج میں وہ دونوں نظر آئے تھے۔۔۔ دونوں نے اسے دیکھا تھا۔۔امل دوبارہ ٹی وی کی جانب متوجہ ہو گئ تھی جبکہ مصطفی اس کے چہرے کی سنجیدگی دیکھ کر ٹھہر گیا تھا۔۔وہ فوراً اپنے کمرے کی جانب گئ تھی۔۔

کمرے میں آ کر ابھی وہ بیٹھی ہی نہیں تھی کہ دروازے پر ناک ہوا تھا۔۔

" آجاؤ مصطفی" تھکی ہوئی آواز میں کہا تھا۔۔وہ اندر آکر خاموشی سے اسکے سامنے بیٹھ گیا تھا۔۔

" کیابات ہوئی ان سے ؟" کچھ دیر بعد اس نے پوچھا تھا۔۔

" کل ہم اسلام آباد میں ہونگے" اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" مت کرو۔۔" وہ حیران ہوا تھا" وہ مان گئے ؟"

" انہیں منانا تو پڑا ہی نہیں۔۔وہ تو جیسے اسکی ہر بات اسکے منہ سے نکلتے ہی مان جاتے ہیں" ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر کہا تھا۔۔

" تم پریشان ہو؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" کیا نہیں ہونا چاہتے ؟" جواب میں بھی سوال ہوا تھا۔۔وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو کر اب کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔۔

" تمہیں اندازہ ہے وہاں کون ہمارا انتظار کر رہا ہے ؟؟" مسلسل چلتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔۔

" کون؟" پرسکون انداز میں سوال پوچھا تھا۔۔

" خطرہ۔۔۔بہت بڑا خطرہ۔۔اور یہ صرف اسے نہیں ہے" ہاتھ اٹھا کر کمرے کے دروازے کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔

" یہ ہم سب کے لئے ہے۔۔اور میں ؟ میں کیا کرونگی مصطفی۔۔؟ میں نے ماسٹر سے بہت بڑی بات چھپائی ہے۔۔انہیں سب پتہ چل جائیگا"

" انہیں کچھ پتہ نہیں چلے گا مایا۔۔اور اگر چل بھی گیا تو وہ تمہیں سمجھیں گے"

" مگر میں۔۔میں خود کو کیسے سمجھونگی؟" وہ بہت زیادہ الجھی ہوئی تھی۔۔

" میری بات سنو۔۔ بیٹھو یہاں" اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے بٹھایا تھا۔۔

" تمہیں کچھ بھی سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ کبھی نہ کبھی تو ہمیں یہ سب فیس کرنا ہی ہے۔۔ اسے ہمیشہ قید کر کے تو نہیں رکھ سکتے ہم۔۔ ٹھیک کہہ رہا ہوں نہ میں؟" مایا نے سر ہلایا تھا۔۔

" تم ان باتوں کو لے کر پریشان ہونے کے بجائے۔۔ یہ سوچوں کہ تم دوبارہ ہسپتال جوائن کر لو گی۔۔ اپنی روٹین میں واپس آجاؤ گی۔۔ باقی میں ہوں نہ تمہارے ساتھ۔۔ کوئی خطرہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔۔ اوکے؟" اس نے دوبارہ سر ہلایا تھا۔۔ وہ اب کھڑا ہوا تھا۔۔

" اب تم ریسٹ کرو۔۔ میں جا کر اسے دیکھتا ہوں" وہ کہہ کر کمرے سے باہر جانے کے لئے پلٹا تھا۔۔

" مصطفیٰ" اس کے قدم رکے تھے۔۔ مگر وہ پلٹا نہیں تھا۔۔

" خطرہ ان سے نہیں۔۔۔ خطرہ مجھ سے ہے۔۔ میں جانتی ہوں کہ ہم ساتھ ہیں۔۔ مگر پریشانی یہ ہے کہ۔۔ کیا وہاں جانے کے بعد۔۔ میں تم لوگوں کا ساتھ دے سکونگی؟" اور اس کے الفاظ نے مصطفیٰ کو پلٹنے پر مجبور کر دیا تھا ۔۔

یہ اسلام آباد کا ائیرپورٹ تھا۔۔ وقت دوپہر تین بجے کا تھا۔۔ مگر ان دنوں یہاں کا موسم بے حد خوشگوار ہونے کی وجہ سے شام کا وقت لگتا تھا۔۔ وہ تینوں ائیرپورٹ سے باہر نکلے تھے۔۔۔ مایا، مصطفیٰ اور امل۔۔۔

اس نے آنکھوں سے گلاسس ہٹا کر آسمان کی جانب دیکھا تھا۔۔ کتنا سکون محسوس ہو رہا تھا اسے۔۔ یہ وہی شہر تھا جہاں اس نے اپنی زندگی کے آخری اچھے دن گزارے تھے۔۔ ماما پاپا کے ساتھ۔۔۔ اپنی کالج لائف اور پھر یونیورسٹی۔۔۔

اور یہ وہی شہر تھا۔۔ جہاں سے جانے کے بعد اس نے اپنا سب کچھ کھو دیا تھا۔۔ آج۔۔ تین ماہ بعد وہ اس شہر میں واپس آئی تھی۔۔۔ اپنی ماما کی خواہش پوری کرنے۔۔ اور۔۔ اپنا انتقام لینے۔۔۔

" امل؟" مایا کی آواز اسے خیالوں سے باہر لائی تھی۔۔

" چلو" اسے پیچھے آنے کا اشارہ دے کر وہ دونوں کیب کی طرف چلنے لگے تھے۔۔ اس نے ایک گہری سانس لے کر تین قدم آگے بڑھائے تھے مگر اسے رکنا پڑا تھا۔۔ کسی وائیلٹ زمین پر گرا تھا۔۔

" ایکسکیوز می؟" زمین سے وائیلٹ اٹھاتے ہوئے اس نے اس شخص کو آواز دی تھی۔ مگر شاید اس نے آواز سنی نہیں تھی۔۔ وہ اب اس کے پیچھے آئی تھی۔۔

" ایکسکیوز می مسٹر۔ بات سنیں پلیز" اس نے دوبارہ کہا تھا۔۔ اور اب وہ شخص پلٹا تھا۔۔

بلیک ٹی شرٹ کے اوپر جیکٹ پہنے۔۔ بائیں کلائی پر قیمتی گھڑی۔۔ ہاتھ میں چابیوں سے بھری کی چین۔۔ ہلکی بئیرڈ، گہری آنکھیں، لمبے گردن تک آتے کالے بال۔۔ کچھ دیر کے لئے وہ رک کر اس شخص کو دیکھنے لگی تھی۔۔

" جی؟" اس نے سوالیاں نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

" وہ۔۔ آپکا وائیلٹ گر گیا تھا" اس نے وائیلٹ اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔

" اوہ۔۔ تھینک یو" وائیلٹ لیتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" کوئی بات نہیں" وہ مسکرا کر پلٹی تھی۔۔ اور وہ بھی مسکرایا تھا۔۔ مگر اس کی مسکراہٹ کے معنی کچھ اور ہی تھے۔۔ وہ مایا اور مصطفی کے پاس جا چکی تھی۔۔ اور وہ وہی کھڑا اسے تب تک دیکھا رہا۔۔ جب تک کہ وہ وہاں سے جا چکے تھے۔۔

ایک گہری سانس لے کر وہ اپنا وائیلٹ جیکٹ کی جیب میں رکھتے ہوئے اپنی گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔۔

کچھ دیر بعد اس نے گاڑی اپنے فلیٹ کے سامنے روکی تھی۔۔ گاڑی سے باہر نکل کر وہ لفٹ کی جانب گیا اور چھٹے فلور کو بٹن پش کیا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔۔ یہ تین کمروں کا فلیٹ تھا۔۔ جس میں دو بیڈ روم اور ایک ڈرائینگ روم تھا ۔۔ ٹی وی لاؤنج۔۔ ٹیرس کے علاوہ امیرکن سٹائل کا کچن بھی۔۔ والز اور فرنیچر بلو اور وائیڈ کنٹر اس کا تھا۔۔

اپنے کمرے میں آکر اس نے ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔

" اسلام و علیکم پروفیسر صاحب" صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" وہ کل سے یونیورسٹی آرہی ہے۔۔ اور آپ نے مجھے اسکے ایک ایک پل کی رپورٹ دینی ہے۔۔ جانتے ہیں نہ آپ؟" انداز بے حد سنجیدہ تھا۔۔

" آپ فکر مت کریں۔۔ میری نگاہیں اسی پر ہونگی" دوسری جانب سے جواب سن کر اس نے سر ہلایا تھا۔۔

" شکریہ آپ کا" اس نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

"کوئی بات نہیں" دوسری جانب سے کہا گیا تھا اور اس نے کال کٹ کر دی تھی۔۔

" ہماری ملاقات بہت قریب ہے۔۔ سلیپنگ بیوٹی" دھیمے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے صوفے کی پشت سے سر ٹکایا تھا۔۔۔

اس نے پوری رات جاگ کر گزاری تھی۔۔ اپنے شہر میں آنے کے بعد اس شہر کی یادیں بھی تازہ ہو گئی تھیں۔۔ مگر اس کے اندر اب بھی بے چینی تھی۔۔ وہ اپنے گھر جانا چاہتی تھی۔۔ جہاں وہ سب رہتے تھے۔۔ مگر یہ ابھی ممکن نہیں تھا۔۔ وہ یہاں آکر بھی ان کے ساتھ رہنے پر مجبور تھی۔۔ اور سچ یہ بھی تھا کہ وہ وہاں رہ بھی نہیں سکتی

تھی۔۔اس نے خود سے ایک وعدہ کیا تھا۔۔وہ جس مقصد کے لئے یہاں آئی تھی۔۔اسے پورا کئے بنا وہ وہاں نہیں رہے گی۔۔

ایک آخری نظر اس سے سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے پر ڈالی تھی۔جہاں اسکا عکس نمایاں تھا۔۔

بلو ٹاپ، بلیک ڈراوزر پہنے، گلے میں لپٹا ہوا دوپٹہ، کاندھے سے نیچے آتے ڈارک براؤن بالوں کی پونی ٹیل بنائی ہوئی ،زیور کے نام پر دائیں کلائی پر ایک گھڑی، میک اپ میں آنکھوں پر کاجل اور ہونٹوں پر لائیٹ پنک گلوز لگا کر وہ اس سادے حلیے میں بھی پر کشش لگ رہی تھی۔۔بیگ کاندھوں سے لگا کر وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔

یہ چار کمرے اور ایک گیسٹ روم، ٹی وی لاؤنج، اوپن کچن اور ٹیرس پر مشتمل ایک بڑا فلیٹ تھا۔۔جس کے والز اور فرنیچر پرپل اور بلیک کے کامبینیشن کے تھے۔۔کمرے سے نکل کر وہ کچن کے کاؤنٹر کی جانب آئی تھی۔۔جہاں مصطفی پہلے سے موجود تھا۔۔

"واؤ!لگتا ہے یونیورسٹی پر قیامت ڈھانے کا پلین ہے؟" اسے آنکھ مارتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

"میری کافی؟" اس کی بات اگنور کرکے وہ شیلف کے پاس رکھی چئیر پر بیٹھی تھی۔۔

"بلکل میڈم۔۔یہ لیں" اسے کافی کا کپ تھمایا تھا۔۔

"تمہیں کچھ باتیں سمجھنی ہونگی امل"

"کیسی باتیں" کافی کا گھونٹ لیا تھا۔۔

"تمہیں وہاں بہت سنبھل کر رہنا ہوگا۔۔میں نہیں جانتا کہ باس کیسے تمہیں یہاں لانے پر مان گئے؟ مگر میں اتنا جانتا ہوں کہ یہاں تمہارے لئے خطرہ ہے۔۔وہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ تمہارا شہر ہے۔۔اس لئے تمہیں ڈھونڈنا اب بھی چھوڑا نہیں ہوگا انہوں نے" وہ رکا تھا۔۔

" میں یہ سب جانتی ہوں مصطفی۔۔کوئی نئی بات کروں" اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" دیکھو بیوٹی فل گرل۔۔ماسٹر نے کہا ہے کہ تمہیں سنبھل کر رہنا ہے۔۔اور کسی سے بھی جلد دوستی نہیں کرنی ۔۔تمہیں کسی کے بھی قریب نہیں ہونا۔۔اور نہ ہی کسی کو تم تک پہنچنے دینا ہے۔۔تمہاری سیفٹی کے لئے یہ ضروری ہے۔۔سمجھ رہی ہو نہ تم؟" اس نے شیورٹی کے لئے پوچھا تھا۔۔

" سمجھ گئ" ایک معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہہ کر وہ وہاں سے باہر نکل گئ تھی۔۔جہاں نیچے ڈرائیور اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔

" چلی گئ وہ؟" مایا نے اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔وہ بھی ہسپتال جانے کے لئے تیار ہو چکی تھی۔۔

" ہاں۔۔۔تم بھی جا رہی ہو۔۔۔میں تو اکیلا بور ہی ہو جاؤنگا" اسے اب اپنا خیال آیا تھا۔۔

" بور ہونے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔تم ہمارے لئے اچھا سا لنچ ریڈی کر سکتے ہو" مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اگر تم لنچ پر آنے کا وعدہ کرو" وہ تو اس کے لئے بھی تیار تھا۔۔

" مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری خواہش پوری نہیں کر پاؤنگی۔۔اتنی لمبی چھٹی کے بعد جا رہی ہوں۔۔مگر پریشان مت ہو میں ڈنر پر تمہیں ضرور جوائن کرونگی"

" یہ بھی ٹھیک ہے" وہ مان گیا تھا۔۔

" تم کیا سوچ رہے ہو؟" اس کے پاس آکر مایا نے پوچھا تھا۔۔

" مجھے کچھ گڑبڑ لگ رہی ہے" اس کے چہرے پر فوراً سنجیدگی آئی تھی۔۔

" کیسی گڑبڑ؟"

" وہ بہت پر سکون ہے۔۔ایسا لگتا ہے کہ جیسے اس کے دماغ میں کچھ چل رہا ہے" وہ واقعی پریشان تھا۔۔

" اس کے دماغ میں صرف غصہ ہے مصطفی۔۔اور اگر وہ پر سکون ہے تو یہ تو اچھی بات ہے نہ؟" وہ اسکی بات کا مطلب نہیں سمجھ پا رہی تھی۔۔

" لیکن مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ وہ ماسٹر سے جنگ کرنے والی ہے" مصطفی کی بات پر مایا حیران ہوئی تھی۔

" ماسٹر سے جنگ۔۔۔" اس وہ با قاعدہ ہنسنے لگی تھی۔۔

" تم پاگل ہو گئے ہو مصطفی۔۔جا کر آرام کرو" وہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ وہ وہی کھڑا کچھ سوچ رہا تھا۔۔

" جنگ تو ہو گی۔۔۔میری چھٹی حس کہہ رہی ہے" خود سے کہہ کر وہ اپنے کمرے کی جانب مڑ گیا تھا۔۔

" امل" وہ کلاس کی جانب بڑھ رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے سے آواز آئی تھی۔۔اس نے پلٹ کر دیکھا اور مسکرائی۔۔

" واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز۔۔فائینلی تمہیں خیال آ گیا یونیورسٹی آنے کا" وہ اسے دیکھ کر بہت خوش تھی۔۔

" ہاں۔۔تم سناؤ کیسی ہو؟" اتنے عرصے بعد اپنی پرانی دوست کو دیکھ کر اسے بھی بے حد خوشی ہوئی تھی۔۔

" میں بلکل ٹھیک ہوں۔۔تم بتاؤ ایڈمیشن کے بعد تم تو غائب ہی ہو گئی تھی۔۔انکل آنٹی کیسے ہیں؟" اس کے سوالوں پر اس کے چہرے کے تعصورات بدلے تھے۔۔وہ بلکل خاموش ہو گئی تھی۔۔

" کیا ہوا؟؟ سب ٹھیک ہے نہ؟" اس کے چہرے کی اداسی دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

"کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے شانزے۔۔سب ختم ہو گیا" اس کی آنکھیں پھر سے بھرنے لگی تھیں۔۔

" ارے ارے۔۔کیا ہو گیا ہے امل؟؟ بتاؤ مجھے؟" وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔۔اس کے آنسوؤں نے اسے پریشان کر دیا تھا۔۔

" وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے شانزے۔۔ماما پاپا اب نہیں رہے" بھیگی آواز میں کہتے ہوئے وہ رونے لگی تھی۔۔اور شانزے کے پر آسمان گرا تھا۔۔

" یہ۔۔یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے" وہ حیرانگی کی انتہاء پر تھا۔۔

" ہو گیا۔۔وہ سب کچھ ہو گیا ہے جو تم سوچ بھی نہیں سکتی"

" تم۔۔آؤ۔۔ہم کیفے ٹیریاں میں جا کر بات کرتے ہیں۔۔ چلو"

کچھ دیر بعد وہ کیفے کی کرسیوں پر ایک دوسرے کے سامنے موجود تھیں۔۔امل نے اسے اس رات کا سارا واقع سنا دیا تھا۔۔مگر اس نے پوری حقیقت نہیں بتائی تھی۔۔وہ جانتی تھی کہ یہ باتیں وہ کسی سے نہیں کہہ سکتی تھی۔۔

" تم اب کہاں رہ رہی ہو؟" شانزے نے کچھ دیر بعد اس سے پوچھا تھا۔۔

" ایک کزن ہے میری یہاں۔۔اس کے ساتھ رہ رہی ہوں" اس نے جھوٹ کہا تھا۔۔وہ اسے یہ سب نہیں بتانا چاہتی تھی۔۔

" مجھے یقین نہیں آرہا امل۔۔صرف چند عرصے میں کیا سے کیا ہو گیا ہے؟" امل کے ہاتھ کر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" ایک رات۔۔صرف ایک رات میں ہوا یہ شانزے" اس نے جیسے غلطی سدھاری تھی۔۔اور شانزے خاموش تھی۔۔

" تم بتاؤ۔۔۔منگنی ہو گئ تمہاری؟" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اس نے خود کو نارمل کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ہاں۔۔دو مہینے پہلے ہی ہوئی ہے"

" بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔۔۔آخر محبت حاصل کر ہی لی تم نے" امل نے اسے چھیڑا تھا۔۔

" بس اللہ کا کرم ہے" اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" اسے مسلسل خود کو دیکھتے پا کر اس نے پوچھا تھا۔۔

" تم نے خود کو سنبھال لیا ہے۔۔ خوشی ہوئی مجھے اسکی" مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

" سنبھالنا تو پڑھتا ہے نا خود کو؟ آخر نہ چاہتے ہوئے بھی۔۔ زندگی تو گزارنی ہے" ایک اداس مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔

" ایسے مت کہو امل۔۔ زندگی جینے کے لئے ہوتی ہے۔۔ اسے جیو" وہ اسے سمجھانا چاہتی تھی،۔۔

" ٹھیک کہا تم نے۔۔۔ زندگی جینے کے لئے ہوتی ہے۔۔ مگر اپنے نہیں۔۔ دوسروں کے لئے" اسکی بات کے جواب پر شانزے کچھ کہنا چاہتی تھی مگر اس نے اسے بولنے سے روک دیا تھا۔۔

" چھوڑو ان باتوں کو۔۔ یہ بتاؤ کہ احمد سے کب ملوا رہی ہو؟" بات کا رخ موڑ لیا گیا تھا۔۔

" آج ہی۔۔ وہ آف ٹائم میں آئیگا پھر ملواتی ہوں تم سے"

" ارے واہ۔۔۔ تو اسکا مطلب کہ وہ تمہیں پک اینڈ ڈراپ دے رہا ہے؟" انداز چھیڑنے والا تھا۔۔

" ہماری ایسی قسمت کہاں؟ اپنے باس کو پک کرنے آتا ہے وہ"

" باس کو؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" ہاں۔۔ جس کے لئے کام کرتا ہے وہ۔۔۔ وہ صاحب بھی یہی پڑھتے ہیں۔۔ ہماری اپنی کلاس میں۔۔ قسم سے اتنا ہینڈسم بندہ ہے وہ کہ بس" اس نے ایک آہ بھری تھی۔۔

" شرم کرو شانزے۔۔ منگنی ہو چکی ہے تمہاری اور تم اپنے فیانسی کے باس پر نظر رکھ رہی ہو؟" ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔

"ہاں تو منگنی ہونے کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ بندہ کسی دوسرے کی تعریف نہیں کر سکتا" کاندھے اچکا کر کہا تھا
--

"حد ہو گئی ہے"

"حد نہیں۔۔۔ تم بھی دیکھو گی تو یہی کہو گی۔۔ ویسے امل۔۔" اب وہ آگے کو جھکی تھی۔۔

"بندہ ہے بہت اچھا۔۔ ہینڈ سم ہے، اکیلا ہے اور سب سے بڑی بات بہت اعلی جاب بھی ہے اس کے پاس، اور پھر اس ڈگری کے بعد جرنلسٹ بھی بن جائیگا۔۔ میں سوچ رہی ہو تمہاری ملاقات کروا دیتی ہوں اس سے۔۔ دیکھنا تمہارا فیوچر بن جائیگا" اس نے تو جیسے ساری پلیننگ ہی کر لی تھی۔۔

"خدا کا خوف کرو شانزے۔۔ کیا کیا سوچتی رہتی ہو تم بھی۔۔ چلو اب کلاس کا ٹائم ہونے والا ہے" اس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔

"ارے ٹھیک کہہ رہی ہو میں۔۔ تمہیں سوچنا چاہتے۔۔ بہت اعلی بندہ ہے وہ اور پھر اتنے اونچے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہے اس کا۔۔ بہت لکی ہو گی وہ لڑکی جسے اتنا پرفیکٹ بندہ ملے گا" وہ اس کے پیچھے پیچھے بولتی ہوئی آ رہی تھی۔۔

"اونچے لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے کیا ہوتا ہے شانزے؟؟ اینڈ آئی ایم ناٹ انٹرسٹڈ" کلاس اب قریب تھی
--

"کیا ہوتا ہے کا کیا مطلب۔۔ وہ صرف اٹھتا بیٹھتا نہیں ہے۔۔۔ شہزاد شاہ کا خاص بندہ ہے وہ۔۔۔۔ وہ دیکھو۔۔ سامنے بیٹھا ہے۔۔ کتنا ہینڈ سم ہے نہ۔۔ دیکھو اس کے ساتھ والی چیئر خالی ہے۔۔ تم جا کر بیٹھ جاؤ وہاں۔۔ میں کہہ

رہی ہو تم دونوں ساتھ بہت اچھے لگو گے۔۔۔اتنا امیر جیجو ہو گا میرا۔۔۔اف!! احمد کی بھی پروموشن کروا دینا پلیز

پُلیز۔۔۔۔۔۔۔۔"

اور جانے وہ کیا کیا کہہ رہی تھی۔۔۔ مگر امل کی سماعت تو جیسے ختم ہو گئی تھی۔۔۔اسے شانزے کا کہا کوئی لفظ نہیں سنائی دے رہا تھا۔۔۔

وہ سامنے بیٹھے اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔۔۔جو اپنی کرسی کی پشت پر سر رکھے آنکھ موندھے بیٹھا تھا۔۔۔

"شہزاد شاہ کا خاص بندہ ہے وہ" بس یہی الفاظ تھے۔۔جو مسلسل اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔۔۔

اسکا وقت ٹھہر گیا تھا۔۔وہ پتھر بن گئی تھی۔۔

اور پھر۔۔۔

اس نے محسوس کی تھی۔۔۔اپنے قدموں کی حرکت۔۔۔

اور پھر۔۔۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟" اس نے خود کو کہتے سنا تھا۔۔۔

اس شخص نے آنکھ کھول کر اسے دیکھا تھا۔۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟" اس نے خود کو کہتے سنا تھا۔۔سامنے بیٹھے شخص نے آنکھ کھول کر اسے دیکھا تھا۔۔

گرے ٹی شرٹ اور جینز پہنے، کلین شیو، سانولی رنگت مگر پرکشش نقوش، آنکھیں لال۔۔جیسے کئی راتوں سے سویا نہ ہو۔۔شانزے نے ٹھیک کہا تھا۔۔وہ بہت ہینڈسم تھا۔۔مگر وہ کچھ پریشان تھا، اس کی آنکھیں اسے سب بتا رہی تھیں۔۔

وہ ہولے سے سر ہلا کر سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔۔ اور امل اس کے ساتھ بیٹھ گئ تھی۔۔

" بیسٹ آف لک" جھک کر اس کے کانوں میں سرگوشی کر کے شانزے ان کے پیچھے بیٹھ چکی تھی۔۔ وہ بس مسکرا دی تھی۔۔

کلاس کا پورا وقت خاموشی سے ہی گزرا تھا۔۔ دونوں نے ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔ دونوں ہی اپنی اپنی کسی سوچ میں گم تھے۔۔

" چلیں؟" اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر شانزے نے کہا تھا۔۔

" کہاں؟" وہ سمجھی نہیں تھی۔۔

" میڈم کلاسس اوور ہو چکی ہے۔۔ کہاں گم ہو تم؟"

" یہیں ہوں۔۔ چلو چلتے ہیں؟" اس نے اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ایکسکیوز می؟" وہ دونوں کلاس سے باہر آچکی تھیں۔۔ جب کسی کی آواز نے انہیں روکا تھا۔۔ اس نے دیکھا۔۔ وہی شخص انکی طرف آرہا تھا۔۔

" جی کہیں" جواب شانزے کی جانب سے آیا تھا۔۔

" آپکی نوٹ بک رہ گئ تھی۔۔" نوٹ بک اس کی جانب بڑھائی تھی۔۔

" تھینک یو"

" یور ویلکم" وہ کہہ کر واپس پلٹ چکا تھا۔۔ جبکہ شانزے اب اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔

" تھینک یو۔۔ ہاں" اسکی نقل اتاری گئ تھی۔۔

" کیا ہاں؟" کاندھے اچکا کر کہتی وہ آگے بڑھی تھی۔۔

" مطلب یہ کہ تم نے بات کا آغاز کر ہی لیا۔۔۔پہلے تو بڑا کہہ رہی تھی۔۔ آئی ایم ناٹ انٹرسٹڈ۔۔اسے دیکھتے ہی ارادہ بدل گیا تمہارا؟" اس کے کاندھے پر کاندھا مارتے ہوئے اس نے چھیڑا تھا۔۔

" کوئی ارادہ نہیں بدلا میرا۔۔وہ تو میں نے سوچا دیکھ لوں۔۔ آخر ایسا ہے کیا اس میں ؟" صاف انکار ہوا تھا۔۔

" اچھا تو پھر کیا دکھا تمہیں اس میں ؟"

" بے سکونی" اس کے دل نے کہا تھا۔۔ مگر ہونٹوں نے کوئی اور الفاظ ادا کئے تھے۔۔

" کچھ نہیں۔۔بس ٹھیک ہی ہے۔۔باقی سب کی طرح" انداز ٹالنے والا تھا۔۔

" اوہو۔۔بس ٹھیک ہی ہے۔۔بنو مت زیادہ" اور اس نے شانزے کی بات پر صرف مسکرانا ہی ٹھیک سمجھا تھا۔۔

اب وہ اسے کیا بتاتی کہ ٹھیک تو کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔

احمد نے گاڑی یونیورسٹی کے سامنے روکی تھی۔۔ نظر یونیورسٹی کے گیٹ پر تھی۔۔وہ یہاں آیا تو فرہاد کے لئے تھا ۔۔ مگر ملنا وہ کسی اور سے بھی چاہتا تھا۔۔

کچھ دیر بعد سے اسے دو لڑکیاں باہر آتی دکھائی دی تھیں۔۔۔وہ فوراً گاڑی سے باہر نکلا تھا۔۔

" کیسی ہو تم؟" ان کے قریب آتے ہی اس نے شانزے سے پوچھا تھا۔۔

" ٹھیک ہوں۔۔ تم کیسے ہو؟" اس نے مسکرا کر پوچھا تھا۔۔

" اب بلکل ٹھیک ہوں" انداز معنی خیز تھا۔۔

" پوچھ تو ایسے رہے ہیں جیسے کئی دنوں سے بات نہیں ہوئی۔۔ بند کرو یہ ڈرامے پلیز" امل نے دونوں کو ٹوکا تھا۔۔

" ویری فنی" شانزے نے جواب دیا تھا۔۔جواب میں امل کچھ کہنے ہی والی تھی کہ کسی کی آواز نے اسے روک دیا تھا۔

" کیا ہو رہا ہے یہاں ؟"

" ارے باس۔۔کچھ نہیں۔۔۔میں تو بس شانزے سے خیریت پوچھ رہا تھا" احمد تو فوراً ہی گڑبڑا گیا تھا۔۔

" ہاں۔۔دن میں کئی بار تم بس یہی تو کرتے ہو" اسے جواب دیتے ہوئے وہ اب ان دونوں لڑکیوں کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔چہرے کے تعصورات کچھ سنجیدہ ہوئے تھے۔۔

" آپ۔۔آپ شانزے ہیں؟؟" اس نے امل سے پوچھا تھا۔۔

" نہیں۔۔یہ شانزے ہے" امل نے شانزے کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔اور اس کے چہرے کے تعصورات کچھ بدلے تھے۔۔

" اوہ اچھا۔۔نائس ٹو میٹ یو مس شانزے۔۔احمد بہت یاد کرتا ہے آپکو" مسکراتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" بولو نا؟" امل نے شانزے سے کہا تھا۔۔

" کیا بولوں؟" وہ سمجھی نہیں تھی۔۔

" یہی کہ میں بھی بہت یاد کرتی ہوں احمد کو" اس کی بات پر وہ تینوں ہنسنے لگے تھے جبکہ شانزے نے اسے گھورا تھا

۔

" بائے داوے۔۔شی از امل۔۔مائی بیسٹ فرینڈ" اس نے فرہاد سے کہا تھا۔۔

" ہیلو مس امل۔۔نائس ٹو میٹ یو" فرہاد اب امل کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

" ہائے" آواز دھیمی تھی۔۔

" اب تم بھی کہو نا؟" شانزے نے کہا تھا۔۔اور امل سمجھ چکی تھی۔۔اس نے بدلا تو لینا ہی تھا۔۔

" کیا؟"

" نائس ٹو میٹ یو ٹو مسٹر فرہاد" اس کی بات پر امل نے اسے گھورا تھا۔۔

" سی یو اگین" اتنا کہہ کر پلٹی تھی۔۔

" اس نے کہا ہے کہ وہ آپکو دوبارہ دیکھے گی" شانزے نے فرہاد کی جانب جھک کر کہا تھا۔۔

" شانزے" امل کی کڑکتی آواز پر وہ گڑبڑائی تھی۔۔

" بائے گائز" وہ کہہ کر اب اس کے ساتھ چلنے لگی تھی۔۔ جبکہ وہ وہی کھڑا ان دونوں کو جاتے دیکھ رہا تھا۔۔

" چلیں باس؟" احمد کی آواز پر وہ چونکا تھا۔۔

" یہ جو لڑکی ہے۔۔ امل۔۔۔ یہی کی رہنے والی ہے؟" وہ الجھے انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔

" بیسک تو نہیں معلوم مجھے۔۔ مگر شانزے کی کالج فرینڈ ہے یہ۔۔" احمد نے سوچتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔

" ہمم۔۔ چلو" گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔ احمد بھی اپنی جگہ آکر بیٹھ چکا تھا۔۔

کچھ دیر دونوں میں سے کسی نے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔ مگر احمد کو یہ خاموشی توڑنی پڑی تھی۔۔

" امل کا کیوں پوچھ رہے تھے تم؟" وہ جو کسی گہری سوچ میں گم تھا۔۔ اس کے سوال پر چونکا تھا۔۔

" ایسے ہی۔۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اسے کہیں دیکھا ہے میں نے" سنجیدہ انداز تھا۔۔ وہ اب بھی کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

" مجھے ایسا نہیں لگتا۔۔ تم اتنے عرصے سے یہاں تھے نہیں اور وہ تو کئی سالوں سے یہاں ہے" احمد نے اپنا اندازہ بتایا تھا۔

" ہو سکتا ہے" وہ کہہ کر خاموش ہو گیا تھا۔۔ مگر دماغ۔۔۔ دماغ جانے کیوں بار بار اس لڑکی کی جانب جا رہا تھا۔۔

؟؟

وہ یونیورسٹی سے آکر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔اسے آرام کرنا تھا۔۔یہ اس نے مصطفی سے کہا تھا۔۔مگر وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ ایسا نہیں تھا۔۔وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی۔۔جب سے آئی تھی۔۔کھوئی ہوئی لگ رہی تھی۔۔مصطفی نے اس سے زیادہ سوال نہیں کیئے تھے۔۔مگر وہ جاننا چاہتا تھا۔۔

ڈنر کا وقت ہو چکا تھا۔۔مایا بھی ہسپتال سے آچکی تھی۔۔ مصطفی اب اسے کھانا کھانے کے لئے بلانے آیا تھا۔۔

"اب اٹھ جاؤ سلیپنگ بیوٹی۔۔ڈنر لگ چکا ہے" کمرے کے دروازے کے باہر کھڑے ہو کر اس نے پکارا تھا۔۔

"مجھے بھوک نہیں ہے مصفطی" تھکی ہوئی آواز آئی تھی۔۔اور وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ سوئی نہیں تھی۔۔

"بھوک کے لئے کھانا بھی نہیں ہے تم نے" اس نے جواب دیا تھا۔۔

"پھر کس لئے کھانا ہے میں نے؟" سنجیدہ آواز تھی۔۔

"دروازہ کھولو۔۔پھر بتاتا ہوں" اس نے ایک اور بار دروازہ ناک کیا تھا۔۔۔اور امل نے دروازہ کھولا تھا۔۔وہ اب بھی صبح والے کپڑوں میں ہی تھی۔۔بکھرے ہوئے بال۔۔اور اداس چہرہ۔۔۔مصطفی کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

"یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے تم نے؟"

"کیا ہوا ہے میرے حلیے کو؟" خود کو دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

"کھانا کھاؤ پھر بتاتا ہوں" وہ کہہ کر پلٹا تھا۔۔

"میرا بلکل دل نہیں چاہ رہا مصطفی؟" اس نے پھر انکار کیا تھا۔۔

"لیکن میرا دل تو چاہ رہا ہے نہ؟ کیا میرا دل توڑ دو گی تم بیوٹیفل گرل" اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے فلمی انداز میں کہا تھا۔۔

" تم بھی نا" مسکراتے ہوئے وہ اس کے ساتھ چلنے لگی تھی۔۔مایا نے دونوں کو ساتھ آتے دیکھا تو اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔۔

" کیسی ہیں آپ؟" اپنی چیئر پر بیٹھتے ہوئے امل نے پوچھا تھا۔۔

" ٹھیک ہوں۔۔ تم بتاؤ یونیورسٹی میں پہلا دن کیسا رہا؟" مسکرا کر پوچھا تھا۔۔

" اچھا تھا۔۔۔ بہت اچھا" انداز معنی خیز تھا۔۔مایا اور مصطفیٰ نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔۔

"چلو کھانا کھاتے ہیں" مصطفیٰ نے کہا تھا۔۔اور وہ تینوں اب کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔۔

کھانے کے بعد مایا اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔۔ جبکہ مصطفیٰ اپنے اور امل کے لئے چائے بنا رہا تھا، اور امل لاؤنج میں اسکا انتظار کر رہی تھی۔۔

وہ آج کے دن کو ہی سوچ رہی تھی۔۔وہ نہیں جانتی تھی کہ اس نے آگے کیا کرنا ہے۔۔ مگر وہ اتنا ضرور جانتی تھی کہ اسے شہزاد شاہ تک پہنچنا ہے۔۔ پھر چاہے اس کے لئے اسے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑ جائے۔۔۔

" چائے" چائے کا کپ اسکے سامنے کرتے ہوئے مصطفیٰ نے کہا تھا۔۔اس نے مسکرا کر کپ تھاما تھا۔۔وہ اب بلکل اس کے سامنے بیٹھا تھا۔۔

" تو آج تمہارا دن ' بہت اچھا ' کیسے رہا؟" اسے غور سے دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔

" ظاہر ہے۔۔۔اس قید سے نکلنے کے بعد سب بہت اچھا ہی لگے گا مجھے" کاندھے اچکاتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" تم جانتی ہو کہ یہ جگہ اب قید نہیں۔۔ تمہاری رہائش بن چکی ہے۔۔ اس لئے مجھے سچ بتاؤ۔ کیا کر کے آ رہی ہو تم؟

" امل نے اسکی جانب دیکھا۔۔۔وہ سنجیدہ تھا۔۔

" یونیورسٹی کیا کرنے گئی تھی میں مصطفیٰ؟ تم بار بار مجھ سے یہ تفتیش کیوں کر رہے ہو؟" وہ اب چڑنے لگی تھی۔۔

" اوہ۔۔" مصطفی کے جواب دینے سے پہلے ہی وہ کچھ سمجھ کر بولی تھی۔۔

" تمہارے اسی ماسٹر نے کہا ہو گا نہ تمہیں؟ مجھ سے انویسٹیگیشن کرو۔۔ کیا کیا میں نے؟ کیوں کیا؟ کہاں کیا؟ یہی بات ہے نہ؟" طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کہا تھا۔۔

" تم غلط سمجھ رہی ہو امل" نرم لہجے میں کہا تھا۔

" ہاں بلکل۔۔ میں غلط سمجھ رہی ہوں۔۔ تم سب تو بلکل ٹھیک سمجھتے ہو" چائے کا کپ میز پر پٹخ کر وہ واپس جانے لگی تھی جب مصطفی نے اسکا بازو پکڑ کر اس روکا تھا۔۔

" میری بات سنو" اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔۔۔ وہ اب اسے گھور رہی تھی۔۔ اور اس کے ہاتھ کو۔۔۔

" سوری" مصطفی نے اسکا بازو چھوڑا تھا۔۔

" میں تمہارا دوست ہوں امل۔۔ یہ سب میں ماسٹر کے لئے نہیں۔۔ اپنے لئے پوچھ رہا ہوں۔۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم پریشان ہو۔۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کسی گہری سوچ میں گم ہو۔۔ اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم کچھ چھپا رہی ہو۔۔ کچھ ایسا جو تم کر چکی ہو۔۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہہ رہا تھا۔۔ اور امل اس کے ہر لفظ پر حیران ہو رہی تھی۔۔

" اور تم یہ سب کیسے جانتے ہو؟" اس نے پوچھا تھا۔

"کیونکہ میں تمہارا دوست ہوں۔۔ اور تمہیں دیکھ کر تمہارے اندر کا حال جان جاتا ہوں میں" اس نے اب اسکا ہاتھ تھاما تھا۔۔

" دیکھو امل۔۔ تم اکیلی ہو۔۔ اور کوئی ایک ایسا ہونا چاہئے جسے تم سب بتا سکو اور جو تمہیں بنا کسی غرض کے مشورہ دے سکے یا تمہارے کام آ سکے۔۔ تمہیں کسی نہ کسی پر اعتبار تو کرنا ہی ہے نہ؟ تو پھر مجھ کر لو۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں

۔۔ایک اچھے دوست کی طرح تمہارا ساتھ دونگا" وہ ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہا تھا۔۔امل نے کچھ دیر اسے دیکھا۔۔اور پھر ایک گہری سانس لے کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے دور کیا تھا۔۔اب وہ چلتی ہوئی کھڑکی کے پاس آئی تھی۔۔

" میں آج اپنی ایک پرانی دوست سے ملی۔۔۔شانزے" اس نے کہا تھا۔۔اور مصطفی نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔ وہ اسے منانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔

" کیا اسے سب بتا دیا" اس نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔۔ نظر امل کی پشت پر تھی۔۔۔

" نہیں۔۔ صرف اتنا بتایا ہے۔۔ جتنا ہر انسان کو بتایا جا سکتا ہے" اس نے کہا تھا۔۔

" گڈ۔۔۔اور پھر؟" اس نے پوچھا تھا۔۔اور امل نے اسے سب بتانا شروع کیا تھا۔۔۔جسے وہ بہت غور سے سن رہا تھا۔۔

وہ اپنے فلیٹ میں داخل ہوا تھا۔۔ہاتھ میں کچھ فائیلز تھیں جنہیں لاؤنج پر رکھی میز پر رکھ کر وہ صوفے پر نیم دراز ہوا تھا۔۔وہ کافی تھک چکا تھا۔۔ آج پورا دن اس نے بہت کام کیا تھا۔۔اب اسے آرام کرنا تھا۔۔ابھی اسے کچھ دیر ہی گزری تھی کہ اس کے موبائل کی بیپ نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔۔اس نے دیکھا کسی نمبر سے مسیج آیا تھا ۔۔

" آج کی رپورٹ میل کر دی ہے ماسٹر"

مسیج پڑھتے ہی وہ سیدھا ہوا اور اپنے کمرے کی جانب آیا تھا۔۔ کمرے سے لیپ ٹاپ اٹھا کر وہ دوبارہ باہر آیا اور لیپ ٹاپ آن کیا۔۔

اس کے پاس ایک میل آئی تھی۔۔اس نے وہ کھولی تھی۔۔

"آج وہ تین لوگوں کے زیادہ قریب نظر آئی تھیں" اس کے ساتھ ہی اٹیچ فائل میں کچھ تصاویر تھیں۔۔

اس نے تصاویر کھولی تھیں۔۔

پہلی تصویر۔۔۔

"وہ ایک لڑکی کے ساتھ کیفے ٹیریا میں بیٹھی تھی"

دوسری تصویر۔۔۔

"وہ کلاس میں ایک شخص کے سامنے کھڑی تھی۔۔دونوں کی نظریں ایک دوسرے پر تھیں"

تیسری تصویر۔۔

"وہ اب اس شخص کے ساتھ بیٹھی تھی"

چوتھی تصویر۔۔۔

"وہ شخص اسے کوئی نوٹ بک دے رہا تھا۔۔ساتھ ایک لڑکی بھی تھی"

آخری تصویر۔۔۔

"وہ یونیورسٹی کے باہر انہیں دونوں کے ساتھ کھڑی تھی۔۔مگر اب ساتھ ایک اور لڑکا بھی تھا۔۔وہ چاروں ہنس رہے تھے"

اور اسکی ہنسی پر اسکی نظریں رک گئ تھیں۔۔۔اس نے امل کی جانب زوم کیا تھا۔۔وہ ہنس رہی تھی۔۔اور یہ بناوٹی ہنسی نہیں تھی۔۔آخر کون تھے یہ لوگ؟جن کے ساتھ وہ اتنی خوش تھی؟

اس نے موبائل اٹھا کر کسی کو کال کی تھی۔۔

" مجھے ان تینوں لوگوں کے بارے میں معلوم کر کے بتاؤ۔۔ کون ہیں؟ کیا کرتے ہیں؟ اور اس سے کیا تعلق ہے انکا ؟" ایک آرڈر پاس کر کے اس نے موبائل پھینکنے کے انداز میں رکھا تھا۔۔

اب اس نے دوبارہ ان تصاویر کو دیکھا تھا۔۔

" تم ایک ہی شخص کے ساتھ چار تصاویر میں کیوں نظر آ رہی ہو۔۔۔ مائی ہارٹ؟" اسکی تصویر کو زوم کر کے اس نے کہا تھا۔۔ جیسے وہ اسے ہی کہہ رہا ہو؟ جیسے وہ اس سے ہی پوچھ رہا تھا؟ جیسے وہ اسے سن رہی تھی۔۔۔

" واٹ!!!" وہ تقریباً چیختا ہوا کھڑا ہوا تھا۔۔ اور اس کے اچانک چیخنے سے امل اچل کر پلٹی تھی۔۔ ہاتھ سید ھا دل پر رکھا تھا۔۔

"کیا ہو گیا ہے مصطفی۔۔ ڈرا دیا تم نے مجھے"

" ڈرا دیا!! تم کہہ رہی ہو کہ میں نے ڈرا دیا؟؟" وہ تو جیسے کسی صدمے میں کہہ رہا تھا۔۔

" امل امل امل!! تم جانتی ہو تم نے کیا کیا ہے؟؟" اب وہ باقاعدہ چکر لگانے لگا تھا۔۔

" ایسا کیا کر دیا ہے میں نے جو تم اس طرح ریئیکٹ کر رہے ہو؟" عام سا انداز تھا۔۔

" ایسا کیا کر دیا؟؟ واہ واہ واہ!! ایسا کیا کر دیا۔۔ میڈم تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ تم نے کیا کیا ہے؟؟؟" اس کے سامنے آکر وہ کہہ رہا تھا۔۔

" شہزاد شاہ کے رائیٹ ہینڈ سے جا ملی ہو تم۔۔ اگر اس نے تمہیں پہچان لیا تو جانتی ہو کیا ہو گا تمہارا؟" اسکی بے وقوفی پر وہ حیران تھا۔۔

" پہنچانا تو نہیں نہ۔۔۔اور اگر پہنچان بھی لیا تو کیا کر لے گا۔۔شہزاد شاہ کے پاس لے جائیگا نا مجھے۔۔وہیں تو جانا چاہتی ہوں میں" وہ اب بھی پر سکون تھی۔۔

" وہ تمہیں مار دیگا امل" اسکا بازو پکڑ کر کہا تھا۔۔

" وہ مجھے مار چکا ہے مصطفی۔۔مرا ہوا انسان مرنے سے نہیں ڈرتا" اس نے کہا تھا۔۔اور مصطفی نے اب اپنا سر پکڑ لیا تھا۔۔

" تم اب اس سے بات نہیں کرو گی۔۔۔بس" حتمی انداز میں کہا تھا۔۔۔

" تم جانتے ہو میں ایسا کچھ نہیں کرونگی" اسکا انداز بھی اٹل تھا۔۔

" ماسٹر۔۔تم ماسٹر کو بھول رہی ہو امل" وہ جیسے اسے یاد دلا رہا تھا۔۔

" اسے کیسے بھول سکتی ہوں میں" انداز طنزیہ تھا۔۔

" تو یاد رکھو۔۔یاد رکھو امل۔۔ماسٹر کو معلوم ہوا تو قیامت آ جائے گی" وہ اسے ڈرانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔

" مجھے کسی قیامت سے ڈر نہیں لگتا۔۔اور تمہارے ماسٹر کی قیامت سے تو بلکل بھی نہیں" وہ انتہائی لاپرواہ تھی۔۔

" ڈرنا چاہیئے۔۔تمہیں ڈر لگنا چاہیئے۔۔ابھی انہیں جانتی نہیں ہو تم۔۔بہت کڑک انسان ہیں۔۔وہ غلطی معاف نہیں کرتے۔۔اور نہ ہی دوسرا موقع دیتے ہیں۔۔انہیں اگر تمہاری اس حرکت کا معلوم ہو گیا تو تم گئی" اپنی گردن سے ہاتھ گزارتے ہوئے وہ اسے گردن کٹنے کا اشارہ دے رہا تھا۔۔جس پر امل بے اختیار مسکرائی تھی۔۔

" تمہیں کیا لگتا ہے مصطفی؟ کیا اسے معلوم نہیں ہوا ہو گا؟؟" اور امل کے اس جواب نے مصطفی کو حیران کر دیا تھا۔۔

"کیا مطلب؟"

" مطلب یہ کہ اسے معلوم ہو۔۔۔یہی تو میں چاہتی ہوں۔۔۔اسی لئے تو کیا ہے میں نے یہ" معنی خیز انداز تھا۔۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔۔

" اور اس سے کیا ہو گا؟" وہ اسکی سوچ کی گہرائی تک جانا چاہتا تھا۔۔جہاں وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔

" اس کے بعد۔۔۔وہ مجبور ہو جائے گا۔۔۔میرے سامنے آنے پر" اس پر ایک مسکراہٹ اچھال کر وہ اپنے کمرے کی جانب مڑ گئی تھی۔۔جبکہ مصطفی۔۔وہی کھڑا اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔۔۔

" تو یعنی جنگ شروع ہو گئی ہے" وہ سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔

اگلی صبح وہ تیار ہو کر کمرے سے باہر نکلی تو آج بھی اسے مصطفی کچن میں چائے بناتا نظر آیا تھا۔۔

" تو تم نے چائے بنانی کی ڈیوٹی اپنے سر لی ہوئی ہے" شیلف کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" یہی سمجھ لو۔۔۔جلدی اٹھنے کی عادت ہے مجھے۔۔اور کام بھی کرنا ہوتا ہے" چائے کا کپ اسکے سامنے رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" کیا کام کرتے ہو تم؟" اسے اب پوچھنے کا خیال آیا تھا۔۔

" باس کا اسسٹنٹ ہوں۔۔کسی کا ڈیٹا نکالنا ہو، کسی کی جاسوسی کرنی ہو، کسی پر نظر رکھنی ہو، ہیکنگ کرنی ہو اور اس طرح کا ہر کام کر لیتا ہوں میں" فخریہ انداز تھا۔

" انٹرسٹنگ۔۔۔پھر تو میری معلومات بھی نکلوائی ہو گی" چائے کا گھونٹ بھرا تھا۔۔

" آفکورس۔۔اور تمہاری معلومات سیکیور بھی کر دی ہے تاکہ کوئی اور تمہارا پاسٹ نا جان پائے"

" گڈ۔۔۔ویسے تمہارے ماسٹر کیا کرتے ہیں؟" چائے کا کپ رکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا"

"ہاں۔۔دوستی کے ساتھ ساتھ باس کی وفاداری بھی تو نبھانی ہے" طنزیہ انداز میں کہہ کر وہ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"کوئی بات نہیں۔۔ویسے بھی بہت جلد مجھے سب معلوم ہو جائے گا" کہہ کر وہ وہاں سے جا چکی تھی۔۔

مصطفیٰ نے گہری سانس لے کر اپنا موبائل اٹھایا تھا۔۔نظر کسی کے کچھ دیر پہلے آئے مسیج پر گئی تھی۔۔

"کیا اس نے تمہیں کچھ بتایا؟"

"نہیں۔۔" ایک مختصر سا جواب دے کر اس نے موبائل واپس رکھا تھا۔۔

آخر دوستی بھی تو نبھانی تھی۔۔۔

وہ آج پھر اس کے ساتھ آکر بیٹھی تھی۔۔۔جبکہ شانزے ابھی تک یونیورسٹی نہیں آئی تھی۔۔

"اسلام وعلیکم" اس نے مسکرا کر کہا تھا۔۔وہ بھی مسکرایا تھا۔۔

"وعلیکم اسلام۔۔۔کیسی ہیں آپ؟"

"بہت اچھی۔۔آپ کیسے ہیں؟" بیگ سے ایک بک نکالی تھی۔۔

"ٹھیک ہوں" اور پھر کلاس میں پرافیسر آئے تھے۔۔دونوں کی انکی جانب متوجہ ہو گئے تھے۔۔

کلاس کے دوران ہی شانزے بھی آگئی تھی۔۔اور اسے آنکھ مار کر وہ پیچھے رکھی خالی کرسی میں جا بیٹھی تھی۔۔اس کی اس حرکت پر وہ مسکرائی تھی۔۔اور اس کی یہ مسکراہٹ ساتھ بیٹھے فرہاد نے بھی دیکھی تھی۔۔۔

"لگتا ہے لیکچر بہت اچھا لگ رہا ہے آپ کو؟" سرگوشی کی تھی۔۔اور امل حیران ہوئی تھی۔۔

"نہیں۔۔مجھے تو بورنگ لگ رہا ہے" اس نے اسکی غلط فہمی دور کی تھی۔۔

"سچ میں۔۔!!" اب حیران ہونے کی باری اس کی تھی۔۔۔

" جی۔۔ کیوں؟ آپ کو نہیں لگ رہا کیا؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" لگ رہا تھا۔۔ مگر آپکو مسکراتے دیکھا تو احساس ہوا شاید یہ اتنا بھی بورنگ نہیں" مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔ اور امل نے کچھ دیر ایسے ہی اسے دیکھا تھا۔۔

" میں شانزے کی ایک حرکت پر مسکرائی تھی" اس نے نظر سامنے پھیرتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اوہ! اچھا" کہہ کر وہ بھی سامنے دیکھنے لگا تھا۔۔

کلاس ختم ہونے کے بعد وہ شانزے کے ساتھ کلاس سے باہر نکلی تھی۔۔ جب فرہاد نے اسے روکا تھا۔۔

" کیسی ہیں مس شانزے آپ؟" اس نے شانزے سے پوچھا تھا۔۔

" ٹھیک ہوں۔۔ آپ بتائیں بہت خوش لگ رہے ہیں" معنی خیز انداز تھا۔۔ جس پر امل نے اسے گھورا تھا۔۔

" ٹھیک ہوں میں بھی۔۔ امل کیا آپ میری مدد کر سکتی ہیں؟" شانزے کو اگنور کر کے وہ امل کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

" جی ضرور۔۔ مگر کیا کرنا ہے؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" میں ایکچولی تین مہینے تک یونیورسٹی نہیں آسکا تھا۔۔ جسکی وجہ سے کافی لاس ہوا ہے۔۔ کیا آپ مجھے پچھلے دنوں کے سائنمنٹس کاپی کرنے کے لئے دے سکتی ہیں" اس نے کہا تھا۔۔ اور امل کا دل زور سے دھڑکہ تھا۔۔ مگر خوف سے۔۔ وہ تین مہینے بعد یونیورسٹی آیا تھا۔۔ تو کیا وہ اس کام میں شریک رہا تھا؟؟

اور اسی سوچ کے ساتھ اسکا خون تیزی سے جسم میں دوڑنے لگا تھا۔۔ ایسا لگ رہا تھا۔۔ جیسے وجود میں کرنٹ دوڑ رہا ہو۔۔

" امل؟" اسے مسلسل خود کو گھورتے اور سوچ میں گم دیکھ کر فرہاد نے دوبارہ پوچھا تھا۔۔

" ایکچولی فرہاد۔۔ امل اس معاملے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکے گی۔۔ کیونکہ یہ تو خود شہر سے باہر تھی۔۔ آپکی طرح یہ بھی ابھی ہی واپس آئی ہے" شانزے نے جواب دیا تھا۔۔شاید وہ امل کی حالت سمجھ گئی تھی،۔۔ مگر سامنے کھڑے فرہاد کو کسی چیز نے چونکایا تھا۔۔۔

" آپ بھی تین مہینے بعد آئی ہیں؟؟؟ کیوں۔۔ کہاں تھیں؟" اس نے سوال کئے تھے۔۔ جانے کیوں؟

" ایکچولی یہ اپنے والدین کے ساتھ۔۔۔۔۔۔"

" شانزے۔۔۔ مجھے بھوک لگی ہے" امل نے اچانک اسکی بات کاٹ دی تھی۔۔شانزے کچھ حیران ہوئی تھی۔۔

" آفکورس۔۔۔ مگر آپ پریشان مت ہوں فرہاد۔۔ میں آپ دونوں کو کل نوٹس دے دونگی۔۔ آپ دونوں آپس میں بیٹھ کر کمپلیٹ کر لیجئے گا"

" تھینکس" فرہاد نے کہا تھا۔۔ نظر امل کے چہرے پر تھی۔۔ جیسے وہ وہاں کچھ ڈھونڈ رہا ہو۔۔

" اوکے بائے" وہ کہہ کر پلٹ چکی تھیں۔۔ جبکہ فرہاد ان دونوں کو جاتا دیکھ رہا تھا۔۔۔

" تم نے مجھے روکا کیوں تھا؟اور اچانک تمہیں کیا ہوا؟" اسکے ساتھ چلتے ہوئے شانزے نے پوچھا تھا۔۔

" کچھ نہیں۔۔۔ میرے سر میں بہت درد ہے بس" سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" آر یو شیور کے یہی بات ہے؟" اسے اب بھی شک تھا۔۔۔

" کیا تمہیں کوئی اور بات ہونے کا انتظار ہے؟" چڑ کر سوال کیا تھا۔۔

" انتظار تو ہے۔۔۔ مگر کچھ اچھا ہونے کا" معنی خیز انداز تھا۔۔

" دیکھتے ہیں" وہ اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

وہ یونیورسٹی سے باہر نکل کر اپنی گاڑی کی جانب آیا تھا۔۔۔

" کیا بات ہے؟ اچانک کیوں بلایا مجھے؟" ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے احمد نے پوچھا تھا۔۔

" وہ لڑکی کون ہے؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" کون لڑکی؟" وہ سمجھا نہیں تھا۔۔

" امل۔۔۔ کیا جانتے ہو تم اس کے بارے میں؟" احمد نے دیکھا۔۔ اس کے چہرے کے تعصورات خطرناک تھے
۔۔

" بس اتنا ہی کہ وہ شانزے کی دوست ہے" اس نے کہا تھا۔۔

" مجھے آج شام تک۔۔۔ اس کے بارے میں ساری ڈیٹیل چاہیئے۔۔۔ ہر۔۔ ایک۔۔ بات۔۔ ہر۔۔ ایک۔۔ چیز"
ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک لفظ ادا ہوا تھا۔۔

احمد نے پہلی بار اسکا یہ روپ دیکھا تھا۔۔۔

اس نے ایک ہاسپٹل کے سامنے گاڑی روکی تھی۔۔

گاڑی سے نکل کر وہ اب اندر آیا تھا۔۔ ریسیپشن پر جانے کے بجائے وہ لفٹ کی جانب بڑھا اور چوتھے فلور پر پہنچ گیا
۔۔

یہاں وہ پہلے ریسیپشن پر گیا تھا۔۔ جہاں ایک لڑکا بیٹھا کسی سے بات کر رہا تھا۔۔

" مجھے ڈاکٹر مایا سے ملنا ہے۔۔ ابھی" اس نے کہا تھا۔۔ لڑکے نے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

" کیا آپ نے پائنمنٹ لی ہے؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" نہیں۔۔ مگر آپ انہیں بتائیں کہ مصطفیٰ آیا ہے" اس کا جواب سننے کے بعد اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھایا تھا۔

" ڈاکٹر مایا آپ سے ملنے کوئی مسٹر مصطفی آئے ہیں؟" دوسری جانب جواب سنا تھا۔۔

" اوک" کہہ کر ریسیور واپس رکھا تھا۔۔

" آپ جاسکتے ہیں" اس نے کہا اور اپنے کام میں گم ہو گیا۔۔ جبکہ مصطفی اب آگے بڑھا تھا۔۔

وہ اپنے آفس میں بیٹھی ایک فائل پڑھ رہی تھی جب دروازہ کھلا اور مصطفی کا چہرہ سامنے آیا تھا۔۔

" میں آجاؤں؟" کہتے ہوئے وہ اندر آیا تھا۔۔

" تم آچکے ہو مصطفی" کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" ظاہر ہے۔۔ تم نے مجھے انکار تھوڑی کرنا تھا" کہتے ہوئے وہ بھی سامنے بیٹھ چکا تھا۔۔

"چائے پیوگے یا کافی؟" ریسیور اٹھاتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

"کچھ بھی نہیں۔۔۔ مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے" وہ سنجیدہ ہوا تھا۔۔

" وہ تو میں سمجھ گئی ہوں۔۔ تم کبھی ہسپتال نہیں آتے وہ بھی صرف مجھ سے ملنے" کہتے ہوئے اس نے ریسیور واپس رکھا تھا۔۔

" شام کا انتظار نہیں ہو رہا تھا مجھ سے۔۔ اس لئے آگیا"

" کہو"

" کیا تم نے کسی کو بتایا؟" اس نے پوچھا تھا۔۔ مایا نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔ وہاں ایک خوف تھا۔۔ جانے کس سے؟ کیا مایا سے؟

" کیا؟" وہ سمجھی نہیں تھی۔۔

" ہمارے یہاں آنے کا۔۔ میرا مطلب ہے مایا۔۔ کیا کوئی جانتا ہے کہ ہم یہاں اکیلے نہیں ہیں"

"تم مجھ پر شک کر رہے ہو مصطفیٰ؟" اسے اچانک ہی غصہ آیا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں شک نہیں کر رہا۔۔ میں صرف تم سے ایک سوال کر رہا ہوں مایا۔۔ مجھے سمجھو" وہ اسے اصل بات نہیں بتا سکتا تھا۔۔

"کیا سمجھوں میں؟ یہ کہ تم مجھ پر شک کر رہے ہو؟ تمہیں لگتا ہے کہ میں امل کے بارے میں کسی کو بتا سکتی ہوں؟" وہ کھڑی ہوئی تھی۔۔ مصطفیٰ بھی کھڑا ہوا تھا۔۔

" تم اوور ریئیکٹ کیوں کر رہی ہو مایا۔۔ میں نے ایک آسان سا سوال کیا ہے۔۔ تم مجھے سیدھا سیدھا جواب دے دو؟" اسے واقعی مایا کا ردعمل سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

"نہیں بتایا میں نے کسی کو بھی۔۔۔ اب خوش؟ جاؤ پلیز تم یہاں سے" کہتے ہوئے اس نے دروازے کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔۔

"اوکے" وہ کہہ کر اس کے آفس سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔ جبکہ مایا اب دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھی اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔۔۔

اسی وقت اسکا موبائل بجا تھا۔۔ اس نے کال کرنے والے کا نام پڑھا۔۔۔ اور پھر۔۔ اس نے کال کٹ کر دی تھی ۔۔ وہ اس وقت بات نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ مصطفیٰ نے اسے الجھا دیا تھا۔۔۔

مایا کے آفس سے نکل کر اب وہ مزید پریشان ہو گیا تھا۔۔ اسے مایا کا ردعمل کچھ عجیب لگ رہا تھا۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اس سے کچھ چھپا رہی ہو؟ مگر کیا؟؟ اور یہی چیز اسے مزید ڈرا رہی تھی۔۔ وہ امل کے لئے فکر مند تھا۔۔

یہ شیشے کی بنی ایک شاندار عمارت تھی۔۔ جس کے چوتھے فلور پر آؤ تو یہاں پورا اسٹاف اپنے اپنے کام میں مصروف نظر آرہا تھا۔۔ کسی کی نظریں کمپیوٹر اور ہاتھ کی۔بورڈ پر چل رہے تھے، کوئی پرنٹر سے بہت سارے پیپرز نکال رہا تھا۔۔ کوئی فائلز کا بنڈل لے کر یہاں سے وہاں جا رہا تھا، تو کوئی ٹیلیفون کان سے لگائے ہاتھوں سے کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔۔ دیکھو تو یہاں ہر انسان اپنے اپنے کام میں مصروف اور ایک دوسرے سے لاپرواہ نظر آرہا تھا۔۔۔

ایسے میں لفٹ کا دروازہ کھلتا ہے اور ایک شخص باہر آتا ہے۔۔ درمیانی عمر، بلو پینٹ کوٹ پہنے، ہاتھ میں ایک فائل پکڑے وہ سیدھا چلتا ہوا ان سب کے درمیان سے گزرتا ایک آفس کے سامنے پہنچا تھا۔۔ اس نے رک کر اپنی ٹائی ٹھیک کی۔۔ اور ایک لمبی سانس لے کر دروازے پر ناک کیا تھا۔۔

"کم ان" بے حد سنجیدہ آواز آئی تھی۔۔ اور اس شخص نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔۔

اس بلڈنگ کی طرح یہ آفس بھی شاندار اور کافی بڑا تھا۔۔ جہاں کی ہر شے قیمتی تھی۔۔۔ مگر میز کی دوسری جانب بیٹھا شخص نہایت ہی سنجیدہ تھا۔۔ وہ شخص اب اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

"ماسٹر" اس نے دھیمی آواز میں کہا تھا۔۔ اور سامنے بیٹھے شخص نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔

"کیا رپورٹ ہے؟" اس نے کہا تھا۔۔

"میں نے ان سب کی معلومات جمع کر لی ہے ماسٹر" اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی فائل انکی جانب بڑھائی تھی۔۔

جسے ماسٹر نے لے کر کھولا اور اب وہ اس میں موجود کاغذات کو دیکھ رہا تھا۔۔

"اس لڑکی کا نام شانزے ہے۔۔ یہ اور امل۔۔۔" ماسٹر نے اسے سخت نظروں سے دیکھا تھا۔۔

"میرا مطلب ہے میڈم۔۔۔ سوری ماسٹر" وہ ڈر گیا تھا۔۔

"کہو" کہتے ساتھ ہی وہ دوبارہ فائل کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

" شانزے اور میڈم کالج فرینڈز ہیں۔۔ ایک نارمل گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔۔ گھر میں صرف والدین کے علاوہ ایک بھائی اور بھابھی بھی ہے۔۔۔ پہلا لڑکا احمد ہے۔۔ اسکا تعلق بھی ایک عام گھرانے سے ہے۔۔ ایک بہن ہے اسکی جو کہ چھوٹی ہے۔۔ تعلیم اپنی مکمل کر چکا ہے۔۔ یہ شانزے کا منگیتر ہے اور اس تیسرے شخص کا اسسٹنٹ اور ڈرائیور رہے۔۔ اس کے علاوہ وہ دونوں بہت اچھے دوست بھی ہیں۔۔" وہ رکا تھا۔۔ ماسٹر نے اب فائل کا ایک اور صفحہ پلٹا تھا۔۔ وہاں ان تینوں کی تصاویر تھیں۔۔۔ اس نے تیسرے شخص کی تصویر اٹھائی تھی۔۔

" اور یہ کون ہے؟" تصویر پر نظر جماتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

" اس کا نام فرہاد ہے۔۔ یہی کا رہنے والا ہے۔۔ اکیلا رہتا ہے۔۔ والدین کا انتقال بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔۔ دولت کی کمی نہیں ہے۔۔ باپ کافی دولت چھوڑ گیا تھا اسی کو استعمال کر کے اپنی تعلیم پوری کر رہا ہے اور اس کے بعد میڈیا جوائن کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔۔۔ اس کی میڈیا میں اچھی جان پہچان بھی ہے" اس نے رک کر ایک گہری سانس لی تھی۔۔۔ ماسٹر اب بھی تصویر کو گھور رہے تھے۔۔

" مگر۔۔۔۔" وہ رکا تھا۔۔ اپنی بات مکمل کرتے ہوئے وہ ہچکچا رہا تھا۔۔ جانے کیوں؟

" مگر؟" ماسٹر نے اسے دیکھے بنا پوچھا تھا۔۔

" یہ معلومات نکلی ہے۔۔ " اس کی بات پر ماسٹر نے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔۔

" جب میں اس کی تحقیقات کر رہا تھا۔۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ گزرے ہوئے تین مہینوں کا کوئی رکارڈ نہیں ہے۔۔ وہ ان تین مہینوں میں گھر نہیں تھا۔۔۔ جب میں نے اسکی گہرائی سے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ وہ شہر سے باہر تھا۔۔۔ ماسٹر۔۔۔" وہ پھر سے رکا تھا۔۔ اور ماسٹر کو لگا کہ وہ کوئی دھماکہ کرنے والا ہے۔۔۔

"وہ شہزاد شاہ کے ساتھ کام کرتا ہے۔۔۔وہ تین مہینے وہی تھا" اور دھماکہ ہو گیا تھا۔۔ماسٹر اپنی جگہ سے فوراً کھڑا ہوا تھا۔۔وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا اسے یقین ہے؟ مگر وہ پوچھ نہیں سکا۔۔کیونکہ اسکا دل اور دماغ اس بات پر یقین کر چکے تھے۔۔۔اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے جانے کا اشارہ دیا تھا۔۔وہ شخص فوراً آفس سے باہر نکلا تھا۔۔۔

اور پھر۔۔۔وہ اپنے آپ پر مزید قابو نہیں کر پایا۔۔۔پھر۔۔میز پر رکھی ساری چیزیں ایک زوردار آواز کے ساتھ نیچے گری تھیں۔۔۔

دونوں ہاتھ میز پر ٹکائے۔۔وہ سر جھکائے لمبی لمبی سانسیں لے رہا تھا۔۔۔پھر اس کی نظر زمین پر گری ایک تصویر پر پڑی تھی۔۔

امل اس لڑکے کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔ مسکراتی ہوئی۔۔۔

وہ جنونی انداز میں آگے بڑھا۔۔وہ تصویر اٹھائی۔۔اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔۔

اب وہ اس لڑکے کے ساتھ نہیں تھی۔۔اب دونوں الگ تھے۔۔۔

"یہ تم نے ٹھیک نہیں کیا" امل کی تصویر کو دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔۔آواز خطرناک حد تک سنجیدہ تھی۔۔ آنکھیں لال تھیں۔۔۔اور پہلی بار۔۔ہاں۔۔۔پہلی بار اسے امل مسکراتی ہوئی بری لگی تھی۔۔بہت بری۔۔۔

وہ یونیورسٹی سے واپس آئی تو گھر پر کوئی نہیں تھا۔۔وہیں لاؤنج کے صوفے پر وہ سر پکڑے بیٹھ گئ تھی۔۔۔اسے اب بھی خوف آرہا تھا۔۔اور اسے اب خوف کیوں آرہا تھا؟ اسے خود سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا بات پریشان کر رہی تھی۔۔؟ وہ تو خود اس کے پاس گئ تھی۔۔یہ جانتے ہوئے کہ وہ شہزاد شاہ کا بندہ ہے۔۔اسے اس شخص سے خطرہ ہے۔۔وہ اسے پہچان لے تو مار دیگا۔۔۔ہاں۔۔۔وہ مطمئن تھی کہ اس نے اسے پہچانا نہیں تھا۔۔۔اس رات

وہ لوگ اسکا چہرہ نہیں دیکھ سکے تھے۔۔وہ جانتی تھی کہ وہ اسے نہیں پہچانے گا۔۔ مگر آج ان تین مہینوں کے ذکر پر اسے اس شخص سے خوف آرہا تھا۔۔ مگر اسے خوف کیوں آرہا ہے؟ وہ تو اب مرنے سے بھی نہیں ڈرتی تھی۔۔۔ پھر اس شخص سے کیوں۔۔؟؟

جانے کتنی ہی دیر اسی سوچ میں گزری تھی۔۔ کسی کا ہاتھ اپنے کاندھے پر محسوس کر کے وہ چونکی تھی۔۔

اس نے دیکھا۔۔ سامنے مصطفی کھڑا اسے سوالیاں نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

" تم آج جلدی آ گئ؟ سب ٹھیک ہے نہ؟" وہ اس کے لئے فکر مند تھا۔۔

" ہاں۔۔ طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔۔" تھکے ہوئے انداز میں کہا تھا۔۔ مصطفی اب اسکے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔۔

" کیا ہوا طبیعت کو؟"

" سر میں درد ہے" سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اصل بات بتاؤ امل" اس نے پوچھا تھا۔۔ اور امل نے گہری سانس لی تھی۔۔

" وہ آج مجھ سے مدد مانگ رہا تھا" اس نے سر جھکا کر کہا تھا۔۔

" کیسی مدد؟"

" وہ تین مہینے یونیورسٹی نہیں آیا تھا۔۔ اسے پریویس اسائنمنٹس چاہئے تھے" امل نے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ اور مصطفی نے دیکھا۔۔ اسکی آنکھیں لال تھیں۔۔

" تم تو جانتی تھی سب۔۔ پھر اب کس بات نے حیران کیا ہے تمہیں؟" اس نے پوچھا تھا۔۔ وہ اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔۔ جیسے اسے پڑھ رہا ہو۔۔۔

" ہاں۔۔ ٹھیک کہا تم نے۔۔ میں تو سب جانتی تھی مصطفی۔۔ مگر اس کے منہ سے سننے کے بعد۔۔۔ جانے مجھے کیا ہو گیا؟ وجود کانپنے لگا تھا میرا۔۔ مجھے اس سے خوف آنے لگا تھا مصطفی" وہ اپنی ہی حالت پر حیران تھی۔۔

" تم خوفزدہ نہیں ہو سلیپنگ بیوٹی" مصطفی نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

" میں ہوں۔۔" اس نے کہا تھا۔۔۔

" نہیں ہو۔۔" مسکرا کر کہا تھا۔۔۔

" مگر مجھے محسوس ہو رہا ہے" وہ اسے حیرانگی سے دیکھتی کہہ رہی تھی۔۔

" غلط ہو رہا ہے۔۔ تم اس سے خوفزدہ نہیں ہو۔۔ تم بس اس رات سے خوفزدہ ہو۔۔۔ وہ رات تمہاری کمزوری ہے امل۔۔۔ اسے یاد کرتی ہو۔۔ اسے تازہ کرتی ہو تو دوبارہ اسی حالت میں پہنچ جاتی ہو تم۔۔ تمہیں اگر کسی سے خوف ہے تو وہ بس وہ رات ہے۔۔ تمہیں اس رات کو تازہ ہونے سے روکنا ہو گا بیوٹیفل گرل" نرمی سے ایک ایک لفظ ادا کیا تھا۔۔ امل کچھ دیر اسے دیکھتی رہی تھی۔۔۔

" مگر میں اسے بھول نہیں سکتی مصطفی"

" میں جانتا ہوں اس رات کو بھولنا تمہارے لئے ناممکن ہے۔۔۔ مگر تم اسے اپنی کمزوری مت بناؤ۔۔ بلکہ اسے اپنی طاقت بنالو۔۔۔ ایسے جیسے اسے یاد کر کے تمہارا وجود کانپنے کے بجائے تمہیں حوصلہ دے۔۔" اس کی بات پر امل بے اختیار مسکرائی تھی۔۔

" وہ رات مجھے حوصلہ کیسے دے سکتی ہے مصطفی؟" انداز مزاق اڑانے والا تھا۔۔

" بلکل دے سکتی ہے۔۔زندگی کے دیئے ہوئے درد آپکو توڑ ضرور دیتے ہیں۔۔۔ مگر اس کے بعد آپ پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتے ہیں۔۔کیونکہ پھر انسان اپنی رفوگری خود کرتا ہے۔۔۔" وہ رکا تھا۔۔۔اور پھر مسکرا کر امل کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

" اور جو انسان اپنی رفوگری کرنا سیکھ لے۔۔۔اسے زندگی بھی دوبارہ توڑ نہیں پاتی" اس نے کہا تھا۔۔۔اور کچھ دیر کے لئے امل ٹھہر گئی تھی۔۔۔ مصطفی کے الفاظ اس کے دل پر اثر کر رہے تھے۔۔

" یہ مشکل ہے۔۔مگر جانتی ہوں کہ ناممکن نہیں ہے۔۔۔" وہ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

" کیا لنچ نہیں کرواؤ گے مجھے ؟" اس نے کہا تھا۔۔۔اور مصطفی کا منہ بن چکا تھا۔۔۔

" تم ایک کام کرو۔۔۔واپس بیٹھ جاؤ۔۔" کھڑے ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔

" کیوں ؟" وہ انجان بنی تھی۔۔

" کیونکہ اب تم نے میری جیب پر نظر رکھنی شروع کر دی ہے" اس نے کہا تھا اور امل مسکرائی تھی۔۔

" ہاں تو کیوں نہ رکھو۔۔۔دوست ہوتے ہی اسی لئے ہیں۔۔۔ چلو اب" وہ اب دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔

" واہ۔۔لنچ کی بات آئی تو فوراً دوستی یاد آ گئی۔۔۔دونوں ایک ہی جیسے ہو" گاڑی کی چابی اٹھاتے ہوئے وہ اس کے پیچھے آیا تھا۔۔

" کون دونوں ؟"

" تم اور ماسٹر" کہتے ساتھ ہی اس نے گاڑی کا دروازہ اسکے لئے کھولا تھا۔۔

" پلیز۔۔۔اپنے اس ماسٹر کا ذکر کر کے میرا موڈ نہ خراب کرو" کہتے ساتھ وہ اندر بیٹھی تھی۔۔

" اوکے میم" وہ بھی اپنی جگہ پر بیٹھ چکا تھا۔۔کچھ دیر بعد گاڑی وہاں سے آگے نکل چکی تھی۔۔

اور اسی سڑک پر کافی پیچھے ایک اور کار کھڑی تھی۔۔۔ جس میں موجود شخص نے ان کے جانے کے بعد گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔ ساتھ ہی موبائل پر کسی کو کال ملائی تھی۔۔

"کام ہو گیا ہے باس۔۔ میں آرہا ہوں بس" کہہ کر اس کے کال کٹ کی تھی۔۔ اور گاڑی کا رخ دوسری جانب موڑ دیا تھا۔۔

وہ اس وقت ٹیرس پر رکھی کرسی پر بیٹھا تھا۔۔ نظریں آسمان کی جانب تھیں۔۔ اور سوچ۔۔۔ وہ بس ایک ہی انسان پر اٹکی تھی۔۔۔ امل۔۔۔ امل۔۔۔ امل۔۔۔ بس یہی ایک نام اس کے دماغ میں گونج رہا تھا۔۔۔ وہ بہت خوبصورت ہے۔۔ جب پہلی بار اس پر نظر پڑی تو اس کے دماغ میں آنے والا پہلا خیال ہی یہی تھا۔۔ وہ بہت سادہ تھی۔۔ اور اس سادگی میں بھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔ پھر جب اس نے ساتھ بیٹھنے کا پوچھا۔۔ تو وہ انکار نہیں کر سکا۔۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ وہ کسی کے ساتھ بیٹھا ہو۔۔ وہ ہمیشہ اکیلے بیٹھنا پسند کرتا تھا۔۔ اگر مجبوری میں کسی کو ساتھ بٹھایا ہی ہو تو وہ کوئی لڑکی نہیں ہو سکتی تھی۔۔ اسے لڑکیوں میں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔۔۔ کیونکہ اس کی دلچسپیاں تو کہیں اور تھیں۔۔۔ اور یہی خیال اسے پریشان کر رہا تھا۔۔ کہ کہی وہ ان دلچسپیوں کا حصہ تو نہیں تھی؟

وہ لڑکی۔۔۔ اس رات۔۔ وہ اسکا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا۔۔ مگر اسے آج بھی یاد تھا۔۔ اسکا بھاگنا۔۔ اپنی جان بچانے کے لئے۔۔ وہ بھاگ رہی تھی۔۔ زخمی حالت میں بھی وہ رکی نہیں تھی۔۔ درد میں بھی وہ ہمت نہیں ہاری تھی۔۔ اور اس کی یہی ہمت اسکی ہمت توڑ گئ تھی۔۔۔ وہ اسکا چہرہ نہ دیکھ کر بھی دیکھ رہا تھا۔۔ اسکی آنکھوں میں کرب ۔۔۔ وہی کرب اسکا سکون چھین چکا تھا۔۔ اس نے اس لڑکی کو ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر وہ اسے کہیں

نہیں ملی تھی۔۔ مگر وہ مطمئن تھا۔۔ اسے یقین تھا کہ وہ جہاں بھی ہو گی۔۔ اس جیسے لوگوں سے محفوظ ہو گی۔۔ وہ زندہ ہو گی۔۔ اور کہی نہ کہی شاید وہ چاہتا تھا۔۔ کہ وہ زندہ ہو۔۔۔ کیونکہ ضمیر ایک اور بوجھ برداشت نہیں کر پائے گا۔۔

مگر آج۔۔۔ آج اسے اس کرب کی ایک جھلک۔۔۔ صرف ایک ہلکی سی جھلک امل کی آنکھوں میں دکھائی دی تھی ۔۔ اور وہ ڈر گیا تھا۔۔۔ امل وہ نہیں ہو سکتی۔۔ امل وہ نہیں ہونی چاہیئے۔۔ وہ اتنی معصوم صورت نہیں ہو سکتی۔۔

امل تو وہ پہلی لڑکی تھی جس کے لئے دل کچھ محسوس کرنے لگا تھا۔۔۔ امل تو ایسی تھی کہ اسے دیکھتے ہی اسکی حفاظت کرنے کا دل چاہتا تھا۔۔۔ اس کے ساتھ رہنے کا دل چاہا تھا۔۔ اس سے باتیں کرنے کا دل چاہا تھا۔۔ اور اس کی پسند بننے کا دل چاہا تھا۔۔ امل وہ کیسے ہو سکتی ہے؟

" اور اگر وہ امل ہی ہوئی تو۔۔۔؟ تو کیا کرو گے تم؟" دل نے ایک سوال کیا تھا اور اس سوال پر وہ ڈر گیا تھا۔۔۔

" نہیں۔۔ وہ امل نہیں ہو گی۔۔ ایسا نہیں ہو گا" اس نے اپنے آپ کو تسلی دی تھی۔۔

" اور اگر ہوئی تو کیا کرو گے تم؟" اب کی بار دماغ نے سوال کیا تھا۔۔۔ یہ دل اور دماغ بھی کبھی کبھی ایک ہی بات کرتے ہیں۔۔۔ اور ایسا ہو جائے تو انسان دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔۔

اگر ایسا ہوا تو؟؟ اسکا جواب وہ خود سے نہیں لے پا رہا تھا۔۔ اسکے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔۔۔ ان تین مہینوں میں اس نے صرف ایک ہی دعا کی تھی۔۔ کہ وہ لڑکی اسے کبھی نہ ملے۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔۔ کہ اگر وہ لڑکی اسے مل گئی تو نا چاہتے ہوئے بھی۔۔ اسے مارنا ہو گا۔۔۔ یا پھر۔۔۔ اسے شہزاد شاہ کے حوالے کرنا ہو گا۔۔۔

تو کیا وہ امل کو مار دے گا؟؟ تو کیا وہ اسے شہزاد شاہ کے حوالے کر دے گا؟ اس نے خود سے پوچھا تھا۔۔ اور دوسری جانب۔۔ خاموشی تھی۔۔۔ مکمل خاموشی۔۔۔

" باس؟" اور اس خاموشی کو ایک آواز نے توڑا تھا۔۔ وہ جھٹکے سے سیدھا ہوا تھا۔۔ سامنے احمد کھڑا تھا۔۔ جانے وہ کب یہاں آیا تھا؟

" تم کب آئے؟" اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

" بس ابھی ہی آیا ہوں۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" ہاں۔۔ ٹھیک ہوں میں۔۔ کیا معلومات ملی تمہیں؟" اس نے پوچھا تھا۔۔ انداز سنجیدہ تھا۔۔ اور دل پھر سے دعا کرنے لگا تھا۔۔ امل وہ نہ ہو۔۔۔ امل وہ نہ ہو۔۔

" کیا میں پوچھ سکتا ہوں کچھ؟" احمد نے ایک سوال کرنا چاہا تھا۔۔ اسے اب بھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ فرہاد نے اسے کیوں امل کی انفارمیشن نکالنے کا کہا ہے؟

" نہیں احمد۔۔ پلیز ابھی مجھ سے کوئی سوال مت کرو۔۔۔ مجھے صرف وہ سب بتاؤ جو تم نے معلوم کیا ہے" اس کے جواب پر احمد نے اسے غور سے دیکھا تھا۔۔ وہ بہت بے چین لگ رہا تھا۔۔

" اوکے" اس نے کہہ کر ایک گہری سانس لی تھی۔۔ اور فرہاد کی سانس رک گئی تھی۔۔۔

" وہ اسکول لائف سے یہی رہتی ہے۔۔ اکلوتی ہے۔۔ پڑھائی میں بھی بہت اچھی رہی ہے۔۔ اس کے فادر ایک ہوٹل کے مینیجر ہیں۔۔ گریجویشن کے فوراً بعد انکا ٹرانسفر ناران میں ہو گیا تھا۔۔ تو وہ اسے لے کر ناران چلے گئے تھے۔۔ میں نے رکارڈ نکلوایا ہے۔۔ وہ چار مہینے ناران اپنی فیملی کے ساتھ رہی اور پھر ماسٹرز کے لئے واپس ابھی کچھ دن پہلے ہی یہاں واپس آئی ہے۔۔۔" اس نے کہا تھا۔۔ اور فرہاد نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔

" مگر۔۔۔ ایک بات عجیب ہے" احمد نے کہا تھا۔۔

" کیا؟"

" وہ یہاں اپنے گھر میں رہنے کے بجائے کسی فلیٹ میں رہ رہی ہے۔۔ وہاں اس کے ساتھ میں نے ایک لڑکے کو بھی دیکھا ہے۔۔۔ جبکہ جہاں تک مجھے شانزے نے بتایا تھا۔۔ وہ میریڈ نہیں ہے" احمد کی بات پر فرہاد کے چہرے کے تعصورات خطرناک حد تک بگڑے تھے۔۔

" تم جانتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" سخت لہجے میں کہا تھا۔۔

" میں نے صرف وہ کہا جو میں دیکھ کر آیا ہوں۔۔ ابھی بھی وہ اسی لڑکے کے ساتھ لنچ کرنے گئی ہے۔۔ میں نے خود دونوں کو جاتے دیکھا تھا" اور احمد کی بات پر جانے کیوں مگر اسے بے حد غصہ آیا تھا۔۔

" تم جا سکتے ہو" کہتے ساتھ وہ کھڑا ہوا تھا۔۔ چہرہ غصے سے لال تھا۔۔

" تمہیں کیا ہوا؟" احمد اسے حیرانگی سے دیکھتا کھڑا ہوا تھا۔۔

" جاؤ احمد" اس بار آواز اونچی تھی اور احمد خاموشی سے وہاں سے نکل گیا تھا۔۔ وہ جانتا تھا کہ فرہاد غصے میں آپے سے باہر ہو جاتا تھا۔۔ مگر اسے اب بھی سمجھ نہیں آیا تھا کہ اسے غصہ کس بات پر آیا ہے۔۔۔؟؟

وہ جب یونیورسٹی پہنچی تو کلاس شروع ہو چکی تھی۔۔ جلدی سے اندر آ کر وہ سب سے پیچھے رکھی خالی کرسی پر بیٹھ گئی ۔۔۔ جبکہ دائیں جانب موجود فرہاد نے اسے سوالیاں نگاہوں سے دیکھا تھا؟ وہ اس کے ساتھ کیوں نہیں بیٹھی تھی آج؟ جبکہ وہ اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔ مگر امل کی توجہ اپنے بیگ سے نوٹ بک نکالنے کے بعد پروفیسر کے لیکچر پر تھی ۔۔ آج وہ بہت ریلیکس تھی۔۔ مصطفی کی باتوں نے اسے واقعی بہت حوصلہ دیا تھا۔۔۔

لیکچر کے درمیان ہی اسے محسوس ہوا کہ اس کے ساتھ بیٹھا شخص اپنی جگہ سے دبے پاؤں اٹھا تھا۔۔ اور پھر کوئی اور وہاں آ کر بیٹھا تھا۔۔ اس نے اب اسکی جانب دیکھا اور وہ حیران رہ گئی۔۔۔ فرہاد اس کے ساتھ آ کر بیٹھ چکا تھا۔۔

اور اسکی توجہ پروفیسر پر تھی۔۔ ایسے جیسے جانے کب سے وہ یہاں بیٹھا انہیں کو سن رہا ہو؟ امل نے کچھ دیر اسے دیکھنے کے بعد اپنی توجہ بھی پروفیسر کی جانب کی تھی۔۔

"کیسی ہیں آپ؟" دھیمی آواز تھی۔۔ وہ اسکی جانب دیکھ نہیں رہا تھا۔۔ مگر بات اس سے ہی کر رہا تھا۔۔

"ٹھیک ہوں۔۔ اور آپ؟" اس نے بھی بنا دیکھتے پوچھا تھا۔۔

"بے چین ہوں" سچائی سے جواب دیا گیا تھا۔۔

"کیوں؟"

"آپکی وجہ سے۔۔" اور اس جواب نے امل کو اسکی جانب دیکھتے پر مجبور کر دیا تھا۔۔ وہ اب بھی پر سکون تھا۔۔ مگر امل کو اسکا جواب سمجھ نہیں آیا تھا۔۔ کیا وہ اسے پہچان چکا ہے؟

"میری وجہ سے؟" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہا تھا۔۔

"جی۔۔ آپ کی وجہ سے" اس نے اب امل کی جانب دیکھا تھا۔۔ کچھ دیر دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھتے رہے تھے جب فرہاد نے یہ خاموشی توڑی تھی۔۔

"کیا آپ میرے ساتھ کافی پیئے گیں؟" اور اسکے سوال پر امل مسکرائی تھی۔۔

"شیور"

اور پھر کلاس ختم ہونے کے کچھ دیر بعد وہ دونوں کیفے ٹیریا میں ساتھ بیٹھے تھے۔۔ دونوں کے سامنے کافی کے کپ رکھے تھے جس میں سے بھاپ نکل رہی تھی۔۔ یقیناً وہ کافی گرم تھی۔۔

"ویسے یہ عجیب نہیں ہے؟" فرہاد نے اسے کہا تھا۔

"کیا؟"

" یہی کہ ہم دوست بن چکے ہیں اور پھر بھی ہم ایک دوسرے کے بارے میں کچھ نہیں جانتے؟" اس کے الفاظ پر امل نے حیران ہو کر اسے دیکھا تھا۔۔

" کیا ہم دوست بن چکے ہیں؟" جو سوچ رہی تھی وہ کہہ بھی دیا تھا۔۔

" تو کیا نہیں بن سکتے؟" سوال کے جواب میں بھی سوال ہوا تھا۔۔

" آفکورس۔۔ کیوں نہیں" امل نے مسکرا کر کہا تھا۔۔ یہی تو وہ چاہتی تھی۔۔

" تو پھر بتائیں۔۔" فرہاد نے آگے کی جانب جھک کر کہا تھا۔۔

" کیا؟" وہ سمجھی نہیں تھی۔۔

" جو دوستوں کو ایک دوسرے کے بارے میں معلوم ہونا چاہیئے۔۔۔ اپنے بارے میں بتائیں امل" فرہاد اب اس کے منہ سے سب سننا چاہتا تھا۔۔ جو بات اسے کل سے پریشان اور بے چین کر رہی تھی۔۔ وہ اسے کلئیر کرنا چاہتا تھا۔۔

" پہلے آپ بتائیں۔۔۔" امل نے کہا تھا۔۔

" اوک۔۔" سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔۔

" میرا نام فرہاد ہے۔۔ یہاں اکیلا رہتا ہوں۔۔ میں بہت چھوٹا تھا جب میرے پیرینٹس کا انتقال ہوا تھا۔۔ پاپا لائر تھے۔۔ اس لئے مجھے انکے بعد کوئی خاص مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔۔ انہیں کے پیسوں سے تعلیم مکمل کر رہا ہوں۔۔" وہ رکا تھا۔۔ شاید اسے پاپا یاد آئے تھے۔۔

" آگے کیا کرنے کا ارادہ ہے۔۔ کوئی جاب وغیرہ؟" وہ اس سے جو جاننا چاہتی تھی وہ پوچھ بھی رہی تھی۔۔

" جرنلسٹ بننے کا ارادہ ہے۔۔ میڈیا جوائن کرونگا۔۔ فلحال تو اسی مقصد کے لئے محنت کر رہا ہوں" کاندھے اچکا کر کہا تھا۔۔

" گڈ" کاپی کا ایک سپ لیتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اب آپکی باری" وہ اب دوبارہ آگے کو جھکا تھا۔۔۔ امل دیکھ سکتی تھی۔۔ اسکی آنکھوں میں بے چینی تھی۔۔

" میرا نام امل ہے۔۔ ماما ہاؤس وائف ہیں اور پاپا ایک ہوٹل کے مینیجر ہیں۔۔ کچھ مہینے پہلے انکا ٹرانفسر ناران کی برانچ میں ہوا اور ہم تینوں وہاں چلے گئے۔۔ ماما کی خواہش تھی کہ میں اپنی ڈگری کمپلیٹ کروں۔۔ تو انہوں نے مجھے یہاں بھیج دیا پڑھنے کے لئے۔۔ حالانکہ میں یہاں آنا نہیں چاہتی تھی۔۔ مگر انکی خواہش مجھے یہاں لے آئی" وہ کہہ کر خاموش ہوئی۔۔ آخری الفاظ کہتے ساتھ اسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔ فرہاد سمجھ چکا تھا کہ اسے اپنے پیرنٹس کی یاد آرہی ہے۔۔

" تو۔۔ یعنی آپ بھی اکیلی رہتی ہیں؟" فرہاد نے پوچھا تھا۔۔

" نہیں۔۔" اس نے کہا تھا۔۔

" پھر؟؟" اور یہی تو وہ سوال تھا جسکا جواب فرہاد کے لئے بے حد ضروری تھا۔۔۔

" میں گھر میں اکیلی نہیں رہنا چاہتی۔۔ اس لئے اپنے کزنز کے فلیٹ میں انکے ساتھ رہتی ہوں۔۔" کافی کا ایک اور سپ لیتے ہوئے اس نے فرہاد کی جانب غور سے دیکھا تھا۔۔ وہ کچھ حیران ہوا تھا۔۔

" کزنز؟؟" اس نے زور دے کر پوچھا تھا۔

" یس۔۔ میرا ایک میریڈ کزن کپل یہاں رہتا ہے۔۔ انہیں کے فلیٹ میں رہ رہی ہوں میں" اس نے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔ اور فرہاد نے گہری سانس لی تھی۔۔۔

" احمد۔۔۔ تم تو گئے۔۔۔" اس دل میں احمد کو دھمکی دی تھی۔۔

"گڈ" اور پھر وہ کہتا ہوا مسکرایا تھا۔۔۔ امل بھی مسکرائی تھی۔۔۔ دونوں اب اپنی کلاس کی جانب جا رہے تھے۔۔

فرہاد کے چہرے پر اب کوئی بے چینی نہیں تھی۔۔ وہ مسکرا رہا تھا۔۔

اور امل اسکی مسکراہٹ دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔۔ اسے گزری ہوئی رات یاد آئی تھی۔۔ جب مصطفی اس کے پاس آیا تھا۔۔

" یہ لو" ایک فائل اسکی جانب بڑھائی تھی۔۔

" یہ کیا ہے؟" اس کے ساتھ سے فائل لیتے ہوئے امل نے پوچھا تھا۔۔

" تمہاری ڈیٹیلز ہیں۔۔ تمہارا بیک گراؤنڈ اور پاسٹ۔۔ سب کچھ اس میں موجود ہے۔۔ اس پورے ڈیٹے کو یاد کر لو تم" اس کی بات پر امل نے حیران ہو کر اسے دیکھا تھا۔۔

" میں اپنے بارے میں سب جانتی ہوں مصطفی۔۔ مجھے کیا ضرورت ہے کچھ یاد کرنے کی؟" فائل رکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" مجھے معلوم ہے۔۔ مگر یہ وہ ڈیٹیلز ہیں تو تمہیں انوسٹیگیٹ کرنے کے بعد کسی کو معلوم ہو نگی۔۔۔ اس لئے انہیں یاد کرو۔۔۔ وہ فرہاد۔۔۔ اب تک یہ سب جان چکا ہو گا" مصطفی کی بات پر اس نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔۔

" تم تو بہت کام کے بندے ہو" مسکرا کر کہا تھا۔۔

" تمہاری حفاظت کرنا تو میرا اولین فریضہ ہے سلیپنگ بیوٹی۔۔۔" اسے آنکھ مارتے ہوئے کہا تھا۔۔ وہ ہنسی تھی۔۔

" اور اس میں فرہاد کی بھی ڈیٹیلز ہیں۔۔ وہ۔۔ جو وہ تمہیں بتائے گا۔۔۔" اب وہ دوبارہ حیران ہوئی تھی۔۔

"اور تمہیں کیسے معلوم کہ وہ مجھے کیا بتائے گا؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

"کیونکہ میں مصطفی ہوں بیوٹیفل گرل۔۔ تمہاری پاسٹ ہائیڈ کر سکتا ہوں۔۔ تو کسی اور کا پریزنٹ ہیک بھی کر سکتا ہوں۔۔" فخریہ انداز میں کہا تھا۔۔

"اوہ۔۔۔ دیکھتے ہیں کہ تمہارا کام کتنا پائیدار رہے" اس نے کہا تھا۔

"ضرور دیکھنا۔۔ اور ایک اور بات۔۔" مصطفی جاتے جاتے رکا تھا۔۔

"میں اور مایا۔۔ میریڈ کپل ہیں۔۔" اور مصطفی کی اس بات نے اسے اچھل کر کھڑا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

"کیا۔۔۔!!! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟؟" وہ حیرانگی کی انتہاہ پر تھی۔۔

"افوہ سلیپنگ بیوٹی۔۔۔ سکیورٹی کوڈ بھی تو ضروری ہوتا ہے نہ؟" وہ کہہ کر پلٹ چکا تھا۔۔ اور امل نے اسکی بات سمجھ کر فائل اٹھائی تھی۔۔ اسے سب یاد کرنا تھا۔۔

"چلیں" فرہاد کی آواز اسے سوچوں سے باہر لائی تھی۔۔ وہ اسے کلاس کے اندر جانے کا کہہ رہا تھا۔۔

"چلیں۔۔۔" مسکرا کر کہتی وہ اندر آئی تھی۔۔ مگر۔۔۔ اس بار یہ مسکراہٹ مصطفی کے لئے تھی۔۔ اسکے کام کے لئے تھی۔۔۔

"ویلڈن مصطفی" دل میں اسے شاباشی دے کر وہ فرہاد کے ساتھ بیٹھ چکی تھی۔۔۔

وہ اس وقت سٹڈی میں بیٹھا اپنے لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہا تھا۔۔ جب اسکا موبائل بجا تھا۔۔ اس نے دیکھا۔۔ ماسٹر کا مسیج تھا۔۔

"اپنی ای۔میلز چیک کرو"

مختصر سے اس مسیج پر اس نے گہری سانس لی تھی۔

" ضرور میرے لئے ایک نیا کام نکالا ہو گا" اسی سوچ کے ساتھ وہ دوبارہ لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

اس نے اپنی ای۔ میلز چیک کی تو ٹاپ پر ہی اسے ماسٹر کی ای۔ میل ملی تھی۔۔۔ اس نے ای۔ میل کھولی۔۔ اور وہ حیران رہ گیا تھا۔۔۔

" اسے کہو۔۔۔ فرہاد سے دور رہے۔۔ ورنہ۔۔۔۔ "

اس نے دیکھا ساتھ ہی امل اور فرہاد کی یونیورسٹی کی ایک تصویر اٹیچ تھی۔۔ وہ دونوں کیفے ٹیریا میں بیٹھے۔۔

" یہ اچھا نہیں ہوا۔۔۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔۔" خود سے کہتے اس نے اپنا سر تھام لیا تھا۔۔۔

ایک اور ای۔ میل آئی تھی۔۔۔ اس نے دیکھا۔۔

" اور ہاں۔۔ تم اپنا کام ٹھیک سے نہیں کر رہے مصطفی۔۔ لگتا ہے تمہیں اپنی جاب پیاری نہیں ہے "

اور مصطفی جانتا تھا۔۔ یہ ایک دھمکی تھی۔۔

اس نے کچھ سوچ کر ریپلائی دیا تھا۔۔

" سوری ماسٹر۔۔۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا" وہ اس کے علاوہ کہہ بھی کیا سکتا تھا۔۔؟ مگر وہ کچھ کر ضرور سکتا تھا۔۔

لیپ ٹاپ بند کر کے وہ فوراً کھڑا ہوا تھا۔۔ میز پر سے گاڑی کی چابی اٹھا کر وہ فلیٹ سے باہر آیا اور گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھ گیا۔۔

کچھ دیر بعد وہ امل کی یونیورسٹی کے باہر کھڑا تھا۔۔

وہ شانزے کے ساتھ باہر آئی تھی۔۔ اسے سامنے کھڑا دیکھ کر وہ شانزے کو بائے کہتی اسکی جانب آئی۔۔

" تم یہاں کیا کر رہے ہو مصطفی؟" گاڑی میں بیٹھتے ساتھ اس نے کہا تھا۔۔

" مسئلہ ہو گیا ہے امل۔۔" وہ بے حد سنجیدہ تھا۔۔

" کیسا مسئلہ ؟ سب ٹھیک ہے نہ ؟" وہ اب پریشان ہوئی تھی۔۔

" کچھ ٹھیک نہیں ہے۔۔ تم سے کہا تھا میں نے یہ سب مت کرو۔۔ماسٹر کو پتہ لگا تو وہ قیامت لے آئینگے۔۔ مگر تم نے میری ایک نہیں سنی" مصطفی اب اس پر برس پڑا تھا۔۔ جبکہ وہ بلکل خاموش ہو گئ تھی۔۔۔

" اب چپ کیوں ہو گئ ہو تم ؟" اسکی خاموشی نے اسے مزید چڑایا تھا۔۔

" کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ ہمارا ایکسیڈنٹ ہو جائے۔۔اس لئے چپ کر کے چلو۔۔گھر جا کر جواب دے دونگی میں تمہیں"

کہتے ساتھ وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔۔ اور اب دونوں خاموش تھے۔۔۔

فلیٹ میں آتے ہی اس نے اپنا بیگ لاؤنج میں رکھے صوفے پر رکھا اور دونوں ہاتھ اپنی کمر پر ٹکا کر وہ مصطفی کے سامنے کھڑی تھی۔۔مانو جیسے لڑائی کے لئے فوراً تیار۔۔

" اب بولو؟ کیا کہہ رہے ت

ھے تم ؟؟ تمہارا وہ تھرڈ کلاس ڈانسر قیامت لے آئے گا ؟" مصطفی نے اسکی جانب حیرانگی سے دیکھا تھا۔۔اس وقت وہ ایک لڑاکا عورت لگ رہی تھی۔۔

" تمہیں میں نے پہلے بھی منع کیا تھا کہ یہ سب مت کرو۔۔۔ مگر تم نے میری ایک نہیں سنی۔۔۔اب دیکھو۔۔پتا لگ گیا انہیں سب" اپنا موبائل اسکی جانب بڑھاتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔امل نے موبائل لے کر ای۔ میل پڑھی تھی۔۔

اور پھر۔۔ایک مسکراہٹ نے اسکے لبوں کو چھوا تھا۔۔

” تم مسکرا رہی ہو؟“ مصطفی نے اسے حیرانگی سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

” کیا ہو گیا مصطفی۔۔اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟“ موبائل میز پر رکھتے ہوئے وہ صوفے پر آرام سے بیٹھی تھی۔۔

” پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟ تمہیں نظر نہیں آرہا۔۔انہوں نے دھمکی دی ہے امل“ وہ اسے سمجھانا چاہ رہا تھا مگر امل تو جیسے کچھ سمجھنے کے موڈ میں ہی نہیں تھی۔۔

” اسکی دھمکی سے تم ڈر سکتے ہو مصطفی مگر میں نہیں۔۔۔اور یہی تو چاہتی تھی میں۔۔دیکھ لینا۔۔آج ای۔میل آئی ہے۔۔ایک دن وہ خود یہاں ہو گا“ فاتحانہ انداز میں کہا تھا۔۔

” تم پاگل تو نہیں ہو گئی؟ تمہیں سمجھ کیوں نہیں آرہی کہ وہ کوئی عام انسان نہیں ہے۔۔وہ بھی اس شہزادشاہ کی طرح خطرناک ہے امل۔۔ماسٹر سے جنگ کر کے تم صرف اپنا نقصان کرو گی“ اسکے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

”میرے پاس اب ایسا کچھ نہیں ہے کہ مجھے کسی نقصان کی فکر ہو۔۔۔اور تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔وہ تمہیں بھی جاب سے نہیں نکالے گا۔۔کیونکہ اسے تمہاری ضرورت ہے“ مسکرا کر کہا تھا۔۔اور اس سے پہلے کہ مصطفی کوئی جواب دیتا۔۔ڈور بیل نے دونوں کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔۔

” کون آگیا اب؟“ مصطفی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔

” ڈرو مت۔۔تمہارا ماسٹر نہیں ہو گا“ مزاق اڑانے والا انداز تھا۔۔اور مصطفی اسے گھورتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھا تھا۔۔

امل نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کی تھیں۔۔

” یہ تمہارے لئے آیا تھا“ مصطفی کی آواز پر اس نے آنکھیں کھولی۔۔اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا۔۔

" یہ کس نے بھیجا ہے؟" پیکٹ لیتے ہوئے اس نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔۔

" ماسٹر نے" مصطفی نے جواب دیا اور امل چونک گئی تھی۔۔

" کھولو اب اسے۔۔۔ تمہارے کارناموں کا پہلا نتیجہ ہے یہ" طنزیہ انداز تھا۔۔

اسکا طنز اگنور کر کے اس نے پیکٹ کھولا تھا۔۔۔ اور اندر موجود چیز نے اسے چونکا دیا تھا۔۔

" موبائل۔۔۔" اس نے موبائل باہر نکالتے ہوئے کہا تھا۔۔

" وہ بھی ایپل۔۔۔ تمہاری تو لاٹری نکل گئی" اس کے ہاتھ سے موبائل لیتے ہوئے مصطفی نے کہا تھا۔۔

" ایک پیپر بھی ہے ساتھ۔۔۔" امل نے ایک پیپر نکالا تھا جس میں کچھ لکھا تھا۔۔

" ہم تینوں کے علاوہ۔۔۔ کسی اور سے اس موبائل سے رابطہ کرنے کا سوچنا بھی مت"

ایک اور دھمکی تھی۔۔ جس نے امل پر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔۔ اس نے پیپر میز پر پھینکا اور موبائل کی جانب متوجہ ہو گئی۔

" اب یہ دینے کا کیا مطلب ہے؟" موبائل کھولتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔ جس میں ایک نمبر ماسٹر کے نام سے سیو تھا۔۔

" یہی کہ تمہیں اب انہیں رپورٹ کرنی ہوگی" مصطفی نے کاندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔

" کیسی رپورٹ؟" وہ سمجھی نہیں تھی۔۔

" یہی کہ میں یہاں جا رہی ہوں۔۔ میں وہاں جا رہی ہوں۔۔ میں یہ کر رہی ہوں۔۔ میں وہ کر رہی ہوں" ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے وہ زنانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

" سوچ ہے۔۔۔ میں ایسا کچھ نہیں کرنے والی۔۔ اور میں اس دھمکی سے ڈرنے بھی نہیں والی۔۔" کھڑے ہوتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" تمہیں ڈرنا چاہئے امل۔۔ یہ صرف دھمکی نہیں ہے" وہ سنجیدہ تھا۔۔

" میرے لئے یہ صرف دھمکی ہی ہے۔۔ اور اب۔۔" اس نے موبائل مصطفی کے سامنے لہرایا تھا۔۔

" میں اس موبائل سے سب سے پہلی کال فرہاد کو کرنے والی ہوں۔۔" کہہ کر وہ اپنے کمرے کی جانب گئ تھی۔۔

" یہ دونوں واقعی ایک جیسے ہی ہیں" وہ سوچ کر رہ گیا تھا۔۔

وہ اس وقت ایک ریسٹورانٹ میں بیٹھی تھی۔۔ نظر بار بار موبائل پر جا رہی تھی۔۔ شاید کسی کا انتظار کر رہی تھی۔۔ اور پھر کچھ لمحوں بعد اس نے ایک شخص کو ریسٹورانٹ میں آتے دیکھا تھا۔۔ وہ فوراً سیدھی ہوئی تھی۔۔ وہ اس اسکی جانب آ رہا تھا۔۔

" اسلام و علیکم ڈئیر" مسکرا کر کہتے ہوئے وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا۔۔

" وعلیکم اسلام" وہ مسکرائی نہیں تھی۔۔

" کیسی ہو تم؟" اسکا سنجیدہ انداز دیکھ کر اسکی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔۔

" کیوں بلایا ہے تم نے مجھے؟" اسکی جانب جھکتے ہوئے اس نے دھیمے انداز میں کہا تھا۔۔

" تمہیں برا لگا؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔۔ آواز میں افسوس تھا۔۔

" تم جانتے ہو کہ ہمارا ملنا خطرناک ہے۔۔ اگر کسی نے ہمیں ساتھ دیکھ لیا تو سب ختم ہو جائے گا" وہ دھیمی آواز میں کہہ رہی تھی۔۔ مگر اس آواز میں غصہ جھلک رہا تھا۔۔

" یہاں ہمیں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔۔ تم پریشان مت ہو۔۔" تسلی دینے کی ناکام کوشش کی تھی۔۔

" میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔۔۔ جلدی بولو کیا کہنا ہے؟" موبائل پر وقت دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" تم نے مجھے اپنے یہاں آنے کا کیوں نہیں بتایا؟" وہ اس سے شکایت کر رہا تھا۔۔

" میرے بتانے نہ بتانے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ تمہیں معلوم تو ہو ہی گیا تھا" وہ اب بھی غصہ تھی۔۔

" مجھے کبھی معلوم نہ ہوتا اگر میں تمہیں ہسپتال میں نہ دیکھتا۔۔ یہ صرف ایک اتفاق تھا مایا۔۔" وہ اسے یقین دلانا چاہتا تھا۔۔

" ہاں۔۔ سارے اتفاق ہمارے ساتھ ہی تو ہوتے ہیں۔۔ میں نے جب جب تم سے چھپ کر کچھ بھی کیا ہے۔۔ تم ہمیشہ اتفاق سے سب جان کر میرے سامنے آجاتے ہو۔۔ یہی بات ہے نہ" طنزیہ انداز تھا۔۔

" میں نے اگر تم پر نظر رکھی ہوتی تو تم جانتی ہو کہ آج تم یہاں نہ بیٹھی ہوتی۔۔ اور آج میں ہر وہ کام کر چکا ہوتا جو میں کرنا نہیں چاہتا۔۔ مگر میں نے ایسا نہیں کیا۔۔ تم پر نظر نہیں رکھ رہا میں۔۔ نہ ہی تمہارا پیچھا کر رہا ہوں۔۔ یہ صرف ایک اتفاق ہے کہ تم مجھ سے چھپ نہیں پاتی۔۔۔ کیونکہ قدرت ایسا چاہتی ہی نہیں ہے۔۔ آخر وہ ہمارے رشتے سے واقف جو ہے" آخری الفاظ اس نے معنی خیز انداز سے کہے تھے۔۔

" ہمارا رشتہ؟؟" وہ کہہ کر کھڑی ہوئی تھی۔۔ اپنا بیگ اٹھایا تھا۔۔ وہ شخص بھی کھڑا ہو چکا تھا۔۔

" ہمارے بیچ اب کوئی رشتہ نہیں ہے فرہاد۔۔۔ وہ رشتہ۔۔ اسی رات ختم ہو گیا تھا۔۔۔ اس رات تم نے دو نہیں ۔۔۔ چار انسانوں کو جلا دیا تھا۔۔ اور میں بھی۔۔۔ میں بھی ان میں شامل تھی" وہ کہہ کر وہاں سے جا چکی تھی۔۔

جبکہ فرہاد اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔۔۔ اسکی آنکھیں لال تھیں۔۔

" نہیں مایا۔۔۔اس رات۔۔۔میں نے چار نہیں۔۔۔پانچ انسانوں کو جلایا تھا۔۔" وہ کہہ رہا تھا۔۔مگر اسے سننے کے لئے مایا وہاں موجود نہیں تھی۔۔۔

وہ یونیورسٹی آئی تو سامنے ہی اسے فرہاد کھڑا نظر آیا تھا۔۔وہ اسکی جانب آئی تھی۔۔

" یہاں کیوں کھڑے ہیں؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" تمہارا انتظار کر رہا تھا" امل کچھ حیران ہوئی تھی۔۔

" یہ آپ سے تم پر کافی جلدی نہیں آ گیا؟" وہ سوچ کر رہ گئی تھی۔۔

" کیوں؟" امل نے پوچھا تھا۔۔

" ہم نے پریوس اسائنمنٹز کمپلیٹ کرنے ہیں امل۔۔میں نے سوچا آج کا دن ہم اسی پر لگا دیں" وہ کہہ رہا تھا۔۔ مگر امل اسکی بات نہیں سمجھی تھی۔۔

" لیکن آج تو ہماری بہت امپارٹنٹ کلاسس ہیں۔۔اسائنمنٹس کا تو ٹائم نہیں مل سکے گا"

" میں جانتا ہوں۔۔اسی لئے تمہارا ویٹ کر رہا تھا کہ اگر تم چاہو تو ہم یونیورسٹی آف ہونے کے بعد یہ کام کر سکتے ہیں " فرہاد کی بات پر وہ تھوڑی اور کنفیوز ہوئی تھی۔۔

" مگر یہ گھنٹوں کا کام ہے۔۔ہم یونیورسٹی کے بعد کیسے کرینگے؟ میرا مطلب ہے کہ کہاں؟" اس نے پوچھا تھا اور فرہاد نے گہری سانس لی تھی۔۔

" میرے گھر۔۔" اس کے جواب پر امل کی آنکھیں حیرت سے کھل گئی تھی۔۔اور فرہاد فوراً گڑبڑایا تھا۔۔

" میرا مطلب ہے میں، تم، شانزے اور احمد۔۔ ہم چاروں وہاں ہونگے۔۔ ساتھ کام کرینگے۔۔ اور پھر ڈنر تک فری " اس نے ڈیٹیل بتائی تھی۔۔ اور امل نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔۔

" تو پھر۔۔۔؟" اسے خاموشی دیکھ کر فرہاد نے دوبارہ پوچھا تھا۔۔

" میں بتادونگی آپ کو۔۔ ابھی کلاس میں چلیں۔۔" اس نے فلحال ٹالنا ہی مناسب سمجھا تھا۔۔ وہ مصطفی سے مشورہ لینا چاہتی تھی۔۔

" اوک چلو" کہہ کر وہ دونوں کلاس کی جانب بڑھے تھے۔۔

وہ آج ہاسپٹل نہیں گئ تھی۔۔ وجہ کل ہونے والی ملاقات تھی۔۔ وہ اب بھی پریشان تھی۔۔

اس وقت بھی وہ سوچوں میں گم بیٹھی تھی۔۔ جب سٹڈی سے نکل کر مصطفی اسکی جانب آیا تھا۔۔

" لنچ ریڈی ہوگیا؟" کچن میں جاتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔ مگر مایا کی جانب سے کوئی جواب نہ آنے پر اس نے پلٹ کر اسے دیکھا۔۔ وہ کہیں اور ہی گم تھی۔۔

" مایا۔۔۔" اس نے پکارا تھا۔۔ اور وہ چونکی تھی۔۔

" ہاں۔۔۔؟؟"

" کہاں گم ہو تم؟"

" کہیں نہیں۔۔۔ لنچ ریڈی ہے۔۔ تم بیٹھو میں لگاتی ہوں" کھڑے ہوتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" نہیں۔۔۔ پہلے بتاؤ مجھے۔۔ کیا سوچ رہی تھی تم؟" اس کے سامنے آکر اس نے پوچھا تھا۔۔

" کچھ نہیں مصطفی۔۔ بس سر میں تھوڑا درد ہے اس لئے" نظریں چراتے ہوئے کہا تھا۔۔ اور مصطفی نے بہت غور سے اسے دیکھا تھا۔۔

"مایا۔۔مجھے سچ سچ بتاؤ۔۔کیا ہوا ہے؟" وہ اب سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"مصطفی وہ۔۔۔" وہ ہچکچائی تھی۔۔

"وہ۔۔۔؟؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

"میں اس سے ملی تھی" دھیمی آواز میں کہا تھا۔۔

"کس سے؟" مصطفی سمجھ نہیں سکا تھا۔۔

"میں کل۔۔۔۔۔" اور مصطفی کے موبائل کی آواز نے اسکی بات کاٹ دی تھی۔

"ایک منٹ۔۔" وہ اب اپنے موبائل کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔امل کی کال تھی۔۔

"ہاں امل کہو" کال ریسیو کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

"واٹ۔۔۔!!وہ تقریباً چیخا تھا۔۔جبکہ مایا بھی اب اسکی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔۔

"چیخ کیوں رہے ہو۔۔۔" شانزے سے کچھ دور کھڑی وہ اسے کہہ رہی تھی۔۔

"سوچنا بھی مت۔۔میں کہہ رہا ہوں امل سوچنا بھی مت۔۔۔ماسٹر کی بات بھول گئ تم" مصطفی دائیں بائیں جانب چکر لگاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر امل کے پاس پہنچ جائے اور اسے روک لے۔۔

"سوچنے میں تو کوئی حرج نہیں ہے مصطفی۔۔۔اور یہ اپنے ماسٹر کا ذکر مت کیا کرو میرے سامنے" اس نے جیسے مصطفی کو وارننگ دی تھی۔۔

"ٹھیک ہے نہیں کرتا میں انکا ذکر۔۔مگر تم نہیں جاؤ گی۔۔۔سمجھ گئ؟" وہ اسے صاف منع کر چکا تھا۔۔اور امل نے مزید کوئی بحث کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔

"سوچونگی" کہہ کر اس کی کال کٹ کر دی تھی۔۔اور دوسری جانب مصطفی تو جیسے تڑپ گیا تھا۔۔

"کیا ہوا ہے؟" مایا نے اس نے پوچھا تھا۔۔

"کچھ نہیں" اسے کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔۔ وہ مایا کو اس بارے میں نہیں بتا سکتا تھا۔۔ مگر امل نے اسے واقعی پریشان کر دیا تھا۔۔

"کیا ہوا؟" وہ مصطفی سے بات کر کے پلٹی تھی کہ شانزے نے اس سے پوچھا تھا۔۔

"انہوں نے منع کر دیا" اس نے کاندھے اچکا کر کہا تھا۔۔

"مگر کیوں؟"

"ظاہر ہے شانزے۔۔ فرہاد کے گھر اس طرح جانا کچھ عجیب ہی لگے گا نہ۔۔ اسے جانتے ہوئے ابھی اتنا عرصہ ہی کہا ہوا ہے ہمیں؟" بات تو امل کی بھی ٹھیک تھی۔۔

"تو پھر ایک کام کرتے ہیں" کچھ سوچتے ہوئے شانزے نے کہا تھا۔۔

"کیا؟"

"فرہاد کے گھر جانے میں پرو بلم ہے نا۔۔۔ میرے تو نہیں۔۔ ہم میرے گھر چلتے ہیں" اور مسئلہ چٹکیوں میں حل ہو گیا تھا۔۔

"ہاں۔۔ یہ ہو سکتا ہے" امل اب سوچ میں پڑ چکی تھی۔۔

"بس پھر ڈن ہے یہ۔۔ تم یہاں رکو میں احمد اور فرہاد کو لے کر آتی ہوں" وہ کہہ کر پلٹ چکی تھی۔۔ جبکہ امل اب مصطفی کو دوبارہ کال ملا رہی تھی۔۔

"اب کیا ہوا۔۔۔ مت کہنا کہ تم جا رہی ہو" مصطفی کی تیز آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔

" افو مصطفی آرام سے بات کیا کرو۔۔کانوں میں درد ہو جاتا ہے تمہاری آواز سے" اپنے کان پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔جیسے واقعی درد ہو رہا ہو۔۔

" مجھے بتاؤ کہ تم کیا کرنے والی ہو" مصطفی پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔

" ہم شانزے کے گھر جا رہے ہیں۔۔" امل نے پر سکون انداز میں کہا تھا۔۔

" امل۔۔امل۔۔۔امل۔۔ سمجھ کیوں نہیں آتی تمہیں۔۔۔تم نہیں جا سکتی" وہ اب اپنے بال نوچنے لگا تھا۔۔

" بس کر دو مصطفی۔۔یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔۔اور فرہاد اتنا بھی خطرناک نہیں ہے جتنا تم نے بنا دیا۔۔ میں جا رہی ہوں اور رات ڈنر کے بعد آؤنگی۔۔بائے" اور مصطفی کے کچھ کہنے سے پہلے ہی امل نے کال کٹ کر دی تھی۔۔

" ڈرپوک" دل میں مصطفی کو نوازا گیا تھا۔۔

اسے شانزے اب فرہاد اور احمد کے ساتھ اسکی جانب آتی نظر آئی تھی۔۔وہ مسکرائی تھی۔۔

موبائل وائیبریٹ ہوا تھا۔۔اور اس نے موبائل کی جانب دیکھا۔۔کسی کا مسیج تھا۔۔یقیناً مصطفی ہی ہو گا۔۔ سوچتے ہوئے اس نے مسیج آن کیا۔۔۔

" تم اس فرہاد سے کے ساتھ کہیں نہیں جاؤ گی۔۔" اور وہ رک گئ تھی۔۔یہ ماسٹر کا مسیج تھا۔۔اور اگلے ہی لمحے ایک اور مسیج آیا تھا۔۔

" مجھے انڈر ایسٹیمیٹ مت کرو امل۔۔۔ایک گھنٹے میں تم واپس اپنے فلیٹ نہیں پہنچی۔۔تو آگے جو ہو گا اس کی ذمہ دار تم خود ہو گی"

یہ ایک کھلی دھمکی تھی۔۔کچھ پل کے لئے۔۔۔بس کچھ پل کے لئے۔۔وہ ڈر گئ تھی۔۔

" چلیں۔۔" فرہاد کی آواز اسے ٹرانس سے باہر لے کر آئی تھی۔۔اس نے خالی نظروں سے فرہاد کی جانب دیکھا تھا۔۔

" چلیں امل۔۔" اسے خاموش دیکھ کر فرہاد نے دوبارہ کہا تھا۔۔

" ہاں۔۔چلو" اور وہ انکے ساتھ چل پڑی تھی۔۔

" تم مجھ سے چھپ کر مجھ پر آرڈر نہیں چلا سکتے ماسٹر۔۔۔میں تمہیں سامنے آنے پر مجبور کر دونگی" وہ اپنے خیال میں ماسٹر سے مخاطب تھی۔۔اس نے موبائل میں موجود اسکا مسیج بنا جواب دیئے ڈیلیٹ کر دیا تھا۔۔اور اب وہ مسکراتی ہوئی۔۔ان کے ساتھ جارہی تھی۔۔

مصطفی پورا وقت پریشان رہا تھا۔۔مایا اس کی پریشانی دیکھ رہی تھی مگر وہ اس سے کچھ پوچھ نہیں رہی تھی۔۔مصطفی نے کہا کہ امل اپنی دوست کے گھر اسائنمنٹ ریڈی کرنے گئی ہے۔۔اور اسے یہ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات تھی۔۔۔؟؟

یہ رات کے نو بجے کا وقت تھا۔۔اور مصطفی ٹیرس پر کھڑا باہر دیکھ رہا تھا۔۔امل اب تک واپس نہیں آئی تھی۔۔۔

" تمہیں نہیں لگ رہا کہ تم اس کے لئے ضرورت سے زیادہ پریشان ہو رہے ہو۔۔وہ کوئی بچی نہیں ہے مصطفی" مایا اب چڑنے لگی تھی۔۔۔

" پریشان میں اسکے نہیں ماسٹر کی وجہ سے ہوں مایا۔۔۔تم جانتی ہو کہ جو حرکت اس نے آج کی ہے۔۔ماسٹر اسے معاف نہیں کریں گے"

" وہ اپنی فرینڈ کے ساتھ کام کرنے گئی ہے۔۔اس میں ایسا کچھ غلط نہیں ہے کہ تم اور ماسٹر اسے روکو" مایا کو اب بھی کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔

" تم نہیں سمجھ سکتی مایا۔۔۔جا کر ریسٹ کرو تم" وہ مایا کو فرہاد کے بارے میں نہیں بتا سکتا تھا۔۔اس نے امل سے وعدہ کیا تھا۔۔

" جیسا تمہیں ٹھیک لگے۔۔کھڑے رہو یہیں۔۔اسکے انتظار میں" وہ کہہ کر اپنے کمرے میں آ چکی تھی۔۔صبح سے اسکا موڈ خراب تھا۔۔

کچھ دیر اسی طرح گزری تھی۔۔مگر پھر اچانک مصطفی کو ایک گاڑی فلیٹ کے سامنے رکتی ہوئی نظر آئی تھی۔۔وہ فوراًا سکی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

ڈرائیونگ سیٹ سے احمد باہر نکلا تھا۔۔جبکہ پچھلی سیٹ سے امل اور فرہاد باہر نکلے تھے۔۔

" تھینک یو" اپنا بیگ کاندھے سے لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" کوئی بات نہیں۔۔تھینکس ٹو یو۔۔تم نے بہت مدد کی آج" مسکرا کر کہا تھا۔۔

" یور ویلکم۔۔بائے۔۔" دونوں کو ایک ساتھ کہا تھا۔۔

" بائے" اب وہ اپنے فلیٹ کی جانب آئی تھی۔۔اور مصطفی فوراً ٹیرس سے نکل کر دروازے کی جانب آیا تھا۔۔بیل بجنے سے پہلے ہی اس نے دروازہ کھول دیا تھا۔۔

" کیا بات ہے۔۔بہت بے چینی سے انتظار ہو رہا تھا میرا" مسکرا کر کہتی ہوئی وہ اندر آئی تھی۔۔مگر مصطفی نہیں مسکرایا تھا۔۔

" یہ کیا کرتی پھر رہی ہو تم؟" اسکا بازو پکڑتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

" کیا کیا ہے میں نے؟" وہ انجان بنی تھی۔۔

" انجان مت بنو امل۔۔ تم نے کہا تھا کہ تم شانزے کے گھر جا رہی ہو۔۔ مگر اتنی رات کو تم اسکے ساتھ یہاں آئی ہو ۔۔ وہ بھی اکیلی۔۔۔ دماغ خراب ہے تمہارا" وہ ایک ایک لفظ چبا کر کہہ رہا تھا۔۔ جیسے اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔

" میں شانزے کے گھر ہی گئی تھی۔۔ وہ مجھے اکیلے نہیں آنے دے رہے تھے۔۔ فرہاد تو بس مجھے ڈراپ کرنے آیا تھا"

" تم مجھے کال کر سکتی تھی۔۔ میں آجاتا تمہیں لینے۔۔" وہ اب بھی غصے میں تھا۔۔

" تم آخر اتنا غصہ کیوں ہو رہے ہو مصطفی۔۔؟؟ فرہاد مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔ تم جانتے ہو وہ مجھے نہیں پہچانتا" امل نے کہا تھا۔۔ اور اس سے پہلے کہ مصطفی جواب دیتا۔۔ اس کے موبائل کی مسیج ٹیون نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔۔۔

" اسے آج کی حرکت کی سزا ضرور ملے گی۔۔۔ جسٹ ویٹ اینڈ واچ"

اس نے مسیج پڑھ کر امل کی جانب دیکھا تھا۔۔ اب وہ پہلے سے زیادہ پریشان لگ رہا تھا۔۔

" کیا ہوا؟" امل نے پوچھا تھا۔۔ جبکہ مصطفی نے اپنا موبائل اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔ امل نے مسیج پڑھا تھا۔۔

" میری پریشانی کی وجہ فرہاد نہیں۔۔ ماسٹر تھے امل۔۔۔ تمہیں فرہاد نہیں۔۔ ماسٹر نقصان پہنچانے والے ہیں"

اور مصطفی کے الفاظ نے اس بار امل کو بھی ڈرا دیا تھا۔۔۔ جانے کیوں۔۔۔ مگر پہلی بار۔۔۔۔ پہلی بار اسے لگا کہ اس نے کچھ غلط کر دیا ہے۔۔ اور اب کچھ غلط ہونے والا ہے۔۔

پوری رات ان دونوں میں سے کوئی بھی سکون سے نہیں سو سکا تھا۔۔ مصطفی کی پریشانی امل تھی۔۔اور امل کی پریشانی وہ خود تھی۔۔۔وہ یونیورسٹی جانے کے لئے تیار ہو کر اپنے کمرے سے باہر نکلی تو مصطفی بھی اسے آج تیار نظر آیا تھا۔۔شاید وہ بھی کہیں جا رہا تھا۔۔

" تم کہیں جا رہے ہو کیا؟" اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔

" ہاں۔۔" مختصر جواب تھا۔۔وہ اس سے ناراض تھا۔۔

"کہاں؟؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" تمہیں یونیورسٹی چھوڑنے" اسکی جانب دیکھے بنا کہا تھا۔۔

" مگر مصطفی اسکی ضرورت نہیں ہے۔۔میں چلی جاؤ۔۔۔" اور مصطفی کی سنجیدہ نگاہوں نے اسکی بات مکمل نہیں ہونے دی تھی۔۔۔

" چلو" چائے ختم ہوتے ہی وہ گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔اور امل گہری سانس لے کر اسکے پیچھے ۔۔

پورے راستے وہ دونوں خاموش رہے تھے۔۔نا ہی مصطفی نے کوئی بات کی اور نا ہی اسے کچھ سمجھ آیا۔۔مگر وہ اتنا سوچ چکی تھی کہ وہ مصطفی کو منا کر رہے گی۔۔۔

" کیا بات ہے۔۔تم کچھ پریشان لگ رہی ہو آج" فرہاد کی آواز اسے سوچوں سے باہر لے کر آئی تھی۔۔

" نہیں۔۔ٹھیک ہوں میں" مسکرا کر کہا تھا۔۔

" آر یو شیور؟" اسے غور سے دیکھتے ہوئے فرہاد نے پوچھا تھا۔۔

" یس۔۔۔" اس نے کہا تھا۔۔اور اس سے پہلے کہ فرہاد کوئی جواب دیتا ایک آواز نے اسے روک لیا تھا۔۔

" آر یو مس امل ؟" ایک شخص انکے پاس کھڑا کہہ رہا تھا۔۔

" یس" امل نے جواب دیا تھا۔۔

" میڈم باہر آپکے کزن آپ سے ملنے آئے ہیں" اس شخص نے کہا تھا۔۔

" میرا کزن ؟" پہلے تو اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔۔ مگر پھر مصطفی کا خیال آتے ہی وہ اٹھی تھی۔۔

" مجھے چلنا ہو گا فرہاد۔۔ پھر ملاقات ہوتی ہے" فرہاد سے کہہ کر وہ باہر آئی تھی۔۔

اسے خوشی تھی کہ مصطفی اسے لینے آیا ہے۔۔ مگر اسے پریشانی بھی تھی۔۔ وہ ناراض ہے اس سے۔۔ اور اس نے سوچ لیا تھا۔۔ وہ آج اس کے لئے سپیشل ڈنر بنا کر اسے منا لیگی،۔

وہ یونیورسٹی کے گیٹ کے پاس آکر آس پاس دیکھ رہی تھی مگر مصطفی اسے کہیں بھی نظر نہیں آیا تھا۔۔

" کہاں کھڑا ہے یہ ؟" موبائل نکالتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔ وہ مصطفی کو کال ہی کرنے لگی تھی کہ اچانک۔۔۔ کسی نے اسکے ناک پر رومال رکھا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ سے موبائل گر گیا تھا۔۔۔ وہ اسکا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ مگر اس شخص کی گرفت مضبوط تھی۔۔۔ اور پھر۔۔۔ کچھ دیر بعد۔۔۔ اس نے اپنے جسم کو کمزور ہوتا محسوس کیا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ پہلو میں گرے تھے۔۔۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔۔۔ بلکل ویسا ہی اندھیرا۔۔۔ جیسا اس رات بھی تھا۔۔۔ اور پھر۔۔۔ جانے کیا ہوا تھا۔۔ ؟؟؟

صبح سے دوپہر، دوپہر سے شام اور شام سے رات ہو چکی تھی۔۔ مگر امل کا کوئی پتہ نہیں تھا۔۔ وہ شانزے سے بھی پوچھ چکا تھا۔۔۔ فرہاد پر بھی وہ مسلسل نظر رکھے ہوئے تھا۔۔ مگر امل کا کہیں کوئی نشان نہیں تھا۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔۔ وہ اچانک کہاں جا سکتی تھی۔۔ اسکا موبائل مسلسل آف تھا۔۔ وہ اسے ٹریک بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔

"میں نے کہا تھا۔۔ کہا تھا میں نے یہاں خطرہ ہے۔۔" مایا مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔۔ وہ بھی اتنی ہی شاکڈ تھی جتنا مصطفی تھا۔۔ مگر وہ اس سے زیادہ ڈری ہوئی تھی۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہوا۔۔ میں ساری معلومات لے چکا ہوں۔۔ امل ان لوگوں کے ہاتھ نہیں لگی ہے۔۔۔ وہ کہیں اور ہے۔۔ ان سب کے پیچھے کوئی اور ہے" اپنا سر تھامے وہ کہہ رہا تھا۔۔

"کوئی اور کون ہو سکتا ہے؟؟ امل کی ان لوگوں کے علاوہ اور کسی سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔۔ اس کے بارے میں تو کوئی کچھ جانتا بھی نہیں ہے" مایا کچھ بھی ماننے کو تیار نہیں تھی۔۔

"میں نہیں جانتا۔۔۔ کچھ نہیں جانتا میں"

"تم اپنے آپ کو سنبھالوں مصطفی۔۔ صبح سے کچھ نہیں کھایا تم نے۔۔" اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

"کیسے سنبھالوں خود کو۔۔۔ وہ غائب ہے مایا۔۔ اس سے ناراض تھا میں۔۔ آخری بار اس سے میری کوئی بات بھی نہیں ہوئی۔۔۔ اور اب دیکھو۔۔ وہ یہاں نہیں ہے تو مجھے بھی سکون نہیں مل رہا۔۔ اگر اسے کچھ ہو گیا؟ اسے کچھ ہو گیا تو میں خود کو معاف نہیں کر سکو نگا۔۔۔ وہ میری ذمہ داری تھی" اس نے مایا کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ اور مایا نے دیکھا۔۔ اسکی آنکھوں میں محبت تھی۔۔۔ ہاں۔۔ محبت۔۔ وہ بھی امل کے لئے۔۔۔

"تم اس سے محبت کرنے لگے ہو مصطفی؟؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

"محبت۔۔۔!!!" مصطفی نے حیرانگی سے کہا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔ تمہاری آنکھوں میں۔۔ اسکے لئے فکر ہے۔۔ محبت ہے" مایا نے دھیمی آواز میں کہا تھا۔۔

" میں محبت کرتا ہوں اس سے مایا۔۔۔ مگر محبتوں کی بھی نیتیں ہوتی ہیں۔۔ محبتوں کے بھی رنگ ہوتے ہیں۔۔ ہر انسان سے الگ رنگ کی محبت کی جاتی ہے۔۔۔ کسی کے لئے محبت محسوس کرو تو پہلا کام اس کا رنگ جاننے کا کرنا چاہئے" اس نے کہا تھا۔۔ اور مایا اس کا جواب سمجھ چکی تھی۔۔ اس نے گہری سانس لی تھی۔۔

" ماسٹر کو بتایا؟" مایا کے اگلے سوال نے مصطفی کو چونکا دیا تھا۔۔ اس نے حیرانگی سے مایا کی جانب دیکھا تھا۔۔

" اتنے حیران کیوں ہو رہے ہو؟؟ ماسٹر کو بتانا ضروری ہے مصطفی" مایا اسکا ردعمل نہیں سمجھی تھی۔۔

" لیکن ماسٹر کی نظر تو ہر پل ہوتی ہے مایا۔۔ انہیں تو معلوم ہونا چاہئے کہ امل غائب ہے" مصطفی نے کہا تھا۔۔ اور ساتھ ہی وہ کچھ سوچ بھی رہا تھا۔۔

" انہیں اگر معلوم ہوتا تو اب تک وہ ہمیں مار چکے ہوتے مصطفی۔۔" اس نے مصطفی کو سمجھانا چاہا تھا۔۔ اور مصطفی اچانک کھڑا ہوا تھا۔۔ مایا نے دیکھا۔۔ اس کے چہرے کے تصورات بدلے تھے۔۔ اب چہرے پر خوف تھا۔۔ پریشانی کے ساتھ۔۔

" کیا ہوا؟" مایا نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔

" تو انہوں نے ہمیں مارا کیوں نہیں ابھی تک مایا؟؟؟ اب تک ماسٹر کی جانب خاموشی کیوں ہے؟" وہ پوچھ رہا تھا ۔۔۔ اور مایا اب بھی کچھ سمجھی نہیں تھی۔۔

" کیونکہ وہ اب تک کچھ جان نہیں پائے ہیں" اس نے جواب دیا تھا۔۔

" نہیں۔۔۔ کیونکہ وہ سب جانتے ہیں۔۔۔ کیونکہ امل۔۔ ان کے پاس ہے" اور مصطفی نے ایک دھماکہ کیا تھا۔۔ مایا حیرانگی کی انتہاہ پر تھی۔۔۔۔

اس کی آنکھ کھلی تھی۔۔۔ سر میں درد کی ایک لہر دوڑی تھی۔۔ اس نے اپنا سر تھاما تھا۔۔ کچھ دیر وہ اس درد کے کم ہونے کا انتظار کرنے لگی تھی۔۔ اور پھر اگلے ہی پل اسے یاد آیا کہ وہ تو یونیورسٹی میں تھی۔۔ اور پھر۔۔ کسی نے اسے بے ہوش کیا تھا۔۔ وہ اب کہاں ہے؟؟

وہ ایک جھٹکے سے اٹھی تھی۔۔ اس نے دیکھا۔۔ وہ ایک کمرے میں موجود تھی۔۔ مگر وہ اس کمرے کو پہچانتی تھی ۔۔ وہ یہاں پہلے بھی آچکی تھی۔۔۔ اب وہ تیزی سے کھڑکی کی جانب بڑھی تھی۔۔ اس نے کھڑکی کے پردے ہٹائے تھے۔۔۔ اور اس کا شک یقین میں بدل چکا تھا۔۔۔ سامنے کا منظر ویسا ہی تھا۔۔۔ وہی درختوں سے بھرے پہاڑ، خالی سڑک، دھند، ہوا میں نمی۔۔۔۔ وہ یقیناً ناران میں تھی۔۔

" مصطفی۔۔!!!" اسے ایک خیال آیا تھا اور وہ کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔

" مصطفی۔۔۔ مایا" وہ پکار رہی تھی۔۔ مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔

" مایا۔۔" وہ کچن میں آئی تھی مگر مایا وہاں نہیں تھی۔۔۔

" مصطفی۔۔" وہ سٹڈی میں آئی تھی۔۔ مگر مصطفی وہاں نہیں تھا۔۔۔

" ایسا نہیں ہو سکتا تھا" بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" کہاں ہیں سب؟؟" وہ اب اپنے چاروں جانب دیکھ رہی تھی مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔

" کوئی ہے۔۔۔؟؟" اس نے پکارا تھا۔۔ مگر ہر جانب خاموشی تھی۔۔۔

اور پھر اسے یقین آگیا تھا۔۔ کہ اب۔۔ وہ اس گھر میں بلکل اکیلی تھی۔۔۔

" ماسٹر۔۔۔" اور وہ یہ بھی سمجھ چکی تھی کہ اسے یہاں تک پہنچانے والا کون تھا۔۔۔ یقیناً اب وہ اس کے سامنے بھی آنے والا تھا۔۔۔ وہ ایک گہری پر سکون سانس لے کر کچن کی جانب بڑھی تھی۔۔ اسے بھوک لگی تھی۔۔

اب ظاہر ہے۔۔جب وہ جانتی ہے کہ یہ سب ماسٹر کے کارنامے ہیں۔۔تو پھر پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟ اپنا ہی تو گھر ہے۔۔۔

اور اگر یہاں سے بہت دور۔۔اسلام آباد کے اس فلیٹ میں آؤ۔۔تو مصطفی نے کھانے کی جانب دیکھنا بھی گنوارا نہ کیا تھا۔۔

اب ظاہر ہے۔۔۔جب وہ جانتا ہے کہ یہ سب ماسٹر نے کیا ہے۔۔تو وہ کیسے پریشان نہ ہوتا۔۔آخر وہ اکیلی تھی وہاں۔۔

کتنا فرق تھا نہ دونوں میں؟؟

آج دو دن ہو گئے تھے۔۔اور امل یونیورسٹی نہیں آئی تھی۔۔وہ اب کچھ پریشان ہو رہا تھا۔۔

"شانزے۔۔" وہ کیفے ٹیریا میں بیٹھی شانزے کے پاس آیا تھا۔

"فرہاد۔۔کیسے ہیں آپ؟" اسکی جانب متوجہ ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔تم کیسی ہو؟" وہ بیٹھا نہیں تھا۔۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔۔۔"

"اچھا شانزے۔۔تم جانتی ہو کہ امل کیوں نہیں آرہی یونیورسٹی؟" اس کی جانب تھوڑا جھکتے ہوئے دھیمی آواز میں پوچھا تھا۔۔

"ہاں۔۔اسکے کزن کی کال آئی تھی۔۔کہہ رہے تھے کہ انکی وائف کی طبیعت کچھ خراب ہے تو امل انکی وجہ سے کچھ دن نہیں آسکے گی" شانزے نے مصطفی کی کہی ہوئی بات ہی اس تک پہنچائی تھی۔۔

" اوہ اچھا۔۔ اسکا نمبر مل سکتا ہے مجھے ؟" فرہاد نے پوچھا تھا۔۔ جبکہ شانزے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

" آفکورس۔۔۔ ابھی تو بند ہے نمبر۔۔ مگر آپ بعد میں ٹرائے کر لیجیئے گا" اس نے کہا تھا اور فرہاد نے اسکا نمبر اپنے موبائل میں سیو کیا تھا۔۔

" پھر ملاقات ہوتی ہے تم سے" وہ کہہ کر آگے بڑھ چکا تھا اور شانزے اب اپنی کافی کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔۔

آج دوسرا دن تھا۔۔ اور وہ اب بھی اس گھر میں اکیلی تھی۔۔۔ کچن میں کھانے کا سامان، اور کمرے میں اسکے استعمال کے لئے ہر چیز موجود تھی۔۔۔ مگر وہ اس گھر میں اکیلی پورا دن رہ بھی نہیں پا رہی تھی۔۔ اس نے ایک مرتبہ باہر جانے کی کوشش کی تھی۔۔ مگر مین گیٹ لاک تھا۔۔ کمرے کی کھڑکی سے دیکھا تو گھر کے چاروں جانب گارڈز موجود تھے۔۔ یعنی اس کے فرار کا کوئی بھی راستہ نہیں تھی۔۔۔ کئ کھڑکیاں لاک کر دی گئ تھیں۔۔ جہاں سے اسکا بھاگنا ممکن ہو سکتا تھا۔۔ اور جو کھلی تھیں۔۔ وہاں گارڈ کے پہرے ہوتے تھے۔

۔اس نے رات میں بھی دو تین مرتبہ اٹھ کر دیکھا تھا۔۔ مگر وہ حیران ہوئی تھی۔۔۔ پوری رات کوئی گارڈ ایک منٹ کے لئے بھی اپنی جگہ سے ہلتا نہیں تھا۔۔

" کیا بات ہے۔۔۔ اتنی سخت سکیورٹی تو پرائم منسٹر کے لئے بھی نہیں ہوتی۔۔ جتنی مجھ پر اس ماسٹر نے لگائی ہوئی ہے" کھڑکی کا پردہ دوبارہ ٹھیک کرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔۔ آج دوسری رات تھی یہاں۔۔ یعنی کل تیسرا دن شروع ہو جانا تھا۔۔

" آخر یہ انسان کب سامنے آئے گا؟" بیڈ پر بیٹھتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی۔۔

" دو دن ہو گئے۔۔ مجھے یہاں قید کر کے رکھا ہوا ہے۔۔ مگر وہ یہاں آ نہیں رہا۔۔ کیا کرنا چاہتا ہے اب وہ؟" اپنا سر تھامتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔۔

" ماسٹر ہر پل تم پر نظر رکھے ہوئے ہیں امل۔۔۔ تم کچھ بھی کرو گی انہیں معلوم ہو جائے گا" اسے مصطفی کی یہ ایک بات یاد آئی تھی۔۔۔ اور جھٹکے سے وہ سیدھی ہوئی تھی۔۔

" یقیناً وہ اب بھی مجھ پر نظر رکھے ہوئے ہے۔۔ مگر کیسے؟؟؟" اب وہ کمرے میں چکر لگانے لگی تھی۔۔

" گھر میں کوئی ملازم نہیں ہے۔۔ ضرورت کی ہر چیز یہاں پہلے سے موجود ہے۔۔۔ گارڈ بھی گھر سے باہر پہرا دیتے ہیں۔۔ کوئی نہیں جانتا کہ اندر میں کیا کر رہی ہوں؟ زندہ بھی ہو کہ مر گئ؟؟ مگر پھر بھی۔۔۔ پھر بھی وہ مجھ پر نظر رکھے ہوئے ہے۔۔۔ کیسے؟؟؟" ایک نئ سوچ نے اسے الجھایا تھا۔۔

" مصطفی۔۔۔۔" اسے اب مصطفی کی شدت سے یاد آئی تھی۔۔ وہ ہوتا تو یقیناً کوئی نہ کوئی حل نکال لیتا۔۔

" مصطفی کو بھی میرے ساتھ اغواہ کر لیتا تو کتنا اچھا ہوتا" اس نے حسرت سے سوچا تھا۔۔

اور اگر یہاں سے بہت دور۔۔ اپنے فلیٹ کے کمرے میں۔۔۔ لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھے۔۔ ماسٹر کو منانے کے لئے ای۔ میل کرنے میں مصروف مصطفی تک امل کی یہ حسرت پہنچ جاتی۔۔۔ تو شاید وہ امل کو ڈھونڈنے کے لئے اتنی محنت نہ کر رہا ہوتا۔۔۔

اب اگر امل کے پاس واپس آؤ۔۔ تو وہ اب بھی ماسٹر کو کوسنے۔۔ اور مصطفی کی قدر کرنے میں مصروف تھی۔۔

" کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔۔۔ اس ماسٹر کے دماغ کو مصطفی کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔۔ آخر سامنے کیوں نہیں آتا میرے وہ؟" اب اسے غصہ آنے لگا تھا۔۔۔ کچھ دیر اسی طرح غصے سے چکر لگاتے گزری تھی مگر پھر۔۔۔ اچانک ۔۔۔ ایک خیال نے اسکے قدم روک لئے تھے۔۔۔

" لیکن مصطفی کے دماغ کو تو میں سمجھ سکتی ہوں نہ۔۔ سوچو امل۔۔۔ سوچو۔۔ اگر تم مصطفی ہوتی۔۔۔ تو تمہاری نظر میں۔۔ ماسٹر امل پر نظر کیسے رکھ سکتا ہے؟" اب اسکی سوچ ایک نئی راہ پر چلنے لگی تھی۔۔

اب امل۔۔ مصطفی بن کر سوچ رہی تھی۔۔۔

اور یہاں سے بہت دور۔۔۔ مصطفی کے کمرے میں آؤ۔۔ تو وہ ماسٹر کو اپنی ای۔ میل سینڈ کر رہا تھا۔۔ وہ ماسٹر سے ریکوسٹ کر رہا تھا۔۔۔ یہ مصطفی کا سٹائل تو نہیں تھا۔۔۔ مگر۔۔ وہ امل کی بے بسی محسوس کر رہا تھا۔۔۔ مگر کیسے؟ ۔۔ کیونکہ۔۔۔ اب مصطفی۔۔ امل بن کر سوچ رہا تھا۔۔

اب اگر امل کے جانب آؤ تو۔۔ وہ جو مصطفی بن چکی تھی۔۔ اسے یاد آیا کہ مصطفی کرتا کیا تھا؟؟

" باس کا اسسٹنٹ ہوں۔۔ کسی کا ڈیٹا نکالنا ہو، کسی کی جاسوسی کرنی ہو، کسی پر نظر رکھنی ہو، ہیکنگ کرنی ہو اور اس طرح کا ہر کام کر لیتا ہوں میں"

اسے مصطفی کے الفاظ یاد آئے تھے۔۔

" مصطفی۔۔۔ یعنی مجھ جیسا بندہ۔۔ ایک گھر میں نہ رہتے ہوئے بھی۔۔ اس گھر کے افراد پر نظر۔۔ صرف ایک ہی طریقے سے رکھ سکتا ہوں۔۔۔" وہ مصطفی بنی کہہ رہی تھی۔۔ اور پھر۔۔۔۔

" کیمرے۔۔۔ آفکورس مصطفی۔۔ تم اس میں ماسٹر ہو۔۔۔ اپنے ماسٹر سے بھی زیادہ" اور ایک معنی خیز مسکراہٹ نے امل کے ہونٹوں کو چھوا تھا۔۔۔

" تم سے جلد ملاقات ہونے والی ہے ماسٹر۔۔۔ تم نے امل کو انڈر ایسٹیمیٹ کیا ہے۔۔ اب دیکھو۔۔ امل کا جلوہ" اور پھر وہ سکون سے بیڈ پر لیٹی۔۔ کمبل اوڑھا۔۔ اور گہری مسکراہٹ کے ساتھ آنکھیں بند کی تھیں۔۔ اسے صبح کا انتظار تھا۔۔

اور یہاں سے بہت دور۔۔۔ مصطفیٰ بیڈ پر لیٹا۔۔ کمبل اوڑھا۔۔ مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔ماسٹر کا جواب آنا تھا۔۔۔اور اسی لئے۔۔۔اسے صبح کا انتظار تھا۔۔

یہ ایک ہوٹل کا کمرہ تھا۔۔وہی کمرہ جہاں وہ ایک مہینے پہلے آیا تھا۔۔۔اس نے میز کے اوپر رکھی دوربین اٹھائی تھی ۔۔اب کمرے کی کھڑکی کے پاس آکر اس نے سامنے اسی گھر کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اس کمرے کی کھڑکی کا پردہ ہٹا ہوا تھا۔۔اسکا مطلب۔۔وہ اٹھ گئی تھی۔۔

اب وہ دوربین واپس رکھ کر کمرے کے ساتھ اٹیچڈ اس سٹڈی میں آیا تھا۔۔جہاں اسکا لیپ ٹاپ اور موبائل رکھا تھا ۔۔

لیپ ٹاپ آن کرتے ہی اس نے سب سے پہلے اپنی ای۔ میلز چیک کی تھیں۔۔۔ٹاپ پر ہی مصطفیٰ کی ای۔ میل تھی۔۔اس نے ای۔ میل کھولی تھی۔۔

"ماسٹر۔۔۔میں مانتا ہوں کہ اس نے غلط کیا۔۔ مگر اسے سمجھنے کی کوشش کریں۔۔وہ بہت پریشان ہے۔۔پلیز ماسٹر۔۔اسے واپس بھیج دیں۔۔میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب وہ ایسا کچھ نہیں کرے گی۔۔پلیز"

مصطفیٰ کی ای۔ میل پڑھ کر اسے تھوڑی حیرت ہوئی تھی۔۔یہ پہلی بار تھا کہ مصطفیٰ اس سے ریکوسٹ کر رہا تھا۔۔ وہ بھی امل کے لئے۔۔۔

اس نے جواب دینے کے بجائے۔۔اب کچھ اور بٹن پش کئے تھے۔۔اور وہ۔۔دیکھ رہا تھا۔۔اس گھر کا کچن۔۔ جہاں امل موجود تھی۔۔اس کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ آئی تھی۔۔

" میں تمہارے سامنے نہیں آؤنگا امل ۔۔۔ مگر تم میرے سامنے ہی رہو گی ۔۔ ہر لمحہ ۔۔ ہر پل " کہتے ساتھ ہی اب وہ مکمل اس کی جانب متوجہ ہو چکا تھا ۔۔

اور اب اگر اس کچن میں آؤ تو امل اپنے لئے ناشتہ بنانے میں مصروف تھی ۔۔ اور ساتھ وہ گنگنا بھی رہی تھی ۔۔ آج وہ کچھ زیادہ ہی مطمئن نظر آ رہی تھی ۔۔۔

اپنے لئے آملیٹ اور ساتھ ٹوسٹ ریڈی کرنے کے بعد وہ کپ میں چائے ڈال کر ڈائیننگ ٹیبل کے پاس آ کر بیٹھی تھی ۔۔

اب وہ بہت سکون سے بیٹھی ناشتہ کرنے میں مصروف تھی ۔۔

" لگتا ہے تمہیں اس گھر کی عادت ہو گئی ہے مائی ہارٹ " ماسٹر نے اسے ناشتہ کرتے دیکھ کر کہا تھا ۔۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی ۔۔۔

اس نے ناشتہ ختم کیا تھا ۔۔۔ اور پھر وہ اپنے کمرے میں واپس گئی تھی ۔۔ اب ماسٹر اسے دیکھ نہیں سکتا تھا ۔۔ گھر میں وہ واحد جگہ تھی جہاں اس نے کیمرے نہیں لگائے تھے ۔۔ وہ اب کرسی سے ٹیک لگائے ۔۔ امل کے کمرے سے باہر آنے کا انتظار کرنے لگا تھا ۔۔ ایسے جیسے ۔۔۔ اس کے علاوہ اسے کوئی کام ہی نہ ہو ۔۔

کچھ دیر بعد امل کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا ۔۔ وہ باہر آئی تھی ۔۔ اور اب ۔۔ ماسٹر کو چونکنا پڑا تھا ۔۔

" یہ اس نے کیا حلیہ بنایا ہوا ہے ؟ " وہ اسے سر سے پاؤں تک دیکھ رہا تھا ۔۔۔

نیلے رنگ کا ٹراؤزر، سفید ٹی شرٹ پہنے، اس کے اوپر ایپرن پہنے ۔۔ سر پر ایک چھوٹا سا سکارف باندھے ہاتھ میں ایک کپڑا پکڑے وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھتے ہوئے چاروں جانب دیکھ رہی تھی ۔۔

"یہ کیا کر رہی ہے؟" سکرین کے قریب ہوتے ہوئے ماسٹر نے حیرانگی سے کہا تھا۔۔اور پھر۔۔اسے مزید حیران ہونا پڑا تھا۔۔

امل اب کچن واپس آئی تھی۔۔اور پھر۔۔اس نے کچن کا سارا سامان نکال کر باہر رکھنا شروع کیا تھا۔۔وہ ایک ایک چیز ہاتھ میں پکڑے اس کپڑے سے صاف کرنے لگی تھی۔۔

"اوہ۔۔۔تو صفائی کا موڈ ہے میڈم کا۔۔گڈ" وہ بہت غور سے امل کو دیکھ رہا تھا۔۔جو ایک سٹول کے اوپر کھڑی ہو کر کچن کے کیبنٹس، سامان، چھت، دیواریں، ہر ایک چیز صاف کر رہی تھی۔۔اور وہ یہ کام بہت آرام آرام سے کر رہی تھی۔۔تقریباً دو گھنٹے اس نے صرف کچن میں لگائے تھے۔۔

کچن صاف کرنے کے بعد وہ کچن کے بیچ میں کھڑی ہر چیز کو دیکھ رہی تھی۔۔۔شاید اپنی صفائی کی تعریف بھی کر رہی تھی۔۔اپنی نگاہوں سے۔۔۔پھر جیسے صفائی سے مطمئن ہو کر وہ فرج کی جانب بڑھی تھی۔۔ٹھنڈے پانی کی بوتل نکال کر وہ سٹول پر بیٹھی۔۔آدھی بوتل پانی پینے کے بعد وہ دوبارہ کھڑی ہوئی تھی۔۔اب اس کا رخ لاؤنج کی جانب تھا۔۔

"تین گھنٹے تم نے ایک کچن صاف کرنے میں لگا دیئے سلیپنگ بیوٹی۔۔تم ایک ناکام ہاؤس وائف بنو گی" کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے ماسٹر نے کہا تھا۔۔اور اب۔۔اس نے ایک بٹن پش کیا تھا۔۔سکرین پر اب لاؤنج کا منظر واضح تھا۔۔

اور اسے۔۔ایک بار پھر۔۔حیران ہونا پڑا تھا۔۔۔

امل اب لاونج صاف کر رہی تھی۔۔ایک ایک چیز۔۔۔ایک ایک ڈیکوریشن پیس، چھت پینٹنگز، فانوس، ای۔سی، صوفے، ایل۔ای۔ڈی۔۔ایک ایک چیز۔۔بہت آرام آرام سے۔۔۔بہت دھیان سے اس نے صاف کی تھی۔۔

بیچ میں رک کر وہ بس ٹھنڈا پانی پی لیا کرتی تھی۔۔ اور پھر سے۔۔ سٹول میں کھڑی ہو کر۔۔ وہ کپڑا پکڑے سب صاف کرنے لگ جاتی تھی۔۔ اسے پورا ٹی۔وی لاؤنج صاف کرنے میں تین گھنٹے اور لگ گئے تھے۔۔۔

" بہت اچھا طریقہ نکالا ہے تم نے وقت گزارنے کا۔۔۔ آئی ایم امپریسڈ" اسے واپس کچن میں آتا دیکھ کر ماسٹر نے کہا تھا۔۔ اتنے گھنٹوں میں اس نے ایک بار بھی امل سے اپنی نظر نہیں ہٹائی تھی۔۔ بیٹھے بیٹھے تھک جاتا تو کھڑا ہو جاتا۔۔ پھر دوبارہ بیٹھ جاتا۔۔ مگر اس وقت اس کے لئے امل پر نظر رکھنے سے زیادہ کوئی کام اہم نہیں تھا۔۔

امل نے کچن میں آکر فریج کھولا تھا۔۔ ایک پلیٹ بریانی نکال کر اب اس نے اسے اوون میں گرم ہونے کے لئے رکھا تھا۔۔

" تھک گئی آج تو بہت" ماتھے سے پسینہ صاف کرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔ پھر اپنا اپرن اتار کر ہاتھ منہ وہی کچن میں دھوئے تھے۔۔ اسے اس وقت اپنے دوپٹے کا بھی خیال نہیں تھا۔۔ ویسے بھی گھر میں تھا ہی کون؟

" اف۔۔۔" وہ اسی سوچ پر چونکی تھی۔۔ اور جلدی سے دوبارہ اپرن پہنا تھا۔۔

" جس وجہ سے اتنی صفائی کرنی پڑ رہی ہے۔۔ اسے ہی بھول جاتی ہو تم امل۔۔ حد ہے" خود سے کہتے ہوئے اس نے اوون سے بریانی نکالی تھی۔۔ اب وہ کچن شیلف کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھی اسے کھانے میں مصروف تھی۔۔

" شکر ہے تمہیں کھانے کا خیال بھی آیا" ماسٹر نے کہا تھا۔۔

وہ کھانے سے فارغ ہو کر دوبارہ کھڑی ہو گئی تھی۔۔ اور ماسٹر کی حیرت انتہا پر تھی۔۔۔

سٹڈی روم، گیسٹ روم، گارڈن، ٹیرس، بالکنی، چھت، یہاں تک کے گھر کی سیڑھیاں بھی اس نے نہیں چھوڑی تھی۔۔ وہ ایک مشین کی طرح اس گھر کا کونا کونا صاف کر رہی تھی۔۔۔

اور ماسٹر کو اسکی ذہنی حالت پر شک ہونے لگا تھا۔۔۔

وہ جس وقت پورا گھر چمکا کر فارغ ہوئی۔۔اس وقت رات کے نو بج رہے تھے۔۔۔

اور وہ اب اپنے روم میں جا چکی تھی۔۔۔

اور ماسٹر۔۔جو حیران کن نگاہوں سے سکرین کو دیکھ رہا تھا۔۔اس کے کمرے میں جاتے ہی اس نے گہری سانس لی تھی۔۔

" آئی کانٹ بیلیو دز۔۔۔بارہ گھنٹے۔۔کوئی انسان لگاتار بارہ گھنٹے تک صفائی کیسے کر سکتا ہے؟؟؟" اور دماغ جواب دینے سے قاصر تھا۔۔

وہ تقریباً ایک گھنٹے بعد اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔اور ماسٹر کو ایک بار پھر چونکنا پڑا تھا۔۔

" یہ اس نے کیا حلیہ بنایا ہے؟" ایک بار پھر۔۔اسے سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

بلیک ٹراؤزر اور ٹاپ پہنے، کھلے ہوئے بال۔۔جو کہ دونوں کاندھوں میں بکھرے تھے، لمبائی کمر کے کچھ اوپر تک آتی تھی، آنکھوں میں کاجل، ڈارک ریڈ لپ سٹک لگائے ہوئے۔۔۔وہ یقیناً بے حد حسین لگ رہی تھی۔۔کچھ دیر کے لئے۔۔۔ماسٹر جیسے اس میں کھو سا گیا تھا۔۔مگر اسے واپس آنا پڑا۔۔اسکی خوبصورتی کے سحر سے۔۔۔اسکی آواز اسے واپس لائی تھی۔۔

" ہیلو ماسٹر۔۔" اپنا ہاتھ لہراتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔اور ماسٹر کو جیسے کرنٹ لگا تھا۔۔وہ فوراً اچھل کر سیدھا ہوا تھا۔۔اس بار۔۔آنکھوں کے ساتھ ساتھ منہ بھی حیرت سے کھل چکا تھا۔۔

" ارے۔۔اتنا حیران کیوں ہو رہے ہو۔۔؟؟" وہ ہلکا سا ہنسی تھی۔۔اور ماسٹر کا منہ مزید کھل گیا تھا۔۔

" اسے کیسے پتہ؟؟" دھیمی آواز میں کہا تھا۔۔۔

"کیونکہ میں امل ہوں ماسٹر" وہ سیڑھیاں اترتی ہوئی کہہ رہی تھی۔۔چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔۔

ماسٹر نے دیکھا۔۔اس بار اسکے ہونٹوں کے ساتھ ساتھ۔۔آنکھیں بھی مسکرا رہی تھیں۔۔

"تم نے کہا تھا کہ میں تمہیں انڈر ایسٹیمیٹ نہ کروں۔۔۔" لاؤنج کے بیچ میں کھڑی وہ کہہ رہی تھی۔۔اور اسکا ایک ایک لفظ اسے حیران کر رہا تھا۔۔

"مگر۔۔اصل میں تو۔۔تمہیں مجھے انڈر ایسٹیمیٹ نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔تمہیں لگا تم مجھے اغواہ کر کے یہاں لے آؤ گے۔۔اور میں تنہائی کا شکار ہو کر تم سے معافی مانگ لونگی؟" وہ دوبارہ ہنسی تھی۔۔اور اب ماسٹر کی حیرانگی سنجیدگی میں بدلی تھی۔

"میں جانتی ہوں میں اکیلی نہیں ہوں۔۔چوبیس گھنٹے تم یہاں ہوتے ہو۔۔مگر میرے سامنے نہیں آتے تم۔۔۔بہت ڈر لگتا ہے کیا میرے سامنے آنے سے؟" ایک چیلینجنگ انداز تھا۔۔

"ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ماسٹر۔۔۔سامنے آؤ۔۔۔بچوں کی طرح چھپن چھپائی کیوں کھیل رہے ہو تم؟ چلو سامنے آؤ شاباش۔۔باہر نکلو ماسٹر" وہ اب ہر طرف دیکھتی ہوئی کہہ رہی تھی۔۔صوفے کے پیچھے، پردوں کے پیچھے، دروازوں کے پیچھے۔۔جیسے۔۔وہ ماسٹر کو گھر میں ڈھونڈ رہی ہو۔۔

"ڈرو مت ماسٹر سامنے آجاؤ۔۔گڈ بوائے۔۔" کچن میں آکر کہہ رہی تھی۔۔انداز مزاق اڑانے والا تھا۔۔ اور ماسٹر کی سنجیدگی اب غصے میں بدلنے لگی تھی۔۔۔

وہ فرج کے پاس آئی تھی۔۔

"ارے ارے۔۔۔تم یہ فریج کے اوپر کیا کر رہے ہو؟" امل نے ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔اور ماسٹر کو لگا جیسے وہ اسکی جانب ہاتھ بڑھا رہی ہو۔۔وہ بے اختیار پیچھے ہوا تھا۔۔اور پھر۔۔کیمرہ ہٹ چکا تھا۔۔سکرین بلیک ہو گئی تھی۔۔

اور اب۔۔ماسٹر کی حیرانگی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔۔اسے اب سمجھ آیا تھا۔۔کہ وہ صبح سے اصل میں کر کہا رہی تھی ۔۔وہ ایک جھٹکے سے آگے ہوا تھا۔۔اس نے دوسرا کیمرہ آن کیا تھا۔۔اب لاونج کا منظر سامنے تھا۔۔

" پھر سے چھپ گئے ماسٹر۔۔۔کہاں ہو اب تم؟؟" وہ آس پاس دیکھتی کہہ رہی تھی۔۔اور پھر۔۔۔

" ارے۔۔یہ تم پینٹنگ کے اوپر کیا کر رہے ہو؟" امل نے کہتے ساتھ ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔۔اور اب۔۔دوبارہ سکرین بلیک ہو گئی تھی۔۔

اس نے فوراً سے دوسرا کیمرہ آن کیا تھا۔۔اب ڈائننگ ٹیبل نظر آرہی تھی۔۔اس نے دیکھا امل اسی جانب آئی تھی۔۔

" ویسے کمال کے ہو تم بھی ماسٹر۔۔نظر ہٹا بھی نہیں سکتے۔۔اور نظر آنا بھی نہیں چاہتے" وہ اب سیڑھوں کے درمیان میں آکر رکی تھی۔۔

اس نے سر اٹھا کر کیمرے کی جانب دیکھا تھا۔۔

" ایسا نہیں چلے گا ماسٹر" کہتے ساتھ اس نے ہاتھ بڑھایا تھا۔۔اور ایک بار پھر۔۔۔سکرین پر اندھیرا چھا گیا تھا۔۔

اس نے اب ایک اور کیمرہ آن کیا تھا۔۔اس کے ماتھے پر پسینہ آنے لگا تھا۔۔۔آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں۔

اب گارڈن کا منظر سامنے تھا۔۔

" ویسے یہ منظر واقعی بہت خوبصورت ہے۔۔ہے نہ؟" وہ کہتی ہوئی آگے بڑھی تھی۔۔

" لیکن ایسے خوبصورت منظر۔۔کیمرے میں نہیں۔۔آنکھوں سے دیکھنے میں زیادہ حسین ہوتے ہیں" کہتے ساتھ اس نے ہاتھ بڑھایا تھا۔۔اور سکرین پھر سے بلیک ہو گئی تھی۔۔۔

اور پھر۔۔۔اسی طرح بالکنی، ٹیرس۔۔ چھت۔۔۔اور آخر میں۔۔۔

یہ سٹڈی کا منظر تھا۔۔۔وہ سٹڈی روم میں آئی تھی۔۔اور میز کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گئ تھی۔۔کتنا سکون تھا اسکے چہرے پر۔۔۔اور ماسٹر کو اس وقت اسکا سکون زہر لگ رہا تھا۔۔

" پتہ ہے۔۔ مصطفی بار بار مجھ سے ایک ہی بات کہتا ہے۔۔۔" اس نے کہنا شروع کیا تھا۔۔ نظر سامنے رکھے لیمپ پر لگے کیمرے پر تھی۔۔

" وہ کہتا ہے کہ۔۔۔امل۔۔ تم اور ماسٹر ایک جیسے ہو" وہ کھڑی ہوئی تھی۔۔اور ماسٹر نے اپنے ہاتھ کی مٹھی بنائی تھی۔۔وہ خود کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

" مجھے اس بات پر پہلے یقین نہیں آتا تھا ماسٹر۔۔۔ مگر اب" وہ لیمپ کے قریب جھکی تھی۔۔ نظر کیمرے پر تھی ۔۔

" اب مجھے لگنے لگا ہے۔۔تم مجھے قید کر لیتے ہو۔۔اور میں۔۔ تمہاری قید میں رہ کر بھی آزاد ہوتی ہوں۔۔کیونکہ ہم دونوں ایک ہی جیسے ہیں۔۔ایک دوسرے کے لئے۔۔ایک دوسرے جیسے" اس کے کہتے ساتھ کیمرہ ہٹایا تھا ۔۔لیپ ٹاپ کی سکرین اب بلیک ہو چکی تھی۔۔اب کوئی کیمرہ نہیں بچا تھا۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔اب وہ بے چینی سے کمرے میں چکر لگا رہا تھا۔۔

" یہ لڑکی۔۔۔یہ مجھے ہمیشہ حیران کر دیتی ہے" وہ اپنا سر تھامے کہہ رہا تھا۔۔امل نے اسے آج حیران کر دیا تھا ۔۔اور یہ پہلی بار نہیں تھا۔۔ہمیشہ ہی وہ اسے حیران کر دیتی تھی۔۔ مگر اب۔۔۔اب وہ کیا کرے گا۔۔وہ اس گھر میں اکیلی تھی۔۔اور اب وہ نہیں جانتا کہ وہ وہاں کیا کر رہی ہو گی۔۔وہ اب اسکی طرف سے فکر مند ہو رہا تھا۔۔

جانے آگے کیا کرے گی وہ۔۔اب تو اسے کوئی روک بھی نہیں سکے گا۔۔کیونکہ اب تو اسے کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا

۔۔۔

وہ کچھ دیر اسی سوچ میں گم رہا تھا۔۔اور پھر اس نے ایک فیصلہ کیا تھا۔۔۔

اس نے مصطفی کو ای۔میل سینڈ کی تھی۔۔۔اور پھر۔۔وہ مسکرایا تھا۔۔

اور یہاں سے بہت دور۔۔۔ٹیرس پر کھڑے مصطفی کے موبائل پر نوٹیفکیشن ٹیون بجی تھی۔۔۔اس نے بے چینی سے موبائل نکالا تھا۔۔آج کا پورا دن اس نے ماسٹر کے انتظار میں گزارا تھا۔۔اور اب جا کر اسکا انتظار ختم ہوا تھا۔۔

اس نے جلدی ای۔میل آن کی تھی۔۔اور پھر۔۔۔اس کے چہرے کے تعصورات بدلے تھے۔۔۔وہاں اب پہلے سے زیادہ پریشانی تھی۔۔وہ فوراً پلٹا تھا۔۔اس نے دوبارہ ای۔میل پڑھی تھی۔۔

"تم نے ٹھیک کہا تھا مصطفی۔۔۔ہم دونوں ایک جیسے ہی ہیں۔۔۔اور اب۔۔وقت آگیا ہے۔۔کہ یہ ایک جیسے لوگ۔۔ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہو جائیں۔۔۔ایک دوسرے کے مقابل"

اور اس بات نے اسے بتا دیا تھا۔۔کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔۔۔

"مایا" وہ مایا کو پکارتے ہوئے اندر گیا تھا۔۔مایا کو بتانا ضروری تھا۔۔۔

اور یہاں سے بہت دور۔۔ناران کے اس فلیٹ کے کمرے میں موجود ماسٹر نے۔۔اپنی گاڑی کی چابی اٹھائی تھی۔۔

اور وہ تیزی سے وہاں سے باہر نکلا تھا۔۔

"میں آرہا ہوں مائی ہارٹ۔۔۔تمہارے مقابل"

کہتے ساتھ اس کے گاڑی چلائی تھی۔۔۔اور اب وہ گاڑی تیزی سے آگے بڑھی تھی۔۔۔اپنی منزل کی جانب۔۔

یہ صبح کے چھ بجے کا وقت تھا۔۔جب اسکی آنکھ کھلی تھی۔۔۔وہ اب بھی رات والے کپڑوں میں ہی تھی۔۔اسے رات نیند نہیں آئی تھی۔۔جو کچھ اس نے کیا۔۔وہی ٹھیک تھا۔۔اور اسے کہیں نہ کہیں اس بات کا یقین تھا کہ ماسٹر اب ضرور آئے گا۔۔جانے کیوں؟ مگر اسے ایسا لگا کہ جیسے وہ اسی وقت آجائے گا۔۔مگر ایسا نہیں ہوا۔۔اس نے پوری رات انتظار کر کے گزاری تھی۔۔اور اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ کب اسکی آنکھ لگی تھی۔۔وہ اپنے کمرے کے صوفے پر بیٹھی بیٹھی ہی سو گئی تھی۔۔اس نے اٹھ کر کھڑکی کے آگے سے پردے ہٹائے تھے۔۔باہر اب بھی مکمل روشنی نہیں ہوئی تھی۔۔۔دھند چاروں جانب پھیلی تھی۔۔سامنے کا منظر کچھ صاف نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔

"جانے اب اور کتنے دن اسکا انتظار کرنا ہو گا مجھے۔۔ابھی تو یونیورسٹی جانا شروع کیا تھا میں نے۔۔ پچھلے اسائنمنٹس مکمل کئے ہی تھے کہ اب پھر میں وہاں نہیں جا سکتی۔۔۔یہ سب اس ماسٹر کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔ایک بار میرے سامنے آجائے یہ۔۔۔" وہ خود سے باتوں میں مصروف تھی۔۔جب اسے ایک آواز نے چونکایا تھا

۔۔۔

"یہ کیسی آواز ہے" اسے محسوس ہوا۔۔جیسے یہ فائرنگ کی آواز تھی۔۔مگر وہ آ کہاں سے رہی تھی۔۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" وہ اب گھبرائی تھی۔۔آواز کمرے کے باہر سے آرہی تھی۔۔یعنی باہر فائرنگ ہوئی تھی۔۔۔اور اسی سوچ نے اسے ڈرایا تھا۔۔

وہ اب آہستہ آہستہ باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔آواز اب بھی آرہی تھی۔۔ایسے جیسے باہر کوئی ہنگامہ ہو رہا ہو۔۔

"کون ہے؟" اس نے پوچھا تھا۔۔آواز ڈر سے کانپ رہی تھی۔۔

وہ اب اپنے کمرے کا لاک کھول کر باہر آئی تھی۔۔۔اب آواز مزید تیز محسوس ہو رہی تھی۔۔

"یہ۔۔لاؤنج سے آرہی ہے" اس نے سوچا تھا۔۔اور اسکے قدم سیڑھیوں کی جانب بڑھے تھے۔۔

وہ آہستہ آہستہ سیڑھیوں سے نیچے آرہی تھی۔۔ اس نے دیکھا۔۔لاؤنج کی تمام لائیٹس آف تھیں۔۔ مگر۔۔ ایل۔ای۔ڈی سے نکلتی روشنی نے لاونچ کو روشن کیا ہوا تھا۔۔

"یہ ٹی وی کس نے آن کیا ہے؟" اسے حیرت ہوئی تھی۔۔ گھر میں اس کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔۔ پھر ٹی۔وی کس نے آن کیا تھا۔۔؟؟

وہ سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی۔۔ مگر پھر۔۔۔اس کے قدم رک گئے تھے۔۔خوف نے اس کے پورے وجود کو کانپنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔اس نے دیکھا۔۔ کوئی سایہ تھا۔۔صوفے پر بیٹھا۔۔یقیناً وہ کوئی آدمی تھا۔۔

"کک۔۔۔کون ہے" کانپتی آواز سے اس نے پوچھا تھا۔۔

"کون ہو تم؟" وہ ایک ایک قدم نیچے آتے پوچھ رہی تھی۔۔ مگر وہ سایہ اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا۔۔

وہ اب آہستہ قدموں سے چلتی ہوئی لاؤنج میں آئی تھی۔۔ وہ اس سائے کو واضح دیکھ سکتی تھی۔۔

"کون ہو تم؟" اچانک ہی جیسے اسکاڈر ختم ہوا تھا۔۔اور وہ تیزی سے اسکے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔۔۔اور پھر ۔۔اسے حیران ہونا پڑا تھا۔۔۔

بلیک پینٹ کوٹ پہنے۔۔ گہری براؤن آنکھیں، گورا رنگ، گردن تک آتے لمبے بال، ہلکی بیئرڈ، دائیں کلائی میں قیمتی گھڑی، ہاتھ میں پکڑی کی۔چین جسے انگلی میں گما رہا تھا، سوچ میں ڈوبی گہری آنکھیں جو اسی پر ٹکی تھیں۔۔وہ جانے کتنے ہی پل اسے دیکھتی رہی تھی۔۔وہ جانے کتنے ہی پل اسے دیکھتا رہا تھا۔۔

اور پھر۔۔اس خاموشی کو۔۔۔امل نے ہی توڑا تھا۔۔

"ماسٹر؟" اس نے پوچھا تھا۔۔جیسے اسے پہچان گئی تھی۔۔۔اس شخص کو وہ پہلے بھی دیکھ چکی تھی۔۔اسلام آباد کے ائیرپورٹ پر۔۔

" نہیں ۔۔۔ تھرڈ کلاس ڈانسر " اس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تھا ۔۔ ہونٹ مسکرائے تھے ۔۔ اور امل نے دیکھا ۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بہت پر کشش لگ رہا تھا ۔۔ اس کے دائے گال کر ہلکا سا ڈمپل پڑ تا تھا ۔ وہ بس اسے دیکھتے ہی رہ گئی تھی ۔۔

" اتنے غور سے مت دیکھو کہ مجھے خوش فہمی ہو جائے " اس نے کہا تھا ۔۔ اور امل حیران ہوئی تھی ۔۔ کیا کر رہی ہو تم امل ؟ تمہیں اس سے سوال کرنا چاہیئے ۔۔ اتنی مشکل سے تو سامنے آیا ہے وہ ۔۔

اس نے جیسے خود کو ٹوکا تھا ۔۔۔

" تو آ ہی گئے تم سامنے ۔۔ " مسکراتے ہوئے کہا تھا ۔۔

" تمہیں اتنی بے چینی جو تھی مجھ سے ملنے کی " معنی خیز انداز تھا ۔۔ مگر امل نے اس انداز کو اگنور کر دیا تھا ۔۔

" بے چینی تو ہونی ہی تھی نہ ماسٹر ۔۔۔ " وہ صوفے پر جا کر بیٹھی تھی ۔۔

" تم میرے لئے ایک مسٹری بن چکے تھے ۔۔۔ اور مسٹریز کو حل کرنا تو میرا فیورٹ کام ہے " اسکے سامنے بہت کانفیڈنٹ سے بیٹھے وہ ٹانگ پر ٹانگ جماتی ہوئی کہہ رہی تھی ۔۔ اور اسکا یہ انداز ۔۔۔ ماسٹر کے مسکراہٹ گہری کر گیا تھا ۔۔ ڈمپل گہرا ہوا تھا ۔۔ اف امل ڈمپل پر فوکس مت کرو ۔۔ اس نے پھر سے خود کو ٹوکا تھا ۔۔۔

" یو آر سم تھنگ امل ۔۔۔ یو آر سم تھنگ ویری سپیشل ۔۔۔ مجھے پہلی بار کوئی انسان اتنا حیران کن لگا ہے ۔۔ تم جیسی لڑکی میں نے کبھی نہیں دیکھی " وہ کہتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھا تھا ۔۔ نظر اسی پر ٹکی تھی ۔۔ جو اس کی بات پر مسکرائی تھی ۔۔

" تم جیسا انسان بھی میں نے کبھی نہیں دیکھا ماسٹر۔۔۔ کسی کی مدد کرنے کا بہت انوکھا انداز اپنایا ہے تم نے۔۔ خود کو سپیشل بنانے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تم نے۔۔ یو آر آلسوسم تھنگ سپیشل" وہ کہہ رہی تھی۔۔ غور سے اسے دیکھتے ہوئے۔۔ دونوں ایک دوسرے کی جانب اسی طرح دیکھتے رہے تھے۔۔

" تم کیا چاہتے ہو مجھ سے؟" دونوں کی خاموشی کو امل نے توڑا تھا۔۔

" تم کیا چاہتی ہو مجھ سے؟" سوال کے جواب میں بھی سوال ہوا تھا۔۔

" آزادی۔۔۔" وہ آگے کو جھکی تھی۔۔

" میں چاہتی ہوں کہ تم میرے معاملات میں مداخلت کرنا چھوڑ دو" ماسٹر کے چہرے کے تعصورات بدلے تھے ۔۔ مسکراہٹ فوراً ہی غائب ہوئی تھی۔۔ ڈمپل بھی غائب ہوا تھا۔۔

" واہ امل اب تمہیں اس ڈمپل پر بھی افسوس ہونے لگا ہے" اس نے خود پر حیرت کی تھی۔۔۔

" اور کیا ہیں تمہارے معاملات؟ وہ فرہاد؟؟" ماتھے پر بل لئے اس نے کہا تھا۔۔ اور امل کو اسکے انداز پر حیرانگی ہوئی تھی۔

" اسے بیچ میں مت لاؤ۔۔۔ میرے معاملات جس سے بھی ہیں۔۔ جو بھی ہیں۔۔ تمہارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے" سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔

" وہ بیچ میں آچکا ہے امل۔۔۔ تمہیں میں نے منع کیا تھا اس سے دوستی کرنے سے۔۔ پھر بھی تم مجھے ہمیشہ اس کے ساتھ نظر آئی ہو" اپنا غصہ دبائے وہ کہہ رہا تھا مگر امل محسوس کر سکتی تھی۔۔ اس کی آنکھوں سے نکلتے شعلے۔۔

" تم ہوتے کون ہو مجھے منع کرنے والے؟ میں جس سے بھی چاہو ملو۔۔ جس سے چاہو نہ ملوں۔۔ تم" انگلی اسکی جانب اٹھائی تھی" تم مجھے روک نہیں سکتے"

" آفکورس میں تمہیں روک سکتا ہوں۔۔ یہ مت بھولوں کہ یہ جو سانسیں چل رہی ہیں نہ تمہاری۔۔ یہ میری وجہ سے چل رہی ہیں۔۔" اسے اپنی سخت نگاہوں کے حصار میں لیتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" مجھے یہ سانسیں اللہ نے دی ہیں۔۔ تم بس ایک ذریعہ تھے ماسٹر۔۔" وہ بھی نظریں ہٹانے والی کہاں تھی؟

" ہاں۔۔ میں ایک ذریعہ تھا۔۔ اور یہ میرا تم پر احسان ہے امل۔۔ جب تک تم اس احسان کو چکا نہیں لیتی۔۔ میں تمہیں نہیں چھوڑونگا" وہ کہتے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔۔ جیسے بات ختم ہو گئی ہو۔۔

" ٹھیک ہے پھر۔۔۔" وہ کھڑی ہوئی تھی۔۔ اس کے مقابل۔۔" احسان کیا ہے نہ تم نے مجھ پر۔۔ تو پھر بتاؤ۔۔ کیا چاہتے ہو تم؟ تمہارا یہ احسان چکانے کے لئے مجھے کیا کرنا ہو گا؟"

" تمہیں۔۔" وہ آگے بڑھا تھا۔۔ یہاں تک کے وہ امل سے صرف ایک قدم کے فاصلے پر رکا تھا۔۔ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔

" کیا؟" امل نے اسے خاموش دیکھ کر کہا تھا۔۔

" تمہیں مجھ سے۔۔ ایک ایگریمنٹ کرنا ہو گا۔۔ اور پھر۔۔۔ تم آزاد" اس نے کہا تھا۔۔

" کیسا ایگریمنٹ؟" امل نے پوچھا تھا۔۔ اور پھر۔۔۔ ماسٹر مسکرایا تھا۔۔۔ اور امل کو لگا۔۔ جیسے یہ مسکراہٹ ایک نیا طوفان لانے والی تھی۔۔

" آج شام کو میرا وکیل آئے گا۔۔ اور پھر۔۔ ہم وہ ایگریمنٹ سائن کرینگے۔۔ اب مجھے چلنا چاہئے۔۔ شام کو ملاقات ہوتی ہے" وہ کہہ کر پلٹا تھا۔۔

" لیکن اس ایگریمنٹ میں ہے کیا؟" امل کے سوال نے اس کے قدم روکے تھے۔۔

" شام کو بات ہو گی امل۔۔" وہ بنا پلٹے کہہ کر وہاں سے جا چکا تھا۔۔ جبکہ امل وہی کھڑی رہ گئی تھی۔۔

" اس انسان کو اتنا مسٹیریئس ہونے کا شوق کیوں ہے؟" خود سے کہتی ہوئی وہ اپنے کمرے کی بڑھی تھی۔۔

" پتہ نہیں اب کیا کرنے والا ہے یہ" وہ مسلسل اسی بارے میں میں سوچ رہی تھی۔۔اور وہ جانتی تھی کہ وہ کبھی نہیں جان پائے گی کہ ماسٹر کیا سوچ رہا ہیں؟۔۔کاش۔۔۔کاش مصطفی یہاں ہوتا۔۔!!

وہ اس وقت ہسپتال میں تھی جب اس کا موبائل بجا تھا۔۔

" ہیلو؟" کال ریسیو کرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" میں تمہارے ہسپتال کے باہر ہوں جلدی آ جاؤ" مصطفی کی بات پر وہ چونکی تھی۔۔

" کیا ہوا؟سب ٹھیک ہے نہ؟" کھڑے ہوتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔

" کچھ ٹھیک نہیں ہے۔۔تم جلدی آجاؤ" اس نے کہہ کر کال کٹ کی تھی۔۔اور مایا اب اپنے آفس سے باہر آئی تھی۔۔

" میں لنچ کرنے جارہی ہوں۔۔کوئی ایمرجنسی ہو تو کال کر لینا مجھے" ریسیپشن پر کہہ کر وہ آگے بڑھ گئ تھی۔۔

باہر آتے ہی اسے سامنے مصطفی کی گاڑی نظر آئی تھی۔۔وہ فوراً اسکی جانب بڑھی تھی۔۔

" کیا ہوا ہے مصطفی؟؟" گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے پوچھا تھا۔۔

" کچھ ہونے والا ہے مایا۔۔ماسٹر کچھ کرنے والے ہیں" مصطفی نے کہا تھا۔۔مایا نے دیکھا۔۔وہ بہت بے چین تھا۔

" کیا کرنے والے ہیں وہ؟" اس نے پوچھا تھا۔۔وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔

" مجھے نہیں معلوم۔۔مگر کچھ گڑبڑ ہے"

" تم مجھے صاف صاف بتاؤ گے کہ ہوا کیا ہے؟" مایا اب چڑنے لگی تھی۔۔وہ بات گما کر کیوں کر رہا تھا؟

" بتاتا ہوں۔۔ چلو" ایک ریسٹورانٹ کے آگے گاڑی روکتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔ وہ دونوں اب ریسٹورانٹ کے اندر گئے تھے۔۔ کونے پر رکھی میز پر جا کر وہ دونوں بیٹھے تھے۔۔

کھانے کا آرڈر دینے تک دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔

" اب بتا بھی دو مصطفیٰ۔۔" اس نے بے چینی سے پوچھا تھا۔۔

" ماسٹر نے مجھے بلایا ہے۔۔ آج شام کو"

" تو؟" مایا نے پوچھا تھا۔۔

" انہوں نے مجھے ناران بلایا ہے مایا۔۔ امل وہی ہے" اس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔ جبکہ مایا مسکرائی تھی۔۔

" تو یہ تو بہت اچھی بات ہے نہ۔۔ فائنلی وہ امل کو واپس بھیج رہے ہیں۔۔ اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟ "

" پریشان ہونے والی بات یہ ہے۔۔ کہ میں اکیلا نہیں ہوں جسے انہوں نے بلایا ہے؟" دبی ہوئی آواز میں کہا تھا۔۔

" مجھے بھی جانا ہو گا کیا؟"

" نہیں۔۔ تمہیں نہیں"

" تو پھر؟ مصطفیٰ صاف صاف بتاؤ پلیز" مایا نے چڑ کر کہا تھا۔۔

" صاف صاف یہ ہے کہ انہوں نے وکیل کو بھی بلایا ہے۔۔ اور کسی ایگریمنٹ کا ذکر بھی ہو رہا تھا"

" کیسا ایگریمنٹ؟" مایا نے پوچھا تھا۔۔ اور مصطفیٰ نے گہری سانس لی تھی۔۔

" میں نہیں جانتا۔۔ مجھے بس وکیل کو وہاں لے کر جانا ہے اس ایگریمنٹ کے ساتھ۔۔ اس میں کیا ہے؟ یہ صرف ماسٹر اور وہ وکیل ہی جانتا ہے۔۔ اور تم جانتی ہو؟ دونوں میں سے کوئی مجھے کچھ نہیں بتا رہا۔۔" وہ بہت پریشان تھا ۔۔ اور اب مایا بھی اسکی پریشانی سمجھ چکی تھی۔۔

" تمہیں کیا لگتا ہے؟؟ کیسا ایگریمنٹ ہو گا وہ؟" مایا نے اسکی جانب جھک کر پوچھا تھا۔۔

" مجھے کوئی اندازہ نہیں ہے۔۔ مگر" وہ بھی اسکی جانب جھکا تھا۔۔

" اس میں جو کچھ بھی ہے۔۔ وہ امل اور ماسٹر کے درمیان ہے۔۔ مجھے یقین ہے۔۔ امل اور ماسٹر کوئی ڈیل کرنے والے ہیں مایا۔۔ ایک ایسی ڈیل۔۔ جو سب بدل دیگی۔۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے" مصطفی نے کہا تھا۔۔ اور مایا بس اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔۔ ایسا کیا ہونے جا رہا تھا؟

اس نے پورا وقت اپنے کمرے میں گزارا تھا۔۔ سوچ سوچ کر تھک گئی تھی مگر اسے اب بھی سمجھ نہیں آیا تھا کہ آخر ماسٹر چاہتا کیا ہے؟ اور اب وہ کیسا ایگریمنٹ کرنے والا ہے؟

اس وقت شام کے پانچ بج رہے تھے۔۔ وہ اب بھی اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی اسی سوچ میں گم تھی۔ جب اسکے کمرے کا دروازہ ناک ہوا تھا۔۔ وہ تھوڑی حیران ہوئی تھی۔۔ گھر میں تو کوئی بھی نہیں ہے؟ پھر یہ کون آگیا؟

" کم ان" دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔ اور پھر۔۔ وہی آیا تھا۔۔ جو یہاں تک آسکتا تھا۔۔

" کیا حال ہیں سلیپنگ بیوٹی؟" اس کے بلکل سامنے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" میرا نام امل ہے ماسٹر۔۔ واقف تو ہو ہی تم" اس کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" بلکل واقف ہوں۔۔ مگر تم پر یہ نام بھی سوٹ کرتا ہے بہت۔۔ سلیپنگ بیوٹی" تھوڑا جھکتے ہوئے اس نے کہا تھا ۔۔ جبکہ امل کے چہرے کے تعصورات بگڑتے تھے۔۔

" کام کی بات کرو ماسٹر۔۔" اس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔ جس پر وہ کچھ دیر بس اسے دیکھتا رہا تھا۔۔ پھر ایک گہری سانس لے کر کھڑا ہوا۔۔ اور اس کے دائیں جانب رکھے صوفے پر جا بیٹھا تھا۔۔

" تم کیا چاہتی ہو امل؟" اب وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

" میں تمہیں بتا چکی ہوں۔۔ تمہاری قید سے آزادی چاہیئے مجھے"

" یہ تو تم مجھ سے چاہتی ہو۔۔ مگر میں تم سے فرہاد کا پوچھ رہا ہوں۔۔ اس کے بارے میں سب جانتے ہوئے بھی۔۔ تم اس کے قریب کیوں ہو رہی ہو؟" دبے دبے غصے میں کہا تھا۔۔

" یہ میرا پرسنل میٹر ہے۔۔ تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے" اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا ۔۔

" میرا تعلق ہے امل۔۔ مت بھولوں کہ تم میری وجہ سے زندہ ہو آج۔۔ میرے گھر میں رہ رہی ہو اور میری دی ہوئی ہر چیز استعمال بھی کر رہی ہو۔۔" وہ اسکی جانب جھکا کہہ رہا تھا۔۔ اور اس کی آنکھوں سے نکلتے شعلوں کی حبس امل محسوس کر چکی تھی۔۔ کچھ پل کے لئے ہی سہی۔۔ مگر وہ اس شخص کے غصے سے ڈری ضرور تھی۔۔

" جانتی ہوں تمہارے بہت احسانات ہیں مجھ پر۔۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم نے خرید لیا ہے مجھے" اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔۔ اور اس کے جواب پر وہ مسکرایا تھا۔۔ ڈمپل پر ظاہر ہوا تھا۔۔۔ اف امل۔۔!!

" ٹھیک کہا تم نے۔۔" وہ اب صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔۔" خرید نہیں لیا میں نے تمہیں۔۔ مگر بہت احسانات ہے میرے تم پر۔۔ انہیں چکانا تو پڑے گا نہ تمہیں۔۔ ایسے تو نہیں جانے دونگا میں تمہیں" معنی خیز انداز تھا۔

" کیا چاہتے ہو تم؟"

" تم فرہاد کے قریب کیوں ہو رہی ہو؟ جواب چاہئے مجھے" سکون سے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے۔۔ ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ اس سے جواب مانگ رہا تھا۔۔

" تم جانتے ہو" سامنے رکھی میز پر نظر جماتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" تمہیں لگتا ہے تم یہ سب اکیلے کر سکتی ہو؟ شہزاد شاہ کوئی عام انسان نہیں ہے۔۔ اور وہ فرہاد۔۔" وہ دوبارہ اس کی جانب جھکا تھا۔" جس دن اسے تمہاری شناخت معلوم ہو گئی۔۔ وہ اسی دن تمہیں مار دیگا"

" مجھے مرنے سے ڈر نہیں لگتا ماسٹر۔۔ اس لئے مجھے ڈرانے کی ناکام کوشش مت کرو۔۔ میں اپنا انتقام لے کر رہونگی۔۔ اور مجھے اس سے کوئی نہیں روک سکتا۔۔" وہ اسکی جانب جھکی تھی۔۔ اس کے چہرے کے قریب۔۔" تم بھی نہیں"

اور وہ اپنے سامنے موجود اس بہادر لڑکی کو بس دیکھتا رہ گیا تھا۔۔

" ٹھیک ہے۔۔ لو اپنا انتقام۔۔ مگر فرہاد نہیں۔۔ میرے ذریعے" اس نے کہا تھا۔۔۔ اور اب امل کو حیران ہونا پڑا تھا۔

" کیا مطلب ہے تمہارا؟"

" مطلب یہ کہ تم مجھ سے ایک اگریمنٹ کرو" وہ اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

"کیسا ایگریمنٹ؟"

"میں چاہتا ہو تم مجھے استعمال کرو۔۔۔میری دولت، میرا نام، میری شناخت، میرا دماغ، میرا دل اور مجھ سے جڑی ہر چیز۔۔تم اپنے انتقام کے لئے استعمال کرو۔۔مجھے اپنے انتقام کا سامان بنا دو۔۔مجھے اپنے اشارے پر چلاؤ۔۔مجھ سے اپنا ہر مطلب نکلواؤ، میرے ذریعے اپنے دشمنوں کو تڑپاؤ۔۔تمہارے انتقام کے اس سفر میں۔۔میں تمہارا راستہ بن جاؤنگا امل۔۔مجھ سے فائدہ اٹھاؤ۔۔" وہ ایک ایک لفظ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہا تھا۔۔اور اسکا ایک ایک لفظ امل کو حیران کر رہا تھا۔۔

"اور اس کے بدلے۔۔ تمہیں کیا چاہئے؟"

"قید۔۔۔تمہیں قید کرنا پسند ہے مجھے۔۔میں "نائل شہزاد شاہ" اپنے باپ کے خلاف تمہارے ساتھ کھڑا ہو نگا ۔۔میں اپنے ہی خاندان کے خلاف کی ہوئی تمہارے سازشوں کا حصہ بنو نگا۔۔میں "نائل شاہ" اپنے ہی باپ سے تم پر کئے گئے ہر ظلم کا حساب لونگا۔۔میں نائل شاہ تمہارے ہاتھ کا کھلونا بن جاؤنگا۔۔مگر۔۔تمہارے نام کو اپنے نام کی قید میں لے کر۔۔تمہارا وجود، تمہارا دل، تمہارا دماغ اور تمہارا ہر عمل آزاد ہو گا۔۔مگر تمہارا نام میرے نام کی قید میں ہو نگا امل۔۔ تمہیں مجھے استعمال کرنے کے لئے میرے نام کی قید میں آنا ہو گا۔۔تمہیں مجھ سے نکاح کرنا ہو گا" اور اس کے الفاظ نے امل پر جیسے بجلیاں گرائی تھیں۔۔وہ سکتے میں تھی۔۔۔

"نائل شہزاد شاہ؟؟" جانے کیسے؟ مگر بہت ہی دھیمی آواز میں اس نے لفظ ادا کئے تھے۔۔

تو ماسٹر کون تھا؟؟ شہزاد شاہ کا بیٹا۔۔۔نائل شہزاد شاہ۔۔۔اور یہ ایک ایسی حقیقت تھی۔۔جب سے سب بدل دیا تھا۔۔ایک ایسی حقیقت جو وقت کو بہت پیچھے لے گئی تھی۔۔۔کچھ مہینوں پیچھے۔۔۔اسی رات میں۔۔۔جس رات نے یہ سب شروع کیا تھا۔۔

چار مہینے پہلے:

وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل سٹڈی کر رہا تھا۔۔ اسے ایک ہفتہ ہوا تھا یہاں واپس آئے۔۔ اپنے کام کے سلسلے میں اسے کچھ عرصے کے لئے باہر جانا پڑا تھا۔۔ بس ایک رات ہی اس نے اپنے گھر گزاری تھی اور اس کے بعد وہ یہاں واپس آ گیا تھا۔۔ اپنے کام سے زیادہ دیر کے لئے دوری وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔ اس وقت بھی وہ پوری رات کا جاگا ہوا اپنے کام میں مصروف تھا۔۔ جب انٹرکام کی آواز نے اسکی توجہ اپنی جانب کی تھی۔۔

" ہاں منہاج کہو؟" فائل کی جانب دیکھتے ہوئے ہی اس نے کہا تھا۔۔

" ماسٹر آپ سے ملنے کوئی شہزاد شاہ آئے ہیں" منہاج کی بات پر اس نے اپنی فائل بند کی تھی۔۔

" انہیں اندر بھیج دو" ایک گہری سانس لی تھی۔۔ جانے کیوں؟ مگر اسے بابا کا یہاں آنا اچھا نہیں لگتا تھا۔۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا تھا اور شہزاد شاہ اپنے مخصوص باڈی گارڈ کے ساتھ اندر آیا تھا۔۔

" سلام بابا کیسے ہیں آپ؟" ان سے گلے ملتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔

" بس اپنے شیر کو دیکھ لیا ہے نہ۔۔ اب بلکل ٹھیک ہو گیا ہوں میں" اس کے کاندھے پر ہاتھ جماتے ہوئے انہوں نے کہا تھا۔۔

" آپ بیٹھیں" کرسی کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔

" بھئی گھر کا راستہ تو تم جیسے بھول ہی گئے ہو۔۔ مہینوں بعد ایک دن کے لئے آتے ہو اور پھر مہینوں غائب" کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا تھا جبکہ وہ اپنی کرسی پر جا بیٹھا تھا۔۔

" آپ تو جانتے ہیں میرا کام ہی ایسا ہے۔۔ آپ بتائیں کیسے آنا ہوا؟ کافی لینگے یا چائے؟" انٹر کام اٹھاتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

" نہیں کچھ بھی نہیں۔۔ میں بس یہاں ایک کام سے آیا تھا۔۔ سوچا تم سے بھی ملاقات کر لوں۔۔ اب چلو نگا میں" وہ فوراً ہی کھڑے ہوئے تھے۔۔

" گھر جا رہے ہیں؟" اس نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

" ہاں۔۔ کچھ اہم کام کرنے کے بعد گھر ہی جاؤنگا۔۔ اپنا خیال رکھنا" اس سے ملنے کے بعد وہ وہاں سے جا چکے تھے ۔۔ جبکہ وہ اب دوبارہ انٹر کام کی جانب آیا تھا۔۔

" منہاج؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" یس ماسٹر" آواز آئی تھی۔۔

" مسٹر واجد سے کہیں مجھ سے آکر ملے۔۔ فوراً" کہتے ساتھ ہی وہ اپنے سامنے رکھی فائل کی جانب متوجہ ہو چکا تھا ۔۔

کچھ دیر بعد آفس کا دروازہ بجا تھا۔۔

" کم ان" اس نے بنا سر اٹھائے اندر آنے کی اجازت دی تھی۔۔

بلو پینٹ کوٹ پہنے، صاف رنگت، ہلکی داڑھی، گہری براؤن آنکھیں اور ہاتھ میں موبائل پکڑے وہ ماسٹر کے سامنے کھڑا تھا۔۔ جنہوں نے اب تک اسے نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔۔

" آپ نے بلایا ماسٹر؟" اس نے دھیمی آواز میں کہا تھا۔۔ اور ماسٹر نے فائل سر نظر ہٹا کر اسکی جانب تھا۔۔

" ہاں واجد۔۔ ایک کام کرنا ہے تمہیں" اپنی فائل بند کر کے وہ مکمل اسکی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

" کیا کام؟" اس نے پوچھا تھا۔۔۔

" جاکر معلوم کرو۔۔ آج کل شہزاد شاہ کیا کر رہا ہے؟ اور وہ اسلام آباد کیوں آیا تھا؟ مجھے ایک ایک بات معلوم کر کے بتاؤ" اس نے کہا تھا۔۔

" اوکے ماسٹر" واجد نے جواب دیا تھا۔۔

" تم جاسکتے ہو۔۔ کوشش کرنا کوئی بھی بات مس نہ ہو تم سے" اسے کہہ کر وہ دوبارہ فائل کی جانب متوجہ ہوا تھا ۔۔اور وہ وہاں سے جاچکا تھا۔۔اس نے اب بہت کام کرنا تھا۔۔۔

اسے اس کام میں دو دن لگ گئے تھے۔۔اپنی معلومات کی مکمل فائل ریڈی کر کے اس نے ماسٹر کو کال کی تھی۔۔

" ہیلو ماسٹر۔۔۔ کیا میں آفس آسکتا ہو؟ آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" اوکے" اس نے کہتے ساتھ گاڑی سٹارٹ کی تھی اور اب وہ ماسٹر سے ملنے جارہا تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ ایک ریسٹورانٹ میں داخل ہوا تھا جہاں سامنے ہی اسے ماسٹر بیٹھے نظر آئے تھے۔۔وہ انکی جانب بڑھا تھا۔۔

" کیسے ہیں آپ؟" ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔

" ٹھیک ہوں۔۔ تم بتاؤ کیا رپورٹ ہے؟" ماسٹر کے پوچھنے پر اس نے فائل انکی جانب بڑھائی تھی۔۔

" مری میں ایک گھر ہے۔۔ آج کل ان کے بندے اس گھر کے آس پاس نظر آئے ہیں۔۔اس گھر میں جہانگیر شاہ نامی ایک آدمی رہتا ہے۔۔۔ ہوٹل منیجر ہے۔۔کچھ دن پہلے ہی اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ وہاں ٹرانسفر ہوا ہے ۔۔ماسٹر؟؟" اس نے ماسٹر کو پکارا تھا۔۔جس کی نظر فائل پر جمی ہوئی تھی۔۔چہرے پر پریشانی آئی تھی۔۔

" ہاں؟" کھوئے ہوئے انداز میں کہا تھا۔۔

" جہانگیر شاہ۔۔۔ شہزاد شاہ کا بھائی ہے۔۔ وہی جو۔۔ سالوں پہلے غائب ہو گیا تھا۔۔ اور مجھے شک ہے کہ وہ اب ۔۔ انہیں ختم کرنے کی پلیننگ کر رہے ہیں۔۔ وہ لوگ خطرے میں ہیں ماسٹر" اس نے کہا تھا۔۔ اور ماسٹر بس اسے کچھ دیر دیکھتا رہا تھا۔۔ واجد نے دیکھا۔۔ انکی آنکھوں میں ایک خوف تھا۔۔ ایک ڈر تھا۔۔

" چلو جلدی۔۔" وہ فوراً گاڑی کا چابی اٹھا کر کھڑا ہوا تھا۔۔

" کہا؟" وہ بھی کھڑا ہوا تھا۔۔

" جہانگیر چاچا کے پاس واجد۔۔ انہیں کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔ چلو جلدی۔۔" وہ کہہ کر گاڑی کی جانب آیا تھا۔۔ اور واجد ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا تھا۔۔

انہیں مری پہنچتے پہنچتے شام ہو گئی تھی۔۔ وہ اب انکے گھر کے قریب ہی تھے کہ اچانک۔۔ واجد نے گاڑی روکی تھی ۔۔

" گاڑی کیوں روک دی تم نے؟" ماسٹر نے بے چینی سے کہا تھا۔۔

"ہمیں دیر ہو گئی ماسٹر۔۔۔ بہت دیر" اس نے باہر نکلتے ہوئے کہا تھا۔۔ اور ماسٹر بھی باہر نکلا تھا۔ وہ دوسری جانب موجود اس گھر کو دیکھ رہے تھے جو آگ کی لپیٹ میں تھا۔۔

" یہ نہیں ہو سکتا۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا" ماسٹر اس گھر کی جانب بھاگا تھا اور واجد اس کے پیچھے۔۔

" ماسٹر۔۔۔ وہاں اس کے بندے ہونگے ماسٹر۔۔ رک جائیں" وہ کہہ رہا تھا مگر وہ رک نہیں رہا تھا۔۔۔ مگر پھر اسے رکنا پڑا۔۔ ایک دھماکے کی آواز نے اسکے قدم روکے تھے۔۔ اس نے دیکھا۔۔ کوئی وجود تیزی سے نیچے گرا تھا۔۔۔ اور پھر وہ اٹھا تھا۔۔ یہاں سے وہ اسے صاف دیکھ نہیں سکتا تھا مگر۔۔ اتنا ضرور دیکھ سکتا تھا کہ وہ کوئی لڑکی تھی۔۔ جو اب بھاگ رہی تھی۔۔ اور اس کے پیچھے دو آدمی بھاگ رہے تھے۔۔

" ماسٹر۔۔ ہمیں اس طرف سے جانا چاہئے۔۔ ہم اسے بچا سکتے ہیں" واجد نے درختوں کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔ اور وہ دونوں اس جانب بھاگنے لگے تھے۔۔ وہ یہاں سے دیکھ سکتے تھے۔۔ وہ لڑکی سڑک پر بھاگ رہی تھی۔۔ وہ زخمی تھی۔۔ مگر اپنی جان بچانے کی خاطر وہ بھاگ رہی تھی۔۔ اور وہ بھی بھاگ رہا تھا۔۔ اسی کی جانب۔۔ اسکی جان بچانے کی خاطر۔۔

اور پھر۔۔ اس نے دو گولیاں چلنے کی آواز سنی تھی۔۔ اسکے قدموں کی رفتار تیز ہوئی تھی۔۔

پھر اس نے دیکھا۔۔ وہ لڑکی گری تھی۔۔ اسی کھائی کی جانب۔۔ جہاں وہ بھاگ رہا تھا۔۔ مگر وہ اس تک پہنچ نہیں سکا تھا۔۔ وہ رک گیا تھا۔۔ اس میں جیسے اب آگے بڑھنے کی ہمت ختم ہو گئی تھی۔۔۔ مگر واجد نہیں رکا تھا۔۔ وہ بھاگا تھا۔۔ اسکی جانب۔۔۔ وہ لڑکی ڈھلان ہونے کی وجہ سے نیچے آرہی تھی۔۔ اور واجد اس کی جانب جا رہا تھا۔۔

اور پھر واجد نے ایک چھلانگ لگائی تھی۔۔ اور وہ اسے روکنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔ اسکا پورا وجود خون سے بھیگا ہوا تھا۔۔ واجد نے اسکی نبض چیک کی تھی۔۔

" ماسٹر" واجد کی آواز اسے سکتے سے باہر لے آئی تھی۔۔

" نبض بہت ہلکی ہے ماسٹر۔۔۔ اسے فوراً ہسپتال پہنچانا ہو گا" اس نے کہا تھا۔۔ یعنی وہ زندہ تھی۔۔؟؟

وہ اب تیزی سے اسکی جانب بڑھا تھا۔۔ اسے اٹھا کر وہ اپنی گاڑی کی جانب لایا تھا۔۔

" جلدی چلو واجد۔۔" ماسٹر نے اسے پچھلی سیٹ پر لٹایا تھا۔۔۔ اسکا سر اپنی گود میں رکھتے ہوئے اس نے اسکے چہرے پر سے بال ہٹائے تھے۔۔ کتنی معصوم تھی وہ۔۔ اور کتنی بہادر؟؟ اس نے دیکھا۔۔ اس کے پورے وجود میں کانچ کے ٹکڑے چبھے تھے۔۔ اس کے بازوں اور ٹانگ پر گولی لگی تھی۔۔ مگر پھر بھی۔۔۔ پھر بھی۔۔۔ وہ

بھاگ رہی تھی۔۔ کوئی انسان اتنی تکلیف میں اتنا کیسے بھاگ سکتا ہے؟ وہ بھی ایک لڑکی؟؟ اور وہ پہلی بار تھا۔۔ جب امل نے اسے حیران کیا تھا۔۔

" واجد۔۔۔ گاڑی مایا کے گھر کی جانب موڑو" ماسٹر نے کہا تھا۔۔ نظریں امل پر تھیں۔۔۔ اور واجد چونکا تھا۔۔

" مگر ماسٹر۔۔"

" جلدی۔۔۔" اس نے واجد کی بات کاٹ دی تھی۔۔ وہ امل کو مایا کی جانب لے کر جا رہا تھا۔۔ کیونکہ۔۔ اسے صرف امل کی جان نہیں بچانی تھی۔۔ بلکہ اسے شہزاد شاہ سے محفوظ بھی رکھنا تھا۔۔

گاڑی مایا کے گھر کے آگے روکی گئ تھی۔۔ ماسٹر اسے اپنے بازوؤں میں اٹھائے دروازے کی جانب بڑھا تھا۔۔ واجد نے آگے بڑھ کر بیل کی تھی۔۔ اور اگلے ہی پل مایا نے دروازہ کھولا تھا۔۔ وہ فوراً اسے لے کر اندر آیا تھا۔

" ماسٹر۔۔ آپ؟ اتنی رات کو یہاں؟" وہ گھبرائی ہوئی کہہ رہی تھی۔۔

" یہ لڑکی کون ہے؟ کیا ہوا ہے اسے؟"

" تم نے مصطفیٰ کو کال کی؟" اس کے سوالات اگنور کرتے ہوئے ماسٹر نے واجد سے پوچھا تھا۔۔

"جی وہ بس پہنچنے والا ہو گا" ہاتھ میں پہنی گھڑی کو دیکھتے ہوئے اس نے جواب دیا تھا۔۔

" اسے کہو جلدی آئے۔۔۔ مایا۔۔ اسے دیکھو۔۔ اسے فوراً ٹریٹمنٹ چاہیئے" صوفے پر سے دور ہوتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔ وہ زخمی حالت میں صوفے پر لیٹی تھی۔۔ اسکے جسم سے اب بھی خون بہہ رہا تھا۔۔ مایا نے اسکی نبض چیک کی تھی۔۔

" اسکی حالت ٹھیک نہیں ہے ماسٹر۔۔ ہمیں اسے فوراً ہسپتال لے کر جانا ہو گا" مایا نے فوراً کھڑے ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔

" میں کال کرتی ہوں ایمبولینس کو" اپنا موبائل اٹھایا تھا۔۔

" یہ کہیں نہیں جائے گی۔۔ اسے یہی ٹریٹمنٹ دینی ہے تم نے" ماسٹر کی آواز نے اسکی موبائل پر چلتی انگلی روکی تھی۔

" مگر ماسٹر۔۔ ہم اسے ایسے نہیں بچا سکیں گے۔۔ اسکی حالت بہت سیریس ہے"

" تمہیں میری بات سمجھ نہیں آئی مایا؟" سنجیدہ آواز میں کہا تھا۔۔ اور شاید آگے بھی کچھ کہنے لگے تھے جب کچھ آوازوں نے اسے روکا تھا۔۔

" میں سب سامان لے آیا ہوں۔۔" مصطفی نے آتے ساتھ کہا تھا۔۔ جب نظر سامنے صوفے پر لیٹی زخمی لڑکی پر پڑی تھی۔۔

" اوہ مائی گاڈ۔۔ چلو جلدی کرو۔۔ اسے اندر لے کر چلو۔۔ مایا جلدی سے اسکا ٹریمنٹ شروع کرو" مصطفی نے اپنے پیچھے آنے والے میڈیکل سٹاف کے تین لوگوں سے کہا تھا۔۔ جواب فوراً کچھ سامان لے کر اندر کی جانب گئے تھے جبکہ ماسٹر اب امل کو اٹھا کر سامنے والے روم کی جانب بڑھا تھا۔۔

" یہ کون ہے واجد؟" مصطفی نے واجد سے پوچھا تھا۔۔

" بس یہ سمجھو کہ ماسٹر کے لئے بہت بڑا امتحان ہے" واجد کے جواب پر وہ خاموش ہو گیا تھا۔۔ اب بس اسے اس لڑکی کی فکر تھی۔۔

تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا تھا مایا کو اندر امل کے ساتھ۔۔ وہ سب باہر ہی بیٹھے تھے۔۔

" اسکا کافی زیادہ خون بہہ چکا ہے۔۔ ہمیں بلڈ کی نیڈ ہے" مایا نے باہر آتے ہوئے کہا تھا۔۔

" بلڈ گروپ کیا ہے؟" واجد نے پوچھا تھا۔۔

" بی پوزیٹو" مایا نے جواب دیا تھا۔۔

" میں دونگا بلڈ۔۔ چلو" مصطفی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" مجھے یہ سامان چاہیئے" مایا نے جواد کی جانب ایک پیپر بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اوک میں ابھی لاتا ہوں" وہ کہہ کر جا چکا تھا۔۔

"وہ ٹھیک ہو جائیگی؟" ماسٹر کے سوال نے مایا کے بڑھتے قدم روکے تھے۔۔

" میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتی ماسٹر۔۔ اسکی حالت بہت سیریس ہے۔۔ آپریشن کرنا ہو گا۔۔ آپ دعا کریں" وہ کہہ کر اندر کی جانب چلی گئی تھی۔۔ جبکہ وہ وہی بیٹھا رہ گیا تھا۔۔

پوری رات اسکے ٹریٹمنٹ میں گزر گئی تھی۔۔ یہ صبح کے گیارہ بجے کا وقت تھا جب مصطفی سب کے لئے چائے لے کر آیا تھا۔۔

" مایا کہاں ہے؟" اس نے جواد سے پوچھا تھا۔۔

" اندر ہے ابھی تک" جواد نے چائے کا کپ اسکے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اچھا" کہتے ہوئے وہ اپنا کپ لے کر صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔۔ نظر سامنے ماسٹر کی جانب تھی۔۔ جو کہ رات سے اسی پوزیشن پر بیٹھا ہوا تھا۔۔

" ماسٹر۔۔۔ماسٹر۔۔" اس کے پکارنے پر وہ جیسے کسی گہری سوچ سے باہر نکلا تھا۔

" ہاں۔۔ کیا ہوا؟"

" آپ کچھ دیر اندر جا کر آرام کر لیں۔رات سے یہی بیٹھے ہیں" اس نے دھیمے لہجے میں کہا تھا۔۔

" میں کہیں نہیں جا رہا۔۔مایا نے کچھ بتایا؟کیسی ہے اب وہ؟" اس نے پوچھا تھا۔۔چہرے پر واضح پریشانی تھی۔۔

" آپریشن چل رہا ہے ابھی تک۔۔چائے؟" چائے کا کپ اسکی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تھا جسے انہوں نے خاموشی سے تھام لیا تھا۔۔

کچھ دیر بعد مایا باہر آئی تھی۔۔اور اسے دیکھتے ہی مصطفی کھڑا ہوا تھا۔۔

" کیا ہوا؟؟وہ ٹھیک ہے؟" اس نے فوراً پوچھا تھا جبکہ مایا ماسٹر کی جانب دیکھ رہی تھی تو اسے سوالیاں نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔

" گولیاں اور شیشے کے ٹکڑے نکال دیئے ہیں۔۔بہت گہرے زخم ہیں،خون بھی بہت بہا ہے اور اس کے علاوہ کھائی میں گرتے وقت اسکے سر پر چھوٹ لگی ہے۔۔۔" وہ خاموش ہوئی تھی۔۔

" چپ کیوں ہو گئی ہو؟آگے کہو؟" ماسٹر کی آواز میں بے چینی تھی۔۔جسے سب نے محسوس کیا تھا۔۔

" اسے شام تک ہوش آگیا تو معجزہ ہو گا ورنہ۔۔" وہ پھر رکی تھی۔۔

" ورنہ کیا مایا؟" اس بار مصطفی نے پوچھا تھا۔۔

" وہ کوما میں چلی گئی ہے۔۔۔کچھ پتہ نہیں کہ اسے کب ہوش آئے" مایا نے کہا تھا اور وہاں موجود وہ تینوں لوگ بس اسے دیکھتے ہی رہ گئے تھے۔۔۔

موجودہ وقت:

وہ اپنے سامنے بیٹھے اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔۔ جو اسی پر نظر جمائے ہوئے تھا۔۔ یہ وہی شخص تھا جس کے سامنے آنے کا وہ اتنے دن سے انتظار کر رہی تھی۔۔ مگر آج؟ آج جب وہ اسکے سامنے بیٹھا تھا تو کہانی کیسے پلٹ گئ تھی۔۔ اس نے سب سوچا تھا۔۔ مگر کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ جس شخص سے ملنے کے لئے وہ اتنے جتن کر رہی تھی۔ وہ شہزاد شاہ کا بیٹا ہو گا۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟

" تم۔۔۔" وہ ایک قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔ زبان جیسے الفاظ ادا کرنا بھول گئ تھی۔۔۔ وہ ڈر نہیں رہی تھی۔۔ وہ بس اس وقت شاکڈ تھی۔۔

" تم شہزاد شاہ کے بیٹے ہو؟ میری ماں باپ کے قاتل کے بیٹے ہو تم؟" اسے خود بھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ پوچھ رہی تھی یا بتا رہی تھی۔۔ اسے تو یہ احساس بھی نہیں ہوا تھا کہ جانے کب؟ اسکی آنکھیں بھیگی اور پھر آنسو بہنے لگے تھے۔۔ وہ جو بس اپنے سامنے بیٹھے اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔۔ جس نے اسکی جان بچائی تھی۔۔ جس کے اپنوں نے اسکی جان لے لی تھی۔۔۔

" میں نائل ہوں۔۔۔ تمہارے لئے میں صرف نائل شاہ ہوں۔۔ شہزاد شاہ سے خون کا تعلق ہے میرا۔۔ اس خون کو اپنے جسم سے نہیں نکال سکتا ہوں میں۔۔ مگر انہیں نکال سکتا ہوں۔۔" اس کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے کہا تھا۔۔

" کیا مطلب ہے ان سب کا؟ کیا چاہتے ہو تم؟" وہ تقریباً چیخی تھی۔۔ یہ شخص اسے پاگل کر رہا تھا۔۔

" انصاف۔۔۔ تمہیں انصاف دلانا چاہتا ہوں میں۔۔ تمہارے انتقام میں تمہارا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔۔ شہزاد شاہ کو اسکے انجام تک پہنچانا چاہتا ہوں۔۔ صرف ایک اگریمنٹ۔۔ اور پھر سب بدل جائے گا امل۔۔" وہ اس کی جانب بڑھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

" وہی رک جاؤ" انگلی اسکی جانب بڑھاتے ہوئے اس نے اسکے بڑھتے قدم روکے تھے۔۔

" تم میرے ماں باپ کے قاتل کے بیٹے ہو نائل شاہ۔۔۔ تمہارا اعتبار کیسے کر سکتی ہوں میں ؟؟ ہو سکتا ہے یہ بھی کوئی نئی چال ہو تمہاری" اس نے کہا تھا۔۔ اور سامنے کھڑے شخص کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔ شاید وہ اس سے اسی کی امید کر رہا تھا۔۔۔

" جانتا ہوں تم مجھ پر اعتبار نہیں کرو گی۔۔ اس لئے میں تم سے ایگریمنٹ کرنا چاہتا ہوں۔۔ تم اپنی سیکیورٹی کے لئے جو بھی رولز چاہو اس میں ایڈ کروا سکتی ہو۔۔ تھوڑی دیر میں وکیل آئے گا۔۔ تم اچھی طرح سوچ لو امل۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں شہزاد شاہ کو اسکے انجام تک پہچانے میں تمہارا ساتھ دونگا میں۔۔ بدلے صرف ایک نکاح ہی تو کرنا ہو گا تمہیں مجھ سے۔۔ گھاٹے کا سودا نہیں ہے یہ" وہ ایک ایک لفظ ٹھہر کر کہہ رہا تھا۔۔ جیسے اسے سمجھانا چاہتا ہو ۔۔

" نکاح تمہیں ' صرف ' لگتا ہے ؟؟ اگر مدد ہی کرنا چاہتے ہو تو نکاح کی کیا ضرورت ؟" اس نے پوچھا تھا۔۔ جس پر وہ ایک بار پھر مسکرایا تھا۔۔ ڈمپل ظاہر ہوا تھا۔۔ مگر اس بار امل نے اس پر غور نہیں کیا تھا۔۔ وہ کر بھی کیسے سکتی تھی ؟

" یہ تمہاری سیکیورٹی ہے امل۔۔ نکاح کے بعد تم بنا کسی خوف کے اس کے سامنے جا کر کھڑی ہو سکتی ہو۔۔ اس سے ایک ایک چیز کا جواب لے سکتی ہو۔۔ اور وہ۔۔ چاہ کر بھی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔۔ کیونکہ تمہارے اور اسکے درمیان میں کھڑا ہونگا۔۔ تمہارے سامنے ہو کر بھی وہ تم تک نہیں پہنچ پائے گا" اس نے کہا تھا۔۔ اور امل اس بات کو سمجھ چکی تھی۔۔

" تم بیٹے ہو اس کے ماسٹر۔۔۔کیوں کرو گے تم میری مدد؟" اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔انداز چیلینجنگ تھا۔

"کیونکہ میں صرف انکا بیٹا نہیں ہوں۔۔میں نائل ہوں۔۔کرمنل اسوسٹیگیٹر آفیسر نائل شاہ" مسکرا کر کہتے ہوئے وہ اسے حیران کر گیا تھا۔۔

وہ گاڑی پارک کرکے باہر نکلا تھا۔۔اور دوسری طرف کا دروازہ کھول کر ایک اور شخص باہر نکلا تھا۔۔جس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔۔

" وہ یہاں ہیں؟" اس شخص نے اس سے پوچھا تھا۔۔

" ہاں۔۔چلیں" وہ دونوں اب گھر کے اندر آئے تھے۔۔جہاں سامنے ہی ٹی لاؤنج کے ایک صوفے پر انہیں وہ نظر آ گیا تھا۔۔دونوں اسکی جانب بڑھے تھے۔۔

"کیسے ہیں ماسٹر؟" مصطفی نے اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ایگریمنٹ لائے وہ تم؟ " اسے اگنور کرتے ہوئے اس نے وکیل سے پوچھا تھا۔۔

" جی۔۔۔سب ریڈی ہے۔۔آپ دیکھ لیں" فائل اسکی جانب بڑھائی تھی۔۔جسے اس نے خاموشی سے تھاما تھا اور اب وہ اس کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔۔جبکہ وہ دونوں خاموشی سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

"گڈ۔۔اور دوسرے کام کا کیا ہوا؟" ماسٹر نے پوچھا تھا۔۔

" وہ لوگ بھی دو گھنٹے میں یہاں پہنچ جائینگے" وکیل نے جواب دیا تھا جبکہ مصطفی دونوں کو نا سمجھی سے دیکھ رہا تھا۔۔

" اوک۔۔ مصطفیٰ۔۔ اسے لے آؤ" ماسٹر نے مصطفیٰ سے کہا تھا۔۔ اور وہ تو جیسے اسی انتظار میں بیٹھا تھا۔۔ فوراً امل کے کمرے کی جانب گیا تھا۔۔

اس نے دروازہ ناک کیا تھا۔۔ مگر اندر سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔ اب وہ دروازہ کھول کر اندر آیا تھا۔۔ اس نے دیکھا وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی تھی۔۔ اتنی۔۔ کہ اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ کب وہ اس کے سامنے آکر بیٹھ گیا تھا۔۔

" امل۔۔" اس نے اسے پکارا تھا اور وہ جیسے اچانک ہوش میں آئی تھی۔۔

" مصطفیٰ۔۔ تم؟؟ یہاں کیسے؟" وہ اسے دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔۔

" ماسٹر نے بلایا ہے۔۔ تم ٹھیک ہو نا؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔۔ اور اسکی آنکھوں میں صاف دیکھ سکتی تھی وہ۔۔ اپنے کے لئے فکر۔۔

" میں ٹھیک ہوں۔۔ تم کیسے ہو؟" اس نے پوچھا تھا۔۔ انداز سنجیدہ تھا۔

" تمہارے لئے پریشان ہوں امل۔۔ کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

" تمہارے ماسٹر نے نہیں بتایا تمہیں" طنزیہ انداز تھا۔۔

" نہیں۔۔ نیچے وہ اور وکیل تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔۔ تم دونوں کے بیچ کیسا اگریمنٹ ہونے والا ہے امل؟" اس نے اپنا سوال دہرایا تھا۔۔

" معلوم ہو جائے گا تمہیں۔۔ چلو" وہ کھڑی ہو کر دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔

" تمہیں کیا ہوا ہے امل؟" وہ اس کے اس بدلے انداز پر مزید الجھ گیا تھا۔۔ امل کو تو اسے سامنے دیکھ کر خوش ہونا چاہئے تھا۔۔ مگر اس کے چہرے پر تو مسکراہٹ تک نہیں آئی تھی۔۔ وہ اتنی بدلی بدلی کیوں لگ رہی تھی؟

"نائل شاہ کی شناخت جاننے کے بعد مجھے کیسا ہونا چاہئے مصطفی؟" وہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔۔ جبکہ وہ وہی کھڑا رہ گیا تھا۔۔ حیران۔۔ پریشان۔۔۔ تو اسے سب معلوم ہو گیا تھا۔۔۔

وہ دونوں اس کے انتظار میں بیٹھے تھے۔۔ جب اسے سیڑھیوں پر قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی تھی۔۔ اس نے اس جانب دیکھا۔۔ وہ نیچے آرہی تھی۔۔ اسی پر نظر جماتے ہوئے۔۔ وہ بہت کانفیڈنٹ تھی۔۔ اور اس کا انداز بتا رہا تھا کہ جیسے وہ فیصلہ کر چکی تھی۔۔ اس کے پیچھے اب مصطفی بھی نیچے آیا تھا۔۔ وہ وکیل کے ساتھ جا کر بیٹھا تھا جبکہ امل اس کے بلکل سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔۔ وہ مسلسل اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

"یہ لیں میڈم" وکیل نے اسکی جانب وہی فائل بڑھائی تھی۔۔ امل نے اس سے نظر ہٹا کر اس فائل کو دیکھا۔۔ پھر دوبارہ اسے دیکھا۔۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

" ایگریمنٹ ہے۔۔ اسے اچھی طرح پڑھ لو تم۔۔ اگر کوئی اعتراض ہے تو بتاؤ۔۔ اور اگر کچھ ایڈ کرنا ہے تو وہ بھی کروالو" ماسٹر نے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ اور امل نے وہ فائل وکیل کے ہاتھ سے لی تھی۔۔ اب وہ مکمل اسکی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔۔

وہاں موجود تینوں لوگوں کی نظریں اسی پر اٹکی تھی۔۔ جو کہ فائل کے صفحے ہر کچھ دیر بعد پلٹ رہی تھی۔۔
تقریباً پانچ منٹ بعد اس نے فائل پر سے نگاہیں ہٹا کر سامنے موجود اس شخص کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ ٹٹولتی نگاہوں سے۔۔ جیسے اسکا دماغ پڑھنا چاہتا ہو۔۔ مگر ایسا کر نہیں سکا تھا۔۔۔ اس نے مصطفی کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس کی آنکھوں میں سوال تھے۔۔ وہ اب بھی انجان تھا۔۔ ہر بات سے۔۔

" مجھے اس میں کچھ ایڈ بھی کروانا ہے۔۔۔ اور کچھ چینجنگز بھی" اس نے ماسٹر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

جس نے وکیل کی جانب دیکھا۔۔وہ شاید اشارہ سمجھ چکا تھا۔۔اس نے امل کے ہاتھوں سے فائل لی تھی۔۔ایک پین جیب سے نکال کر وہ امل کے بولنے کا انتظار کرنے لگا تھا۔۔

" اس میں لکھا ہے کہ میں کسی کو بھی اپنی زندگی میں شامل کرنے کی کوشش نہیں کرونگی۔۔کسی اور کے قریب نہیں ہونگی۔۔۔ تمہیں انفارم کیئے بنا کسی اور سے بات تک نہیں کرونگی۔۔۔ مگر۔۔۔ میں ایسا کچھ نہیں کرونگی۔۔ اس پوانٹ کو کٹ کریں" وہ نائل شاہ کی آنکھوں میں دیکھ کر کہہ رہی تھی۔۔اور مصطفی کو یہ پہلا حیرانگی کا جھٹکہ لگا تھا۔۔

" یہ نہیں ہوگا۔۔تم جب جب جس جس کے ساتھ ہوگی۔۔مجھے تم خود انفارم کروگی۔۔اور ہمارے نکاح کے بعد میں تمہیں اجازت نہیں دونگا کہ تم کسی سے افیئرز چلاؤ" سخت انداز میں کہا تھا۔۔اور مصطفی کے سر پر جیسے آسمان آگرا تھا۔۔

" نکاح؟؟" مصطفی نے کہا تھا۔۔مگر کوئی اس کی جانب متوجہ نہیں ہوا تھا۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔

" میں رشتوں کا احترام کرنا جانتی ہوں نائل شاہ۔۔کانٹریکٹڈ ہی صحیح مگر نکاح تو کہلائے گا وہ۔۔اور میں اسکا احترام کرنا بھی جانتی ہوں۔۔ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں میں جو کسی اور کے نام کا ٹیگ لگا کر کسی اور سے دل لگاتی ہیں ۔۔اس لئے۔۔میری ریسپیکٹ کی خاطر۔۔ تمہیں یہ پوائینٹ کٹ کرنا ہوگا۔۔" اسی کے انداز میں جواب دیا تھا ۔۔اور مصطفی بس حیرانگی سے سن رہا تھا۔۔اسے اب سمجھ آنے لگا تھا سب۔۔

" میں جانتا ہوں تم ایسی نہیں ہو۔۔ مگر یہ پوائنٹ سیکیورٹی کے لئے ضروری ہے" وہ کسی بھی صورت میں یہ پوائنٹ کٹ نہیں کر سکتا تھا۔۔ اسے ڈر تھا۔۔ امل کے بدل جانے کا ڈر۔۔ یا شاید؟ کسی اور کے قریب ہو جانے کا ڈر ؟

" ٹھیک ہے۔۔ پھر میری جانب سے یہی پوائنٹ انکے لئے بھی ایڈ کریں آپ۔۔ جب تک یہ کانٹریکٹ ہم دونوں کے درمیان موجود ہے۔ کسی بھی لڑکی سے بات یا ملنے، دوستی یا محبت کرنے کے لئے میری اجازت لینی ہو گی"

اس کی بات ہر وہ مسکرایا تھا۔۔ ڈمپل ظاہر ہوا تھا۔۔ آخر وہ امل شاہ تھی۔۔۔ اس کے جیسی۔۔ اس کے مقابل۔۔

" منظور ہے" اس نے وکیل کو اشارہ کیا تھا اور وہ فوراً فائل میں اب کچھ لکھنے لگا تھا۔۔

" کچھ اور؟" اب اس نے امل سے پوچھا تھا۔۔

" ہاں۔۔" فوراً جواب آیا تھا۔۔ مصطفی اب حیرانگی سے نکل چکا تھا۔۔ بس خاموشی سے اس کولڈ وار کو دیکھ رہا تھا ۔۔ جو اس دونوں کے درمیان چل رہی تھی۔۔

" بولو۔۔ جو کچھ ایڈ کروانا ہے سب بتاؤ" ماسٹر نے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" کیونکہ یہ نکاح صرف ایک کانٹریکٹ ہے۔۔ اس لئے ہمارے ایک دوسرے پر کوئی حقوق اور فرائض نہیں ہونگے۔۔ تم مجھ پر کوئی حق نہیں جتاؤ گے اور نہ ہی میں ایسا کچھ کرونگی۔۔ ہم دونوں جس مقصد کے لئے ایک ساتھ ہیں۔۔ صرف اس کے لئے ہی ساتھ ہونگے۔۔ اس کے علاوہ ایک دوسرے کی پرسنل سپیس میں آنے کی کوشش نہیں کرینگے ہم۔۔۔ تم مجھے کبھی کچھ ایسا کرنے کا نہیں کہو گے جو میں کرنا نہیں چاہتی۔۔ مجھ پر کسی کام کی کوئی زبردستی نہیں ہو گی۔" وہ رکی تھی۔۔ سامنے بیٹھے شخص کے تعصورات دیکھنے کے لئے۔۔ جو سنجیدہ تھا۔۔

" اوکے۔۔۔ اور؟" اس نے کہا تھا۔۔ اور امل نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔ شکر ہے وہ مان تو رہا تھا۔۔

" جس دن ہم اپنے مقصد کو حاصل کر لینگے۔۔اسی دن یہ کانٹریکٹ ایکسپائر ہو جائے گا۔۔" وہ آگے جھکی تھی۔۔ نگاہیں ماسٹر کی نگاہوں پر جمی تھی۔۔" اسی دن۔۔ہم دونوں اس کانٹریکٹ سے آزاد ہو جائینگے۔۔ہم دونوں کے راستے الگ ہونگے" اور یہی وہ ڈیمانڈ تھی۔۔ جس پر ماسٹر کے تصورات بدلے تھے۔۔وہ دیکھ سکتی تھی۔۔اسکی آنکھوں میں غصہ۔۔جیسے وہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

مصطفی نے دیکھا۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔ماسٹر کی آنکھیں ضبط سے لال ہو رہی تھیں۔۔جبکہ امل کی نگاہوں میں کچھ نہیں تھا۔۔صرف سنجیدگی تھی۔۔واقعی۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کے ٹکر کے تھے۔۔

" اوکے" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ماسٹر کی آواز آئی تھی۔۔ جس پر امل کچھ حیران ہوئی اور پھر اس نے ایک اور گہری سانس لی تھی۔۔ایک اور مشکل مرحلہ بھی گزر گیا تھا۔۔

" بس اب ایک آخری پوانٹ رہ گیا ہے" امل نے کہا تھا۔۔اور مصطفی نے اسے گھورا تھا۔۔آخر اب اور کس چیز کی کثر رہ گئی تھی؟

" کہو؟" ماسٹر نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

" تم مجھ سے کم از کم چار فٹ دور رہ کر بات کرو گے" اور بس۔۔یہی وہ بات تھی۔۔ جس نے مصطفی کا منہ حیرانگی سے کھول دیا تھا۔۔جس نے وکیل کو اپنی ہنسی کنٹرول کرنے پر مجبور کیا تھا۔۔اور جس نے ماسٹر کے ڈمپل کو پھر سے ظاہر ہونے پر مجبور کیا تھا۔۔

"کیوں؟ تمہیں ڈر ہے کہ میری قربت سے تم بہک جاؤ گی؟" گہری مسکراہٹ اور چمکتی نگاہوں کے ساتھ اس نے کہا تھا۔۔اور اب۔۔امل بھی مسکرائی تھی۔۔

" نہیں۔۔مجھے ڈر ہے کہ تم قربت کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دوگے" اور اس کے جواب پر مصطفیٰ مسکرایا تھا

۔۔واہ امل واہ! کمال ہو تم۔۔۔اس نے اسے داد دی تھی۔۔

" لکھو۔۔" امل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ وکیل سے کہہ رہا تھا جو فوراً فائل پر متوجہ ہوا تھا۔۔

" میں امل سے چار فٹ دور رہ کر بات کرونگا۔۔جب تک۔۔وہ خود مجھے قریب ہونے پر مجبور نہ کریں"

مسکراہٹ مزید گہری ہوی تھی۔۔آنکھوں میں چمک بڑھی تھی۔۔اور امل کچھ دیر کے لئے۔۔صرف کچھ دیر کے لئے اس چمک میں کھو سی گئی تھی۔۔۔

" فکر مت کرو۔۔ایسا کبھی نہیں ہوگا" اس نے نظریں پھیرتے ہوئے کہا تھا۔۔وہ اب مزید اسکی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

" جسٹ ویٹ اینڈ واچ سلیپنگ بیوٹی" اس پر نظر جماتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اب آپ دونوں سائن کر سکتے ہیں" وکیل نے فائل ماسٹر کی جانب بڑھائی تھی۔۔جس نے اس پر فوراً سائن کئے تھے۔۔اور اب اس نے فائل امل کی جانب بڑھائی تھی۔۔جس نے فائل لے کر اس پر ایک آخری نظر ڈال کر سائن کئے تھے۔۔اس نے آج بہت بڑا فیصلہ کیا تھا۔۔صرف اپنے ماں باپ کی خاطر۔۔۔وہ جانتی تھی آنے والے دن مشکل ہوسکتے ہیں۔۔مگر وہ پھر بھی مطمئن تھی۔۔اسے خود پر بھروسہ تھا۔۔

" اب آپ بھی گواہ کی حیثیت سے سائن کرلیں" وکیل صاحب سے مصطفیٰ کی جانب فائل بڑھائی تھی۔۔جس نے فائل لیتے ہوئے امل کی جانب دیکھا تھا۔۔جواب اسی کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔

وہ مسکرایا تھا۔۔اسے حوصلہ دینے کے لئے۔۔وہ جانتا تھا کہ یہ سب اس کے لئے کتنا مشکل تھا۔۔

وہ بھی مسکرائی تھی۔۔اسے بتانے کے لئے کہ اس وقت اسے اسکی کتنی ضرورت تھی۔۔

مصطفی نے سائن کر دیئے تھے۔۔اور ایگریمنٹ ہو چکا تھا۔۔

" ایک گھنٹے میں قاضی اور گواہ آنے والے ہیں" وکیل نے کہا تھا۔۔اور امل ایک گہری سانس لے کر کھڑی ہوئی تھی۔۔

" میں تب تک مصطفی کے ساتھ اکیلی رہنا چاہتی ہوں" وہ کہہ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔۔اور مصطفی ماسٹر کو اگنور کرتا ہوا اس کے پیچھے آیا تھا۔۔۔

" آپ نے صحیح کہا تھا ماسٹر۔۔یہ لڑکی کمال ہے" وکیل نے کہا تھا۔۔اور ماسٹر مسکرایا تھا۔۔

" چائے؟" چائے کا کپ اسکی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" تمہیں ویسے چائے والا ہونا چاہئے تھا" کپ لیتے ہوئے امل نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

" میں اگر چائے والا ہوتا تو آج تمہارے ساتھ کیسے ہوتا؟" اس کے ساتھ بیٹھتا تھا۔۔

" ہاں یہ بھی ہے۔۔تمہارا ساتھ بہت اہم ہے میرے لئے" چائے کا گھونٹ بھرا تھا۔۔

" تم پریشان مت ہو امل۔۔سب اچھا ہی ہو گا"

" تمہیں کیا لگتا ہے مصطفی؟ کیا میں نے اسکی بات مان کر ٹھیک کیا ہے؟" وہ پوچھ رہی تھی۔۔

" تم نے ٹھیک کیا ہے۔۔میں انہیں بہت لمبے عرصے سے جانتا ہوں۔۔اپنے وعدے سے پھرنے والوں میں سے نہیں ہیں وہ" اس سے اسے تسلی دی تھی۔۔

" اللہ کرے ایسا ہی ہو"

" ایسا ہی ہو گا۔۔" وہ پر یقین تھا۔۔

"مایا کیسی ہے؟" اسے مایا کا خیال آیا تھا۔۔

"ٹھیک ہے وہ۔۔ تمہارے لئے پریشان تھی۔۔"

"وہ بہت اچھی ہیں" مسکرا کر کہا تھا۔۔

"اور میں؟"

"تم تو بہت خاص ہو۔۔۔ ایک بہترین دوست" اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

"اور تم کمال ہو امل۔۔ بہت یونیک" اور اس کی بات پر اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ وہ بس مسکرائی تھی۔۔ جیسے اسے اس بات پر یقین نہ ہو۔۔

باقی کا تمام وقت ان دونوں نے خاموشی سے ہی گزارا تھا۔۔ ایک گھنٹے کا وقت گزرا تھا جب دروازے پر کسی نے دستک دی تھی۔۔

"آ جائیں" مصطفی نے کہا تھا۔۔ اور دروازہ کھول کر ایک شخص اندر آیا تھا۔۔

"ارے جواد۔۔۔ تم؟ کیسے ہو؟" مصطفی اس شخص کو دیکھ کر خوشی سے اسکی جانب بڑھا تھا۔۔

"بلکل ٹھیک۔۔ تم کیسے ہو؟" وہ بھی اتنا ہی خوش تھا۔۔

"میں بھی ٹھیک۔۔ یہاں کیسے؟"

"ماسٹر نے بلایا ہے۔۔ گواہی کے لئے" جواد کے جواب پر مصطفی نے امل کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو مسکرائی تھی۔۔ ایک اداس مسکراہٹ۔۔۔

"کیسی ہیں میڈم آپ؟" جواد اب امل کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

"ٹھیک ہوں۔۔ آپ؟"

" میں بھی ٹھیک۔۔ اچھالگا آپکو صحت مند دیکھ کر" اس نے کہا تھا۔۔ اور جواب میں امل نے مصطفی کی جانب دیکھا تھا۔۔

" یہ اس رات ماسٹر کے ساتھ تھا۔۔ یہ دونوں تمہیں ہمارے پاس لائے تھے" مصطفی نے اسے جواب دیا تھا۔۔

" تھینک یو جواد۔۔" امل نے شکریہ ادا کرنا مناسب سمجھا تھا۔۔ حالانکہ ایسا اس نے ماسٹر سے تو نہیں کہا تھا۔۔

" اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ ہماری جگہ کوئی بھی ہوتا تو یہی کرتا" جواد کے جواب پر وہ صرف مسکرائی تھی۔۔

" اگر آپ تیار ہیں تو میں قاضی کو لے آؤں؟" جواد نے کہا تھا۔۔ اور کچھ پل کے لئے۔۔ صرف کچھ پل ہی کے لئے امل کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔

" لے آؤ انہیں" جواب مصطفی کی جانب سے آیا تھا۔۔۔ اور جواد سر ہلا کر باہر چلا گیا تھا۔۔

" جانتا ہوں کہ مشکل ہے امل۔۔ مگر تم تو ہر مشکل سے گزرنے کا حوصلہ رکھتی ہو۔۔ اور اب تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔ پریشان مت ہو۔۔" مصطفی نے کہا تھا اور اس نے سر ہلایا تھا۔۔

ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا وہ۔۔ وہ ہر مشکل سے گزرنے کا حوصلہ رکھتی ہے۔۔ اور مصطفی جیسے دوست کے ہوتے ہوئے تو اسے ہر مشکل آسان ہی لگتی ہے۔۔۔ ویسے بھی یہ راستہ اس نے اپنے ماں باپ کے لئے چنا تھا۔۔ اور اپنے ماں باپ کے قاتلوں کو انکے انجام تک پہنچانے کے لئے۔۔ وہ کچھ بھی کرنے کے لئے تیار تھی۔۔

دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔ اور امل اپنی سوچوں سے باہر آئی تھی۔۔ اس نے فوراً اپنے سر پر دوپٹہ لیا تھا۔۔

اسکا پورا وجود کانپ رہا تھا۔۔

قاضی نے اس سے کچھ پوچھا تھا۔۔ اور اچانک ہی کچھ منظر اسکی آنکھوں کے سامنے آئے تھے۔۔

گھر۔۔ماما۔۔پاپا۔۔خوشیاں۔۔۔پھر گھر۔۔آگ۔۔اندھیری سڑک پر بھاگنا،فائر کی آوازیں۔۔۔کھائی۔۔اور پھر اندھیرا۔۔

اس کی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے تھے۔۔اس نے نظر اٹھا کر سامنے کھڑے مصطفی کی جانب دیکھا تھا۔۔جس نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔۔وہ اس کا حوصلہ باندھ رہا تھا۔۔وہ اپنے ساتھ کا یقین دلا رہا تھا۔۔

اور پھر۔۔اس نے خود کو کہتے سنا تھا۔۔

" قبول ہے" بھیگی آواز تھی۔۔

قاضی نے پھر کچھ پوچھا تھا۔۔اس نے پھر خود کو کہتے سنا تھا۔۔

" قبول ہے۔۔۔قبول ہے""

بس۔۔۔اتنی سے بات تھی۔۔۔اور آغاز ہو چکا تھا۔۔

ایک نئے رشتے کا۔۔ایک نئی کہانی کا۔۔ایک نئے سفر کا۔۔ایک نئی منزل۔۔اور ایک نئے انجام کا۔۔۔

وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھی ایک فائل سٹڈی کر رہی تھی جب دروازے پر دستک دی گئی تھی۔۔

" آجائیں" فائل سے نظر اٹھا کر اس نے آنے والے کو دیکھا۔۔اور اسکی آنکھیں حیرت اور پھر غصے سے بھرنے لگی تھیں۔

" تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" اپنی کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے اس نے آنے والے سے پوچھا تھا۔۔

" تم سے ملنے آیا ہوں" اطمینان سے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

”میں تم سے ملنا نہیں چاہتی۔۔چلے جاؤ یہاں سے“ وہ اب بھی بے حد غصہ تھی۔۔اس کے منع کرنے کے باوجود وہ اس کے سامنے آچکا تھا۔۔

”چلا جاؤنگا مایا۔۔تم سے بس کچھ پوچھنا ہے میں نے۔۔بیٹھ جاؤ“ کرسی کی جانب اشارہ کیا تھا ایسے جیسے یہ آفس اسکا ہو۔

”کیا پوچھنا ہے؟“ بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

”وہ لڑکی۔۔۔یہیں تمہارے ساتھ رہتی ہے نہ؟“ اس نے پوچھا تھا اور مایا کو ایک خوف نے گھیر ا تھا۔۔

”سوچنا بھی مت۔۔اس کے بارے میں کچھ سوچنا بھی مت فرہاد۔۔وہ جہاں بھی ہے۔۔میں تمہیں اس تک پہنچنے کی اجازت نہیں دونگی“ انگلی اسکی جانب اٹھاتے ہوئے اسے وان کیا تھا۔۔

”جہاں بھی نہیں۔۔وہ یہی ہے۔۔تمہارے ساتھ۔۔مجھے بس میرے سوال کا سچ سچ جواب دو مایا۔۔اس کے بعد چلا جاؤنگا میں“ اسکی آنکھوں میں غور سے دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

”وہ میرے ساتھ نہیں ہے“ مایا نے کہا تھا۔۔اور وہ اسکی آنکھوں میں سچ دیکھ چکا تھا۔۔اسے اس سچ کی توقع نہیں تھی مگر تھا تو یہ سچ ہی۔۔

”اوکے“ وہ کہہ کر کھڑا ہوا اور خاموشی سے وہاں سے چلا گیا تھا۔۔

مایا نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔شکر ہے کہ امل ان دنوں واقعی اس کے ساتھ نہیں تھی۔۔ورنہ وہ یقیناً اسکا جھوٹ پکڑ لیتا۔۔

اس نے موبائل اٹھا کر کسی کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔

”تم کب واپس آؤ گے مصطفی؟“ کال ریسیو ہوتے ہی اس نے پوچھا تھا۔

" ہم شام تک پہنچ جائیں گے۔۔راستے میں ہی ہیں۔۔" ایک ریسٹورانٹ میں بیٹھے مصطفی نے اس سے کہا تھا۔۔

" اوک۔۔جلدی آجاؤ بس" اپنے بال کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" سب ٹھیک ہے مایا؟" مصطفی اسکی آواز میں پریشانی بھانپ گیا تھا۔۔

" سب ٹھیک ہے۔۔تم آجاؤ۔۔پھر بات کرتے ہیں"

" اوک۔۔اچھا سا ڈنر تیار رکھنا ہمارے لئے" سامنے بیٹھی امل کو آنکھ مارتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" ہاں معلوم ہے مجھے۔فکر مت کرو سب اچھا ہو گا" مسکراتے ہوئے اس نے کال کٹ کی تھی۔۔اور ایک گہری سانس لے کر دوبارہ اسی فائل کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔۔

"کیا کہہ رہی تھی مایا؟" اپنی کافی کا کپ اٹھاتے ہوئے اس نے مصطفی سے پوچھا تھا۔۔

"کچھ نہیں۔۔لگتا ہے بہت یاد کر رہی ہے مجھے" گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔

" تم بھی کچھ کم یاد نہیں کر رہے اسے" انداز چھیڑنے والا تھا۔

" تمہارے ہوتے ہوئے کسی اور کو یاد کیسے کر سکتا ہوں میں سلیپنگ بیوٹی" اسکی جانب جھکتے ہوئے معنی خیز انداز میں کہا تھا۔۔

" بلکل ایسے ہی جیسے ابھی کر رہے ہو" گہری مسکراہٹ کے ساتھ جواب آیا تھا۔۔

" نہیں نہیں امل۔۔تم جیسا سوچ رہی ہو ایسا کچھ نہیں ہے" مصطفی نے اسے جیسے یقین دلانا چاہا تھا۔۔

" مگر میں نے تو کچھ کہا ہی نہیں" کاندھے اچکاتے ہوئے معصومانہ انداز میں کہا تھا۔۔

" اٹھو اب۔۔آگے سفر بھی کرنا ہے ہم نے" کھڑے ہوتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔انداز صاف بھاگنے والا تھا

۔۔

" اوک اوک۔۔ چلو" ہنستے ہوئے وہ اٹھی تھی۔۔

" اللہ ماسٹر پر رحم کرے۔۔ پتہ نہیں کیسے برداشت کریں گے تمہیں وہ" گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا تھا۔۔

" جیسے میں اسے برداشت کر رہی ہوں" جواب حاضر تھا۔۔

" ہاں۔۔ ہاں۔۔ ٹھیک کہا آپ نے میڈم۔۔ دونوں ہی برابر ہو" گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ٹاپک چینج کر لیا ہے تم نے مگر کچھ بھولی نہیں ہوں میں" کہتے ہوئے وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تھی۔۔ وہ واپس اسلام آباد جا رہے تھے۔۔ کل نکاح کے بعد اسکی ماسٹر سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔۔ وہ فوراً وہاں سے چلا گیا تھا۔۔ یہ اچھا بھی تھا۔۔ وہ ماسٹر کا مزید سامنا کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔۔ اسے کچھ وقت بھی چاہئے تھا۔۔ سوچنے کے لئے۔۔ آنے والے وقت کے لئے خود کو تیار کرنے کے لئے۔۔ وہ دونوں صبح سویرے ہی اسلام آباد کے لئے نکل چکے تھے۔۔ امید تھی کہ آج شام تک وہ وہاں پہنچ بھی جائیں۔۔ چند گھنٹوں نے ہی سب کچھ بدل لیا تھا۔۔ اور آنے والے بدلاؤ کے لئے۔۔ اسے بہت کچھ سوچنا بھی تھا۔۔۔

حویلی میں آؤ تو ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی یہاں خاموشی کا راج تھا۔۔ ایسے جیسے یہاں کوئی تھا ہی نہیں۔۔ مگر اگر ٹی وی لاؤنج کے دائے جانب موجود گیسٹ روم میں آؤ تو یہاں تین لوگ موجود تھے۔۔ جبکہ گیسٹ روم کے دروازے پر زویا کھڑی اندر موجود لوگوں کی باتیں سننے میں مصروف تھی۔۔

" نائل کو گھر آئے ہوئے اس بار زیادہ لمبا عرصہ نہیں ہو گیا بھائی صاحب" جمشید صاحب نے سامنے بیٹھے شہزاد شاہ سے کہا تھا۔۔

" تمہیں تو معلوم ہے جمشید۔۔ اسکی پرانی عادت ہے یہ جب تک کسی کیس کو حل نہیں کرلیتا وہ گھر نہیں آتا۔۔ ضرور کسی نئے پیچیدہ کیس کو حل کرنے میں مصروف ہو گا" شہزاد صاحب کی جانب سے جواب آیا تھا۔۔

" وہ تو ٹھیک ہے بھائی صاحب مگر ایسا کب تک چلے گا؟ میں اب مزید انتظار نہیں کرنا چاہتا۔۔ زویا کی پڑھائی ختم ہوئے بھی سال گزر گیا ہے۔۔ اب میں اسکی شادی کرنا چاہتا ہوں" جمشید صاحب نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔ جبکہ شہزاد صاحب نے اب سادیہ بیگم کی جانب دیکھا تھا۔۔ جنہوں نے نظریں پھیر لی تھیں۔۔ جیسے وہ کچھ چھپانا چاہتی ہوں۔۔

" تم اسکی فکر مت کرو جمشید۔۔ زویا کی شادی ہم بہت دھوم دھام سے کریں گے۔۔ وہ ہماری بھی بیٹی ہے" شہزاد صاحب نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

" مگر میں اب اور انتظار نہیں کرنا چاہتا بھائی صاحب۔۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بار جب وہ آئے تو آپ اس سے بات کرکے کوئی تقریب رکھیں۔۔ میں اس فرض کو اب جلد ادا کرنا چاہتا ہوں" وہ کہہ وہاں سے جانے لگے تھے جب دروازے کے پاس کھڑی زویا جلدی سے اپنے کمرے کی جانب بھاگی تھی۔۔

" کیا آپ اس سے بات کریں گے؟" جمشید کے جاتے ہی سادیہ بیگم نے ان سے پوچھا تھا۔۔

" ہاں۔۔ لگتا ہے اب بات کرنے کا وقت آگیا ہے" ایک گہری سانس لیتے ہوئے شہزاد شاہ نے کہا تھا۔۔

" اگر اس نے انکار کر دیا تو؟" سادیہ بیگم نے اپنا خدشہ ظاہر کیا تھا۔

" ایسا نہیں ہو سکتا سادیہ۔۔ میں اپنے بھائی کو زبان دے چکا ہوں۔۔ اور ویسے بھی خاندان میں زویا کے علاوہ کوئی بھی لڑکی اس کے معیار کی نہیں ہے۔۔ وہ مان جائے گا"

" اللہ کرے ایسا ہی ہو" سادیہ بیگم بس دعا ہی کر سکتی تھیں۔۔ مگر دل یہ ماننے سے انکاری تھا۔۔ جانے کیوں؟

وہ رات دس بجے کے قریب فلیٹ پر پہنچے تھے۔۔ اپنے وعدے کے مطابق مایا نے انکے لئے ایک اچھے ڈنر کا انتظام کیا تھا۔۔ کھانا کھانے کے بعد وہ دونوں ہی اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے چلے گئے تھے۔۔

صبح نو بجے کے قریب وہ تیار ہو کر اپنا بیگ کاندھے سے ٹکائے کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔ مگر خلافِ توقع آج اسے مصطفی کی جگہ مایا کچن میں چائے بناتی نظر آئی تھی۔۔

" یہ تم اتنی صبح صبح کہا جا رہی ہو؟" اسے تیار دیکھ کر مایا نے پوچھا تھا۔۔

" یونیورسٹی۔۔ اور کہاں جا سکتی ہوں؟" مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

" رات کو ہی تو اتنی لمبی ڈرائیو کے بعد آئے ہو تم دونوں۔۔ آرام کرنا چاہئے آج۔۔ کل چلی جانا یونیورسٹی"

" نہیں۔۔ میرا ویسے ہی بہت لاس ہو چکا ہے۔۔ اب میں اور حرج نہیں کرنا چاہتی۔۔ مصطفی سو رہا ہے؟" گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔

" ہاں۔۔۔ کافی تھک گیا ہے نا"

" اوکے۔۔ میں چلتی ہوں پھر" وہ کہہ کر دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔

" ناشتہ تو کر لو"

" ابھی میں بہت جلدی میں ہوں مایا۔۔ وہی کچھ کھا لونگی۔۔ مصطفی اٹھے تو اسے بتا دینا پلیز۔۔ اوکے بائے" وہ جلدی سے کہہ کر باہر نکلی تھی۔۔ مصطفی کی گاڑی کی چابی جو اس نے کل رات ہی چھپ کر اٹھالی تھی، اسے ہاتھ میں گماتے ہوئے وہ مصطفی کی گاڑی کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ جانے کتنے عرصے بعد آج اسکا ڈرائیونگ کرنے کا دل چاہ رہا تھا۔۔

گاڑی یونیورسٹی کے باہر روک کر وہ باہر نکلی تھی۔۔ تازی ہوا نے اسکے بالوں کو اسکے چہرے کے گرد بکھیر دیا تھا جسے وہ انگلیوں کی مدد سے اپنے چہرے سے ہٹاتی گاڑی کو لاک کر کے یونیورسٹی کے جانب بڑھی تھی۔۔ لائیٹ پنک کلر کی ٹاپ، بلیک ڈراوزر، اسی کے ساتھ کا دوپٹہ گلے میں لپیٹے، کمر کے قریب تک بکھرے کھلے بال جنہیں یونیورسٹی میں کھلا چھوڑنا اسکی عادت نہیں تھی مگر آج دیر سے آنکھ کھلنے کی وجہ سے اسے انہیں باندھنے کی فرصت بھی نہیں ملی تھی۔۔ اور اب وہ ہوا کی وجہ سے بار بار اسکے چہرے کو ڈھک کر اسے تنگ کر رہے تھے۔۔۔ میک اپ تو وہ ویسے بھی نہیں کرتی تھی۔۔۔ بے بی پنک کلر کی لائیٹ لپ گلو لگائی تھی۔۔ اس وقت بھی وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتی تیزی سے کلاس کی جانب بڑھ رہی تھی جب اچانک کسی مضبوط وجود سے ٹکرائی۔۔ اور دونوں ہی کے ہاتھ میں پکڑی کتابیں نیچے گریں تھیں۔۔

" ائی ایم سو سوری۔۔" سامنے کھڑی شخص کو دیکھے بناوہ کتابیں اٹھانے کے لئے نیچے جھکی تھی۔۔

" امل؟" اس شخص کی حیران کن آواز پر اس نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

" ارے فرہاد۔۔ کیسے ہیں آپ؟" کتابیں اسکی جانب بڑھاتے ہوئے امل نے کہا تھا۔۔

" کچھ دیر پہلے تک تو ٹھیک نہیں تھا۔۔ مگر اب سب ٹھیک ہو گیا ہے" اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" کیا مطلب؟ کیا ہوا تھا کچھ دیر پہلے اور اب؟" نا سمجھی سے پوچھا تھا۔۔

" تم کہاں تھی اتنے دنوں امل۔۔ کتنی کالز کی تھیں میں نے تمہیں" جانے اسکی آواز میں ایسا کیا تھا کہ امل کو چونکنا پڑا تھا۔۔ وہ اسکے لئے فکر مند تھا؟ کیسے بے چینی تھی اسکی آواز میں؟ اور یہ کیسا شکوہ کر رہا تھا وہ اس سے؟

" میری کزن کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔۔ آپ کیوں کالز کر رہے تھے؟ کوئی کام تھا کیا؟"

" تم یاد آرہی تھی بہت۔۔ اس لئے کالز کرلیں" جواب حاضر تھا۔۔ ایسا جواب جو امل کو لاجواب کر گیا تھا۔۔

" آج ہی میں نے صبح مصطفیٰ کا چہرہ نہیں دیکھا تھا" وہ بس سوچ کر رہ گئی تھی۔۔

" کلاس شروع ہونے والی ہے۔۔ چلو" فرہاد نے اسے اندر جانے کا راستہ دیتے ہوئے کہا تھا۔۔ اور وہ خاموشی سے اندر چلی گئی تھی۔۔

اسکی آنکھ دوپہر کے ایک بجے کھلی تھی۔۔ گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے وہ اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔ آنکھیں اب بھی نیند سے بھری ہوئی تھی۔۔ جانے اسکی نیند اتنا سونے کے بعد بھی پوری کیوں نہیں ہوتی تھی؟ جمائی روکنے کے لئے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ کچن کی جانب آیا تھا۔۔ ارادہ چائے بنانے کا تھا مگر مایا کو وہاں کام کرتے دیکھ کر اسے وہی رکنا پڑا تھا۔۔

" زہے نصیب۔۔ آج تو صبح صبح ڈاکٹرنی کا دیدار ہوا ہے۔۔ لگتا ہے پورا دن کسی مرض میں گزرنے والا ہے" شیلف کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" پہلی بات تو یہ صبح نہیں بلکہ دوپہر کا وقت ہے۔۔ اور دوسری یہ کہ تم مرض کی فکر مت کرو۔۔ مرض کو بھی کبھی مرض ہوا ہے بھلا؟" چائے کا کپ اسکے سامنے رکھتے ہوئے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔

" یہ مرض بھی تو آپکا ہی لگایا ہوا ہے جناب۔۔ دوا بھی کر دیجئے" دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

" کیوں نہیں۔۔ ڈاکٹرز کا تو کام ہی یہی ہوتا ہے۔۔۔ رکو ذرا میں ابھی انجیکشن لاتی ہوں" سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ آگے بڑھی تھی۔۔

" انجیکشن!" وہ تقریباً چیختے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔۔

" ہاں ظاہر ہے۔۔ دل کا مرض ہے تمہیں۔۔ تو دل میں انجیکشن تو لگانا ہو گا نا" معصومیت سے کہا تھا۔۔

" کس نے کہا مجھے مرض ہے؟؟ بلکل ٹھیک ہوں میں۔۔ دیکھو۔۔ بلکل ہشاش بشاش" ہاتھ کی مٹھی سینے پر مارتے ہوئے اس نے جیسے یقین دلایا تھا۔۔

" تم کہتے ہو تو مان لیتی ہوں" مسکراتے ہوئے وہ دوبارہ چولہے کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔

" کیا بنا رہی ہو؟" چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔

" سرپرائز ہے۔۔ دیکھ لینا بعد میں" پتیلی کو ڈھک کر چولہا بند کرتے ہوئے وہ اس کے قریب آئی تھی۔

" آج ہاسپٹل نہیں گئی تم؟"

" نہیں۔۔ سوچا آج کا دن تم دونوں کے ساتھ گزاروں" مسکرا کر کہتے ہوئے وہ اسکے سامنے بیٹھی تھی۔۔

" تو اسے بھی جگاؤ نہ۔۔ مجھے تو لگتا تھا کہ ایک میں ہی یہاں زیادہ سوتا ہوں مگر وہ میڈم تو اب تک نہیں جاگیں" اسے اب امل کا خیال آیا تھا۔۔

" وہ بہت پہلے جاگ بھی چکی ہے۔۔ اور جا بھی چکی ہے"

" جا چکی ہے؟؟ کہاں؟" چائے کا کپ رکھتے ہوئے اس نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔۔

" یونیورسٹی۔۔ میں نے منع کیا تھا مگر کہنے لگی کہ کافی لاس ہو گیا ہے پہلے ہی اسکا۔۔ اس لئے جانا ضروری ہے"

" حد ہو گئی ہے امل۔۔ تم کبھی نہیں سدھر سکتی۔۔۔ کیسے گئی ہے وہ؟" اس نے دوسرا سوال کیا تھا۔۔ واپس آتے ساتھ ہی امل نے اسے پریشان کرنا شروع کر دیا تھا۔۔

" فکر مت کرو۔۔ تمہاری گاڑی کی چابی چرا کر گئی ہے" مسکراتے ہوئے اس نے مصطفی کو اطلاع دی تھی۔۔

" کیا بات ہے! یہ لڑکی مجھے کبھی سکون سے نہیں رہنے دیگی" اس نے امل کو کوسا تھا۔۔

" مصطفی۔۔" مایا کی سنجیدہ آواز پر وہ اسکی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

" وہاں کیا ہوا ہے؟" اس نے ایک سوال کیا تھا جس کے جواب پر مصطفی نے گہری سانس لی تھی۔۔

" کچھ نہیں۔۔ماسٹر نے اسے کچھ دن قید کیا۔۔اور پھر آخری وارننگ دے کر چھوڑ دیا" چائے کا کپ دوبارہ اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اور وہ ایگریمنٹ؟؟ کیا تھا وہ؟"

" ماسٹر نے امل سے وعدہ کیا ہے کہ وہ شہزاد شاہ کو سزا دلوائیں گے۔۔اور اس کے بدلے امل کو انکی ہر بات ماننی ہوگی۔۔ تمہیں تو معلوم ہے امل کسی کی کہاں سنتی ہے؟ اس لئے ماسٹر نے پکے کام کئے ہیں۔۔اگر وہ انکی بات نہیں مانے گی تو شہزاد شاہ کو بھی بھول جائے" مصطفی کے جواب پر مایا کے چہرے کے تعصورات بدلے تھے۔۔

" کیا وہ واقعی امل کا ساتھ دینگے؟" اس نے کنفرم کرنا چاہا تھا۔۔

" تم انہیں جانتی ہو مایا۔۔وہ کوئی بھی کیس نامکمل نہیں چھوڑتے" سنجیدگی سے جواب دیا گیا تھا۔۔

" مگر یہ کیس الگ ہے مصطفی۔۔یہاں سامنے کوئی غیر نہیں ہے۔سب اپنے ہیں" مایا نے لفظ 'اپنے' پر زور دیا تھا۔۔اور مصطفی اس کی وجہ سمجھ گیا تھا۔۔

" انصاف یہ نہیں دیکھتا کہ سامنے کون اپنا ہے اور کون پرایا؟ انصاف بس یہ دیکھتا ہے کہ سامنے مجرم ہے پھر چاہے وہ کوئی بھی ہو" مصطفی کہتے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔۔

" تمہیں تیار رہنا ہوگا مایا۔۔ہر اپنے کی سزا کے لئے" سنجیدگی سے کہتا وہ واپس اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔

جبکہ مایا کسی گہری سوچ میں گم ہو چکی تھی۔۔۔

کمرے میں آتے ہی اس نے سب سے پہلے اپنا موبائل اٹھا کر امل کو کال ملائی تھی۔۔

" کہاں ہو تم؟" ایک روب سے پوچھا تھا۔۔

" مسلمان پہلے سلام کرتے ہیں مصطفی" کیمپس سے باہر ایک بینچ پر بیٹھتے ہوئے امل نے کہا تھا۔۔

" اسلام و علیکم میڈم۔۔ کیا میں جان سکتا ہوں کہ آپ کہاں ہیں؟" کمال کا ضبط تھا۔۔

" و علیکم اسلام مصطفی۔۔ میں یونیورسٹی میں ہوں اس وقت" مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔ مصطفی کو پریشان کرنے میں اسے سب سے زیادہ مزہ آتا تھا۔۔

" اور میری گاڑی کہاں ہے؟" اگلے سوال پر امل کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔

" چابی تو میرے بیگ میں ہے۔۔ پر گاڑی بیگ میں نہیں ہے"

" تم مجھے اٹھا سکتی تھی۔۔ میں خود تمہیں ڈراپ کرتا امل۔۔ اکیلی کیوں چلی گئی تم گاڑی لے کر" دبا ہوا غصہ تھا۔۔

" تم تھکے ہوئے تھے تو میں نے سوچا جگانا مناسب نہیں ہے اور ویسے بھی آج میرا بہت دل چاہ رہا ہے ڈرائیونگ کرنے کا"

" چاہ رہا ہے کا کیا مطلب ہے؟ امل۔۔ کیا کرنے والی ہو تم؟" اسے کسی خطرے کا احساس ہوا تھا۔۔

" فرہاد کے ساتھ لنچ پر جا رہی ہوں۔۔ پھر لانگ ڈرائیو۔۔ تم پریشان مت ہونا۔۔ میں شام تک آ جاؤنگی" بالوں کو کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے وہ دلکشی سے کہہ رہی تھی۔۔

" تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟؟ پاگل تو نہیں ہو گئی ہو تم؟؟ ماسٹر جان سے مار دینگے تمہیں" اور اس وقت مصطفی کا حال ایسا تھا کہ جیسے کسی بھی وقت وہ کسی بھی دیوار پر سر مار سکتا تھا اپنا۔۔

" اوہ۔۔ میں تو ڈر گئی" اس نے ڈرنے کی ایکٹنگ کی تھی۔۔

" تم بھول رہی ہو۔۔ ایگریمنٹ کے مطابق تم انہیں انفارم کئے بنا کسی کے ساتھ کہیں نہیں جا سکتی" اس نے جیسے اسے یاد دلایا تھا۔۔

" تمہیں کس نے کہا ہے میں اسے انفارم نہیں کرونگی؟؟ انفارم ہی کرنا ہے نہ تو میں مسیج کر رہی ہو اسے۔۔ یہ بات الگ ہے کہ ایگریمنٹ میں کہیں جانے سے روکنے والی کوئی بات نہیں ہوئی تھی" شیطانی مسکراہٹ امل کے ہونٹوں پر کھیل رہی تھی۔۔

" امل۔۔ امل۔۔!! تم ابھی واپس آؤ" اسے اب سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے اسے سمجھائے۔۔

" سوری باس۔۔ بائے" اور یہ کہہ کر اس نے کال کٹ کر دی تھی۔۔ جبکہ مصطفی اسکا نام لیتا ہی رہ گیا تھا۔۔

" مایا۔۔ مایا" کچھ دیر بعد وہ تیار ہو کر مایا کو پکارتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔

" کیا ہوا؟" اپنے کمرے سے باہر نکلتی مایا نے پوچھا تھا۔۔

" اپنی گاڑی کی چابی دو جلدی" وہ بہت جلدی میں نظر آرہا تھا۔۔ مایا فوراً کمرے کے اندر گئی اور چابی لے کر باہر آئی تھی۔۔

" کہاں جا رہے ہو؟" چابی اسکے حوالے کی تھی۔۔

" کسی کا دماغ ڈھکانے لگانے" وہ کہہ کر تیزی سے وہاں سے جا چکا تھا جبکہ مایا کاندھے اچکاتے ہوئے اپنے کمرے میں واپس آگئی تھی۔۔

" خیریت ہے؟ اکیلے بیٹھے مسکرایا جا رہا ہے؟" اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے شانزے نے اس سے پوچھا تھا۔۔

" بلکل خیریت ہے۔۔ تم بتاؤ احمد کے کیا حال ہیں؟" مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

”بہت اچھے حال ہیں انکے۔۔ تم بتاؤ؟ احمد کے باس کے کیا حال ہیں؟“ انداز اسے چھیڑنے والا تھا۔

” یہ تو تمہیں مجھے بتانا چاہیے۔۔ میں تو آج آئی ہوں یونیورسٹی“

” ہاں مگر آتے ساتھ پہلا ٹکراؤ بھی تو انہیں سے ہوا ہے نہ تمہارا۔۔ اور کلاس میں بھی ساتھ تھے تم دونوں۔۔ اور ایک دوسرے کے کان میں کچھ کہہ بھی رہے تھے۔۔ سب دیکھ رہی تھی میں“ اس نے جیسے امل کو اپنی جاسوسی کی مہارت بتائی تھی۔۔

” اتنا دھیان تم اگر پڑھائی پر دو تو میرے خیال سے ٹاپ کر سکتی ہو تم؟“ کھڑے ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔

” ٹاپ تو کوئی بھی کر سکتا ہے میری جان۔۔ مگر دوستوں کی پل پل کی خبر رکھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں“ گردن اکڑاتے ہوئے فخریہ انداز میں کہا تھا۔۔

” بلکل ٹھیک فرمایا آپ نے۔۔ بائے“ اسے کہہ کر وہ آگے بڑھ گئ تھی۔۔

باہر آتے اسکی نظر اپنی جانب تیزی سے آتے مصطفی پر پڑی تھی۔۔ اور اس کے چہرے پر موجود غصہ دیکھ کر امل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔

” چلو میرے ساتھ“ اسکا بازو تھامے وہ اسے اپنی گاڑی کی جانب لے کر جا رہا تھا۔۔

” مگر مایا کی گاڑی؟“ اشارہ مایا کی گاڑی کی جانب کیا تھا۔۔

” چپ کر کے چلو یہاں سے“ اسے گاڑی کے اندر بٹھاتے ہوئے وہ فوراً ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔

”تو پھر ہم کہاں لنچ کرنے جا رہے ہیں؟“ اسکی جانب دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

” تم بہت تیز ہو امل۔۔ بہت زیادہ۔۔“ سڑک پر نظر جماتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

" تیز ہونا پڑتا ہے مصطفی۔۔۔ یہ جو دنیا ہے نہ یہاں رہنے کے لئے خود کو تیز کرنا پڑتا ہے۔۔ ورنہ یہ لوگ ہمیں جینے نہیں دینگے" اسکے انداز میں بھی اب سنجیدگی تھی۔۔

" جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی؟ صاف صاف کہہ دیتی کے باہر جانا چاہتی ہوں۔۔ میں آجاتا" وہ اب سمجھا تھا امل کے جھوٹ کو۔۔ وہ جواب میں خاموش رہی تھی۔۔ کچھ دیر بعد مصطفی نے گاڑی ایک ریسٹورانٹ کے سامنے روکی تھی۔۔

وہ دونوں ایک کونے پر رکھی میز کی جانب آکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔ اپنا آرڈر دینے کے بعد امل اسکی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔

" میں نہیں چاہتی تھی کہ تمہیں ماما سے مزید جھوٹ کہنا پڑے" سنجیدگی سے کہی گئی امل کی بات پر مصطفی نے اسے نا سمجھی سے دیکھا تھا۔۔

" تو تم نے اس لئے مجھ سے جھوٹ بول کر مجھے یہاں بلایا؟ کیا یہ جھوٹ تمہارے حصے میں کم گناہ لائے گا امل؟" وہ اسکی پالیسی سمجھنے سے قاصر تھا۔۔

" بات گناہ کی نہیں ہے مصطفی۔۔ بات چھپانے کی ہے۔۔ میں نہیں جانتی نائل شاہ کیا سوچ رہا ہے۔۔ آگے کیا ہو گا ۔۔ مگر ایک بات تو کنفرم ہے۔۔ کہ ہمیں اس ایگریمنٹ کی سچائی سب سے چھپا کر رکھنی ہے۔۔ ماما سے بھی۔۔" سمجھانے والے انداز میں کہا تھا۔۔

" اس نے پوچھا تھا مجھ سے۔۔ اور میں نے اسے وہی بتایا ہے جو ہم دونوں نے ڈیسائیڈ کیا تھا" ویٹر نے آکر کھانا سرو کرنا شروع کیا تھا۔۔ تب تک دونوں خاموش رہے تھے۔۔۔

" یہ پہلا اور سب سے بڑا جھوٹ ہے۔۔ جو ہم نے اس سے کہا ہے۔۔ اور میں نہیں چاہتی ہے ہمیں مزید کوئی جھوٹ کہنا پڑے۔۔ اس لئے میں نے ایسی سچویشن بنائی کہ ہم سچ کہہ کر اپنا کام کر سکتے ہیں۔۔ یہ سب اسی طرح چلے گا مصطفی۔۔ گھر میں ہم اس بارے میں بات نہیں کر سکتے۔۔ اور باہر آنے کا بہانہ تو چاہئے" سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ اپنی پلیٹ کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔۔

"" تم بہت بہادر ہو امل" کچھ دیر تک اسے دیکھتے رہنے کے بعد اس نے کہا تھا۔۔

" وقت انسان کو بہادر بنا دیتا ہے۔۔ اور یہ ہمارے بس میں نہیں ہوتا۔۔ کبھی کبھی۔۔ بار بار دکھوں کی ضرب لگنے کے بعد انسان اتنا پکا ہو جاتا ہے کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ کوئی بھی دکھ اسے مزید دکھی نہیں کر پاتا۔۔ وہ اس دکھ میں بھی مسکرا جاتا ہے۔۔ اور پھر لوگ کہتے ہیں۔۔ تم بہت بہادر ہو" پھیکی مسکراہٹ اور آنکھوں میں نمی لئے اس نے کہا تھا۔۔

" سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔" وہ اس سے زیادہ کچھ کہہ نہیں پایا تھا۔۔ اور وہ کہتا بھی تو کیا؟ اس کے آنکھوں دیکھا ہی تو تھا سب۔۔ مگر پھر بھی اس نے وہ آگ نہیں دیکھی تھی جو امل نے دیکھی تھی۔۔

" کھانا کھاؤ نا۔۔ اتنا اداس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ فرہاد کے ساتھ کیفے ٹیریا میں کافی پی تھی میں نے" ایک آنکھ دباتے ہوئے اس نے شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔ اور بس۔۔ مصطفی کے چہرے کی اداسی فوراً اس کی پرانی حیرت میں بدلی تھی۔۔

" کہہ دو کہ تم جھوٹ کہہ رہی ہو" اسکی جانب جھکتے ہوئے اس نے ایک امید سے پوچھا تھا۔۔

" سوری باس۔۔ مگر اس بار میرے اندر کی سچی لڑکی نے یہ کہا ہے" مسکرا کر کہا تھا۔۔

" ماسٹر کو معلوم ہوا نہ امل تو وہ تمہیں دن میں تارے دِکھا دینگے" اس نے ایک بار پھر امل کو ڈرانے کی ناکام کوشش کی تھی۔۔

" تم پریشان مت ہو دن میں چاند دکھانا مجھے بھی آتا ہے" جواب حاضر تھا۔

اور اس سے پہلے کہ مصطفی کوئی جواب دیتا۔۔ اس کے موبائل کی مسیج ٹیون نے اسکی توجہ اپنی جانب کھینچ لی تھی ۔۔

اس نے موبائل نکال کر مسیج پڑھا تھا۔۔ اور پھر۔۔ اس کے چہرے کے تعصورات بدلے تھے۔۔ اس نے فوراً سامنے بیٹھی۔۔ اپنے کھانے کے ساتھ انصاف کرتی امل کی جانب دیکھا تھا۔۔

" تمہارے چاند کی تو کوئی خبر نہیں۔۔ مگر تارے تمہاری راہوں میں پلکے بچھانے کے لئے تیار ہیں سلیپنگ بیوٹی" طزیہ انداز میں کہا تھا۔۔

" کیا مطلب؟" نا سمجھی سے اس کے جانب دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔ جبکہ مصطفی نے اسے جواب دینے کے بجائے موبائل اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔ اس نے مصطفی کے ہاتھ سے موبائل لے کر مسیج پڑھا تھا۔۔

" رات دس بجے تم مجھے اپنی اس سلیپنگ بیوٹی کے ساتھ میرے سامنے نظر آؤ"

مختصر مسیج تھا۔۔ مگر ماسٹر کی سنجیدگی ان الفاظ سے صاف ظاہر ہو رہی تھی۔۔

" اس انسان کی سروس کچھ زیادہ ہی فاسٹ ہے" موبائل میز پر رکھتے ہوئے امل نے کہا تھا۔۔

" فلحال تو اپنی سروس کی تیاری کرو۔۔۔ سلیپنگ بیوٹی" اسے بغور دیکھتے ہوئے اس نے مسکرا کر کہا تھا۔۔ جبکہ امل تو اب مسکرا بھی نہیں سکی تھی۔۔

" دعا ہے رات تارے آسمان پر ہی چمکتے ہوئے ملیں" مصطفی نے ایک اور جملہ اچھالا تھا۔۔اور امل بس اسے گھورتی ہی رہ گئی تھی۔۔۔

وہ تینوں ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے مووی دیکھ رہے تھے۔۔جب اسکے موبائل میں ایک مسیج آیا تھا۔۔

" میں تم سے ملنا چاہتا ہوں" نمبر تو سیو نہیں تھا۔۔مگر وہ جانتی تھی کہ مسیج کس کا ہے۔۔

" میں تم سے ملنا نہیں چاہتی" جواب دے کر اس نے موبائل واپس رکھا تھا۔۔

" پلیز مایا۔۔مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے" جواب فوراً آیا تھا۔۔

" مگر میں تم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی فرہاد"

" تم اگر ایک گھنٹے میں اسی ریسٹورانٹ مجھ سے ملنے نہیں آئی تو مجبوراً مجھے تمہارے فلیٹ آنا ہو گا" اور یہ مسیج پڑھ کر وہ فوراً گھبرائی تھی۔۔اس نے سامنے بیٹھے مصطفی اور امل کی جانب دیکھا تھا۔۔جو مووی دیکھنے میں مگن تھے۔۔ اگر وہ یہاں آگیا تو؟سب ختم ہو جائے گا۔۔ماسٹر کو سب معلوم ہو جائے گا اور مصطفی؟وہ کیسے اعتبار کرے گا اس پر؟

" میں آرہی ہو" جواب دے کر وہ فوراً کھڑی ہوئی تھی۔۔اب اس سے مل کر ہی وہ اسے یہاں آنے سے روک سکتی تھی۔

" کہی جا رہی ہو؟" اسے کھڑے ہوتے دیکھ کر مصطفی نے اس سے پوچھا تھا۔

" ہاں۔۔ہسپتال سے مسیج آیا ہے ایک ایمرجنسی آگئی ہے" کہتے ساتھ ہی وہ اپنی کمرے کی جانب گئی تھی۔

”یہ اتنا ڈری ہوئی کیوں لگ رہی تھی؟“ امل نے مصطفی سے کہا تھا۔۔

”ڈاکٹرز اپنے ہر سیریس کیس پر ایسے ہی پریشان ہو جاتے ہیں امل“ مووی کی جانب دوبارہ متوجہ ہوتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

”ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو“ کہتے ہوئے وہ بھی اسی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔۔

وہ ایک گھنٹے بعد اس ریسٹورانٹ کے سامنے موجود تھی۔۔

ریسٹورانٹ کے دوسرے فلور کے دائیں جانب ہی اسے وہ میز کے گرد رکھی کرسی پر بیٹھا نظر آیا تھا۔۔وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھی تھی۔۔

”مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ؟“ اپنا بیگ میز پر رکھتے ہوئے وہ بیٹھے بنا ہی اس پر برسی تھی۔۔

”سب دیکھ رہے ہیں مایا۔۔بیٹھ جاؤ“ تحمل سے اسے بیٹھنے کا کہا تھا۔۔وہ فوراً اس کے سامنے بیٹھی تھی۔۔انداز سے ہی اسکا غصہ جھلک رہا تھا۔

”کیا بات کرنی ہے تم نے مجھ سے؟“ دوبارہ اپنا سوال دہرایا تھا۔۔

”پہلے کچھ آرڈر دے دیتے ہیں“ اور اس سے پہلے کہ مایا کوئی جواب دیتی فرہاد نے ویٹر کو اشارہ کر دیا تھا اور اسے خاموش رہنا پڑا تھا۔۔

ویٹر کو آرڈر دینے کے بعد وہ دوبارہ اسکی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

”تمہارے علاوہ میرا کوئی نہیں ہے مایا۔۔تم میرا واحد رشتہ ہو“ اسکی جانب جھکتے ہوئے وہ جزباتی انداز میں کہہ رہا تھا۔

" رشتہ تھا۔۔۔رشتہ تھا فرہاد۔۔ مگر تم نے سب ختم کر دیا۔۔ تم جیسا بے حس اور ظالم انسان میرا کچھ نہیں ہو سکتا" اسے غور سے دیکھتے ہوئے وہ ایک ایک لفظ چبا کر کہہ رہی تھی۔۔ فرہاد نے دیکھا۔۔اسکی آنکھوں میں غصہ تھا۔۔ کرب تھا۔۔اس کے لئے ناراضگی تھی۔۔ مگر نفرت نہیں تھی۔۔

" میں مجبور تھا مایا۔۔ تم جانتی ہو اگر میں یہ کام نہ کرتا تو وہ مجھے بھی زندہ نہیں چھوڑتا" سر جھکاتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔وہ خود بھی جانتا تھا کہ اسکی یہ وجہ بہت کمزور ہے۔۔

" تم تو بھاگ بھی سکتے تھے فرہاد۔۔ لیکن نہیں۔۔ پیسے سے دور کیسے ہو سکتے تھے تم؟اور صرف چند پیسوں کی خاطر ۔۔ صرف اپنی جان بچانے کی خاطر تم نے دو لوگوں کو زندہ جلا ڈالا؟اس بیچاری لڑکی کو مارنے کی آخری حد تک کوشش کی تم نے۔۔ ان تمام مظالم کے بعد بھی تم خود کو مجبور ظاہر کر رہے ہو فرہاد۔۔ شرم آنی چاہیئے تمہیں" دبی ہوئی آواز میں وہ اپنا غصہ اپنے الفاظ کے ذریعے اس پر اتار رہی تھی۔۔

" میں جانتا ہو۔۔ جانتا ہوں میں کہ میں نے بہت ظلم کیا ہے مایا۔۔ اور اسی کی تو سزا ملی مجھے۔۔ جس پل وہ لڑکی اپنی جان بچانے کی خاطر دیوانہ وار بھاگ رہی تھی۔۔ مجھ سے پوچھو مایا۔۔ اس کا ایک ایک قدم میرے ضمیر کو جھنجوڑ رہا تھا۔۔ سوچو ذرا۔۔ وہ ضمیر جس کے ہونے کا بھی کبھی احساس نہ ہوا مجھے۔۔ اس نے کیسے اچانک ہی جاگ کر میرا پورا وجود جلا ڈالا۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے مایا؟ کیا وہ آگ صرف انکو ہی لگی تھی؟ نہیں۔۔ وہ آگ مجھے بھی لگی تھی مایا ۔۔" وہ کہہ رہا تھا۔۔ مایا نے دیکھا اس کی آنکھوں میں کرب تھا۔۔ بے چینی تھی۔۔

" انسان کے وجود میں لگی آگ اسے خوفناک اذیت کے بعد موت دے دیتی ہے۔۔ مگر جاگتے ہوئے ضمیر کی آگ انسان کے وجود کو خوفناک اذیت دینے کے بعد بھی اسے موت نہیں دیتی۔۔ وہ انسان اس آگ کی اذیت

میں ہر پل ہر لمحہ تڑپتا رہتا ہے۔۔ مگر نہ اسے سکون ملتا ہے اور نہ موت" فرہاد نے کہا تھا۔۔اور اسکی آنکھیں اسکی اذیت کی گواہ تھیں۔۔مایا کا دل نرم پڑھنے لگا تھا۔۔

" اب کیا ہو سکتا ہے فرہاد؟ اب یہی آگ اور یہی اذیت تمہارا مقدر ہے" وہ بس اتنا ہی کہہ سکی تھی۔۔اور اسی دوران ویٹر نے آکر کھانا سرو کرنا شروع کیا تھا۔۔وہ دونوں اب خاموش ہوئے تھے۔۔

مصطفی نے گاڑی ایک گھر کے سامنے روکی تھی۔۔اس نے دیکھا وہ ایک شاندار بنگلہ تھا۔۔ جس کے چاروں طرف گارڈز اور کیمرے موجود تھے۔۔

" یہ اسکا گھر ہے؟" نظریں مصطفی کی جانب واپس لاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ہاں۔۔ لیکن وہ یہاں رہتے نہیں ہیں" دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا تھا۔۔

" تو پھر ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟" باہر آتے ہی اس نے بھی سوال کیا تھا۔۔

" کیونکہ انہوں نے آج ہمیں یہی بلایا ہے۔۔ لگتا ہے کوئی بہت ضروری کاروائی ہونے والی ہے آج" معنی خیز انداز میں اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تھا۔۔

" دیکھتے ہیں" کاندھے اچکاتے ہوئے وہ آگے بڑھی تھی۔۔ جہاں گارڈ دروازے پر کھڑا تھا۔

" میں مصطفی ہوں۔۔ماسٹر کا اسسٹنٹ" اسے ایک کارڈ دکھاتے ہوئے مصطفی نے کہا تھا۔۔اور گارڈ نے سر ہلاتے ہوئے اس کے لئے دروازہ کھول دیا تھا۔۔

" یہ کارڈ میں پہلے کبھی کیوں نہیں دیکھ سکی؟" اندر آتے ہی اس نے پوچھا تھا۔۔

”کیونکہ پہلے تم ماسٹر کی حقیقت نہیں جانتی تھی“ اسے جواب دیتا وہ آگے بڑھا تھا۔۔لان سے گزرتے ہوئے وہ دروازے سے اندر آئے تھے۔۔اس گھر کی جدید بناوٹ اور قیمتی چیزیں ہی یہاں رہتے ہوئے کے مالی حالات بتا رہی تھی۔۔

”میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اس کے پاس اتنا پیسا ہے“ ٹی وی لاؤنج سے گزرتے ہوئے امل نے مصطفی سے کہا تھا۔

”پھر تو تمہیں بہت خوشی ہوئی ہوگی یہ جان کر کہ تم ایک لکھ پتی انسان کی بیوی ہو“ اسکے کانوں میں سرگوشی تھی۔۔ جبکہ امل نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔۔ابھی وہ کوئی جواب دینے ہی والی تھی جب کچن سے نکل کر ایک ملازم انکی جانب آیا تھا۔۔

”ماسٹر بیسمنٹ میں آپکا انتظار کر رہے ہیں“ ملازم کی بات پر دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔۔

”ڈونٹ ٹیل میں کہ وہ ہمیں قتل کرنے والا ہے“ امل نے گھبراتے ہوئے مصطفی سے کہا تھا۔۔

”وہ ہمیں قتل تو نہیں کرسکتے۔۔ مگر قید ضرور کرسکتے ہیں“ مصطفی بھی کافی حد تک ڈر چکا تھا۔۔

”وہ ہمیں بیسمنٹ میں قید کرے گا؟“ امل نے تقریباً چیختے ہوئے کہا تھا۔۔

”ہاں تو اور کیا ہو سکتا ہے بیسمنٹ میں اس کے علاوہ؟“ وہ بھی اب امل کے برابر آچکا تھا۔۔ آج پہلی بار دونوں ایک ہی جیسا محسوس کر رہے تھے۔۔ایک ہی بات پر گھبرا اٹھے۔۔

”بیسمنٹ میں تو بہت اندھیرا ہوتا ہے مصطفی۔۔ہم دونوں وہاں کیسے رہینگے؟“ وہ اب جزباتی ہونے کو تھی۔۔

”سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔ منع بھی کیا تھا تمہیں میں نے۔۔ مگر نہیں۔۔ تمہیں تو شوق تھا اس کے ساتھ کافی پینے کا۔۔ اب تمہارے وجہ سے مجھے بھی اس اندھیری بیسمنٹ میں قید ہونا پڑے گا“ مصطفی کے تو سمجھو آنسو ہی نکلنے والے تھے۔۔

”اب ہم کیا کریں گے مصطفی؟“ امل کو اب حقیقی معنوں میں پریشانی ہونے لگی تھی۔۔ اندھیری بیسمنٹ میں قید ہونا یقیناً اس کے لئے خوفناک تھا۔۔

”کرنا کیا ہے۔۔ ماسٹر سے معافی مانگ لینگے۔۔ مجھے یقین ہے وہ ہمیں معاف کر دینگے“ اس نے جیسے ایک حل نکالا تھا۔

”معافی!! سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس سے معافی مانگنے کا“ فوراً انکار ہوا تھا۔۔

”ہاں تو پھر اس اندھیرے میں پڑے رہنے کا سوال پیدا کر لیا تم نے؟“ وہ امل پر پھر سے برسنے کو تیار تھا۔

”جو بھی ہو جائے۔۔ میں اس انسان سے معافی نہیں مانگو گی۔۔ ویسے بھی میں نے ایسا کچھ نہیں کیا“ وہ اپنی بات پر قائم تھی۔۔

”ٹھیک ہے۔۔ مگر مجھے اگر انکے پاؤں بھی پکڑنے پڑے تو میں پکڑونگا۔۔ پھر تم اکیلے رہنا اس اندھیری بیسمنٹ میں“ وہ اس سے کہتا آگے بڑھا تھا۔۔

”خبردار جو تم نے مجھے اکیلا چھوڑ کر جانے کا سوچا بھی تو“ اسے وارن کرتے ہوئے وہ اسکے پیچھے آئی تھی۔۔ جبکہ وہ خاموشی سے اب گھر کی پچھلی جانب آیا تھا۔۔ ایک گیلری نما جگہ سے گزرتے ہوئے اس نے ایک دروازہ کھولا تھا ۔۔۔ جس سے سیڑھیاں نیچے کی جانب جاتی تھیں۔۔ وہاں بہت اندھیرا اور خاموشی تھی۔۔

”مصطفی۔۔ وہ ہمیں پکا قتل تو نہیں کرے گا نہ؟“ اندھیرے راستے کو دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔

" فکر مت کرو۔۔ اگر ایسا ہوا تو میں تمہارے ساتھ ہی قتل ہو نگا" اسے کہتے ہوئے وہ آگے بڑھا تھا۔۔

" اسی بات کا سہارہ ہے بس" کہتی ہوئی وہ بھی اس کے پیچھے آئی تھی۔۔ جبکہ مصطفی نے رک کر اسے گھورا تھا۔۔

" کیا بات ہے تمہاری امل !!" اسے کچھ اور نہیں سوجھا تھا تو کہہ کر آگے بڑھ گیا۔۔

وہ دونوں دبے قدموں نیچے اتر رہے تھے۔۔ جب انہیں روشنی نظر آئی تھی۔۔

" شکر ہے" امل نے شکر ادا کیا تھا۔۔ آخری سیڑھی سے نیچے آتے ہی وہ دونوں ایک ہال نما کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔ جو مکمل خالی تھا تھا۔۔ صرف ایک پنکھا اور سامنے ہی انہیں ایک میز جس کے گرد چار کرسیاں رکھی تھیں۔۔ جن میں سے ایک میں ایک شخص جسے وہ پہلے بھی دیکھ چکی تھی بیٹھا تھا اور مکمل اپنے سامنے رکھی فائل کی جانب متوجہ تھا۔۔ جبکہ سامنے ایک شخص دیوار کی جانب رخ کئے کھڑا تھا۔۔ امل اور مصطفی اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ دوں وں کون ہیں۔۔

" اسلام و علیکم ماسٹر" مصطفی نے کہا تھا۔۔ اور سامنے کھڑا شخص پلٹ کر انکی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

اور یہی وہ لمحہ تھا۔۔ جب امل کو حیران ہونا پڑا تھا۔۔ یہی وہ لمحہ تھا جب مصطفی کو حیران ہونا پڑا تھا۔۔

اور پھر اس نے محسوس کیا جیسے سامنے کا منظر دھندلایا ہو۔۔ جیسے آنکھوں میں بھرنے والے آنسوؤں نے اسکا چہرہ بھگونہ شروع کیا ہو۔۔ اس نے اپنے آنسو صاف کئے تھے۔۔ وہ بنا پلکے جھپکائے سامنے دیکھ رہی تھی۔۔ مگر۔۔ اس شخص کو نہیں۔۔ بلکہ اس دیوار کو۔۔ جس کے سامنے وہ کھڑا تھا۔۔۔

وہ اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھی ایک اسائمنٹ تیار کر رہی تھی۔۔ جب کمرے کا دروازہ کھول کر احمد نے اندر جھانکا تھا۔

" میں آسکتا ہوں؟" شانزے نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

" آجاؤ۔۔" کتاب بند کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

" کیا ہو رہا ہے؟" اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

" اسائنمنٹ ریڈی کر رہی تھی۔۔ تم بتاؤ آج کیسے وقت مل گیا یہاں آنے کا؟" اسکی جانب مکمل متوجہ ہوتے ہوئے کہا تھا۔

" باس نے آج کسی ضروری کام سے جانا تھا تو مجھے جلدی آف دے دیا۔۔ سوچا موقعے کا فائدہ اٹھا کر تم سے مل لیا جائے" مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

" چلو کچھ تو اچھا سوچا تم نے" وہ بھی مسکرائی تھی۔۔

" اچھا بتاؤ کونسا اسائنمنٹ ریڈی کر رہی ہو؟ میں مدد کروا دیتا ہوں" اس کے پاس آکر ایک نوٹ بک اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" نہیں تم رہنے دو۔۔ میں بعد میں کر لونگی۔۔ ویسے بھی امل کا ہے" نوٹ بک اسکے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا تھا۔۔

" امل کا اسائنمنٹ تم کیوں کر رہی ہو؟"

" وہ کچھ دنوں سے یونیورسٹی نہیں آئی تھی۔۔ اسکا بہت لاس ہوا ہے۔۔ میں نے سوچا ایک کام تو ہلکا کر دوں اسکا" سامان سمیٹتے ہوئے کہا تھا۔

" بہت سنجیدہ اور مشکوک سی لڑکی لگتی ہے مجھے وہ؟" احمد نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

" مشکوک کیوں لگی تمہیں وہ؟" شانزے کو اسکی بات کا مطلب سمجھ نہیں آیا تھا۔۔

" اچانک ہی غائب ہو جاتی ہے اور پھر دوبارہ سامنے آجاتی ہے۔۔ تمہیں عجیب نہیں لگتا یہ سب شانزے ؟" احمد نے سوالیاں نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" عجیب تو مجھے تب لگتا جب میں کچھ جانتی نہ ہوں۔۔ اسکی زندگی نے اچانک جو پلٹا کھایا ہے اس کے بعد اسکے ساتھ اس طرح ہونا تو نارمل لگتا ہے مجھے" شانزے نے اداسی سے کہا تھا۔۔

" کیا ہوا ہے اس کے ساتھ ایسا؟" احمد نے پوچھا تھا۔۔ اسی لئے تو آیا تھا وہ آج یہاں۔۔ جب سے فرہاد نے امل کی انویسٹیگیشن کرنے کا کہا تھا۔۔ تب سے اب تک اسے محسوس ہو رہا تھا کہ کچھ ایسا ہے جو چھپا ہوا ہے۔۔ فرہاد نے امل کی انویسٹیگیشن کرنے کا اسے کیوں کہا تھا؟ یہ وہ آج تک نہیں سمجھ سکا تھا۔۔ مگر وہ دیکھ سکتا تھا کہ فرہاد اس لڑکی میں بہت دلچسپی لے رہا تھا۔۔

" بیچاری کے ماں باپ کی ایک حادثے ڈیتھ ہو گئی اچانک۔۔ اور اب وہ اکیلی رہ گئی ہے۔۔ گھر ہونے کے باوجود اپنے کزن کے فلیٹ میں رہ رہی ہے" اور شانزے کے جواب نے اسے حیران کر دیا تھا۔ امل کے پیرینٹس کی ڈیتھ ؟ مگر جو معلومات اس نے نکالی تھی اس کے مطابق تو امل کے پیرینٹس ناران میں تھے۔۔ اسکا کیا مطلب تھا؟ وہ کچھ سمجھ نہیں پایا تھا۔۔

" کب ہوئی ڈیتھ ؟" اس نے سوال کیا تھا۔۔

" چار مہینے پہلے" اور شانزے کے جواب پر وہ فوراً کھڑا ہوا تھا۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا تھا؟

" کیسے۔۔۔ کیسے ہوئی تھی ڈیتھ ؟" اس نے پوچھا تھا اور شانزے اسے دیکھ کر الجھ گئی تھی۔۔

" تمہیں کیا ہوا ہے ؟" کھڑے ہوتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔

" ڈیتھ کیسے ہوئی تھی شانزے؟" اس نے اپنا سوال دہرایا تھا۔۔ اسکا سوال اگنور کر کے۔۔

" وہ ایڈمیشن کروا کر واپس گئ تو گھر میں آگ لگی ہوئی تھی۔۔اور اسکے پیرینٹس اندر۔۔۔" شانزے کی بات مکمل ہونے سے پہلے وہ تیزی سے کمرے سے نکل چکا تھا۔۔

نہیں۔۔ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔۔اس کے کانوں میں فرہاد کے الفاظ گونج رہے تھے۔۔

" آگ۔۔آگ لگائی ہے میں نے"

" کہاں؟"

" انسانوں کو۔۔زندہ انسانوں کو"

وہ اپنی گاڑی میں آ کر بیٹھا تھا۔۔۔سر کرسی کی پشت سے ٹکا کر اس نے آنکھیں بند کی تھیں۔۔

وہ بھی تو چار مہینے پہلے ہی آیا تھا واپس۔۔اس نے بھی آگ لگائی تھی۔۔کیا یہ صرف ایک اتفاق تھا؟ اگر ہاں تو پھر فرہاد نے انویسٹیگیشن کیوں کروائی تھی؟ کیا اسے بھی شک ہو گیا تھا؟ اور۔۔امل کے پیرنٹس کی ڈیتھ کی خبر کیوں نہیں ملی تھی؟ یہ کیوں ظاہر کیا گیا کہ وہ زندہ ہیں۔۔تو اس کا مطلب۔۔۔

اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔۔نظر سامنے خالی سڑک پر تھی۔۔

" وہ امل ہی ہے۔۔وہ لڑکی امل تھی۔۔اگر باس کو معلوم ہو گیا تو۔۔؟؟" اور یہ سوچ کر ہی وہ گھبرا گیا تھا۔۔اسے کیا کرنا چاہئے؟ کیا اسے فرہاد کو بتا دینا چاہئے؟

" انہیں یہ معلوم ہونا ضروی ہے۔۔" اس نے سوچتے ہی موبائل نکال کر فرہاد کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔مگر کال کاٹ دی گئی تھی۔۔ضرور وہ اس وقت مصروف تھا۔۔

" صبح بتا دونگا" اس نے خود سے کہتے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔

وہ آگے بڑھی تھی۔۔ نظریں اب بھی اس دیوار پر ٹکی تھیں۔۔ جہاں کچھ تصاویر لگی تھیں۔۔

سب سے اوپر اس کے پاپا کی تصویر۔۔ اور کچھ نیچے۔۔ اسکی ماما کی تصویر۔۔ دونوں کے چہرے مسکرا رہے تھے۔۔

اور ان دونوں تصاویر کے درمیان ایک اور شخص کی تصویر تھی۔۔۔ اور وہ اسے پہچانتی تھی۔۔ شہزاد شاہ۔۔

" بیٹھ جاؤ امل" ماسٹر نے ایک کرسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔۔ اس نے فوراً اپنے آنسو صاف کئے اور اس کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔۔ اس کے ساتھ رکھی کرسی پر مصطفی۔۔ جبکہ اسکے سامنے ماسٹر خود بھی بیٹھ چکا تھا۔۔ ماسٹر کے ساتھ جواد بیٹھا تھا۔۔ وہ چاروں کچھ دیر خاموش رہے تھے۔۔ شاید۔۔ امل کو وقت دے رہے تھے۔۔

" یہ مت سمجھنا کہ مجھے تمہاری آج کی حرکت کا نہیں معلوم" ان کے درمیان کی خاموشی کو ماسٹر کی سنجیدہ آواز نے توڑا تھا۔۔

" کونسی حرکت ؟" اس نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔۔ وہ واقعی اس وقت جیسے سب بھول گئی تھی۔۔

" اپنے اس پیارے فرہاد کے ساتھ کافی پینے والی حرکت" ماسٹر نے جس انداز سے پیارے فرہاد کہا تھا وہ ان تینوں کے ہونٹوں میں مسکراہٹ لانے کے لئے کافی تھی۔۔

" اٹس ناٹ آ بِگ ڈیل" کاندے اچکاتے ہوئے اس نے لاپرواہی سے کہا تھا۔

" اٹ اس مس امل۔۔ آپ شاید ایگریمنٹ کے ٹرمز بھول رہی ہیں" میز پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسکی جانب جھک کر اس نے کہا تھا۔۔ جبکہ مصطفی اور جواد نے ایک دوسرے کی جانب مسکراتی نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔

" مجھے تمام ٹرمز یاد ہیں مسٹر نائل شاہ۔۔ لیکن یونیورسٹی میں اپنے کلاس فیلوز کے ساتھ کافی پینا فروفیشنل کہلاتا ہے " امل نے بھی جھکتے ہوئے کہا تھا۔۔

" فروفیشنل ہو یا پرسنل۔۔ مجھے انفارم کیئے بنا تم کچھ نہیں کر سکتی سلیپنگ بیوٹی"

" مجھے ضرورت ہی کیا ہے انفارم کرنے کی جب تم نے اپنے جاسوس میرے پیچھے لگائے ہوئے ہیں" جواب حاضر تھا۔۔

" ظاہر ہے تمہاری حرکتوں کو دیکھتے ہوئے جاسوسی کروانے کی ضرورت پڑ جاتی ہے" جواب اس جانب سے بھی آنا ہی تھا۔۔

" تو پھر اپنے جاسوسوں کی معلومات کے ساتھ ہی خوش رہو" جواب دیتے ہوئے وہ سیدھی ہوئی تھی۔۔۔

" تم۔۔۔" اور اس سے پہلے کے ماسٹر اپنی بات مکمل کرتے۔۔ مصطفی اور جواد نے ایک ساتھ کھانسنا شروع کر دیا تھا۔۔ ماسٹر نے دونوں کی جانب سنجیدہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔ دونوں کی کھانسی کو ایک ساتھ ہی بریک لگی تھی۔۔

" یہ فائل مکمل ہے" جواد نے فوراً فائل ماسٹر کی جانب بڑھائی تھی جسے وہ کچھ دیر پہلے دیکھ رہا تھا۔۔ ماسٹر فائل لے کر کھڑا ہوا تھا۔۔

" یہ جواد ہے۔۔ تم پہلے مل چکی ہو شاید اس سے" ماسٹر نے امل کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ جس نے سر ہلایا تھا۔

" اس کیس میں یہ اور مصطفی میرے پارٹنرز ہیں۔۔ ہم چاروں کے علاوہ کوئی بھی۔۔ کبھی بھی اس کیس میں انوالو نہیں ہوگا" ماسٹر کہتے ساتھ ہی فائل کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔ جبکہ مصطفی اور امل نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔۔

شکر ہے وہ انہیں قتل نہیں کر رہا تھا۔۔ اور اسی سوچ کے ساتھ دونوں مسکرائے تھے۔۔ اور انکی یہ مسکراہٹ ماسٹر کی نگاہوں کو چبھ رہی تھی۔۔۔

" میں نے آج تم دونوں کو یہاں کچھ باتیں بتانے اور سمجھانے کے لئے بلایا ہے۔۔" فائل رکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔ جبکہ وہ تینوں اب اسکی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔۔

" شہزاد شاہ کے بارے میں تو ہم سب جانتے ہی ہیں۔۔ کامیاب، اصولوں کا پابند انسان۔۔" انداز طنزیہ تھا۔۔ جسے یہاں موجود ہر شخص نے محسوس کیا تھا۔۔

" خیر۔۔ اگلے سال الیکشن ہیں۔۔ اور اس دوران وہ اپنے اوپر کوئی بھی داغ نہیں لگنے دیگا۔۔ بلکے ہر داغ کو دھونے کی کوشش کرے گا۔۔ سوچا جائے تو اس طرح ہمارے پاس ایک سال ہے۔۔" ماسٹر نے امل کی جانب دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی سنجیدہ نگاہوں سے۔۔

" اس ایک سال کے عرصے میں ہم نے اس کے اس جرم کو سب کے سامنے لانا ہے۔۔ جس کے لئے ہمیں ثبوت چاہئے یا پھر کنفیشن"

" اور کنفیس وہ کبھی نہیں کرے گا" جواد نے کہا تھا۔۔

" بلکل۔۔ اور ثبوت وہ مٹا چکا ہو گا" مصطفی نے کہا تھا۔۔

" مگر ہر ثبوت نہیں مٹایا جاتا۔۔ کچھ ثبوت صرف چھپائے جاتے ہیں۔۔ ہمیں انہیں ڈھونڈنا ہے بس" ماسٹر نے فائل کھولتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اور ہمیں یہ سب بہت سیکریٹلی کرنا ہو گا" جواد نے کہا تھا۔۔

" پولیس کو شامل کئے بنا؟" مصطفی کی جانب سے سوال آیا تھا۔۔

" ہنڈریٹ پرسنٹ۔۔ پولیس کی جیب بھر جائے تو وہ پولیس نہیں رہتی" ماسٹر نے کہا تھا۔۔

" تو پھر۔۔ کہاں سے شروع کریں گے ہم؟" مصطفی نے پوچھا تھا۔۔

" امل سے" ماسٹر نے کہا تھا اور اب سب کی نظریں امل کی جانب دیکھ رہی تھیں۔۔

" مطلب یہ کہ میں زندہ ہوں" اور امل کے جواب پر جہاں جواد حیران ہوا تھا وہی ماسٹر اور مصطفیٰ مسکرائے تھے

۔۔

" کہا تھا نا میں نے۔۔یہ کمال ہے" مصطفیٰ نے جواد کو اشارہ کیا تھا۔۔

" بلکل ٹھیک سمجھی تم۔۔وقت آگیا ہے کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ بلا ابھی ٹلی نہیں ہے" اور ماسٹر کے الفاظ پر جہاں امل نے اسے گھورا تھا وہیں مصطفیٰ اور جواد بے اختیار ہنسے تھے۔۔

" اور مایا؟ ہم اسے کیوں شامل نہیں کر رہے اپنے ساتھ ؟ آخر وہ بھی تو سب جانتی ہے" مصطفیٰ نے بات کا رخ بدلا تھا۔۔اب امل کے لئے اتنا تو کر ہی سکتی تھی وہ۔۔

" لڑکیاں بہت جزباتی ہوتی ہیں۔۔انہیں ایسے کاموں میں شامل کرنے کا مطلب اپنے لئے مشکل کھڑی کرنا ہے ۔۔ویسے بھی یہ اسکے بس کی بات نہیں" ماسٹر نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔۔جہاں مصطفیٰ کو اسکی بات سے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔۔وہیں امل کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ بکھری تھی۔۔

" تو پھر تمہیں آج کی تازہ خبر معلوم ہو ہی گئی مصطفیٰ" ماسٹر پر مسکراتی نظریں جماتے ہوئے امل نے مصطفیٰ کو مخاطب کیا تھا۔۔

" کیسی خبر؟" نا سمجھی سے پوچھا تھا۔۔

" یہی کہ۔۔میں ایک مرد ہوں" اور امل کے الفاظ پر جہاں مصطفیٰ اور جواد کا ایک قہقہ بلند ہوا تھا وہی ماسٹر نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔۔حساب برابر۔۔

" آئی ایم سو۔۔۔ سوری" مشکل سے اپنی ہنسی کو کنٹرول کرتے ہوئے مصطفی نے کہا تھا۔۔ جبکہ جواد نے بھی ماسٹر کی گھوری پر اپنی ہنسی روکی تھی۔۔

" تم میں اور اس میں بہت فرق ہے امل" اور نائل شاہ بس اتنا ہی کہہ سکا تھا۔۔ جبکہ امل نے مسکراتے ہوئے کاندھے اچکائے تھے۔۔۔

" ہم۔۔ ہم ثبوت کے بارے میں بات کر رہے تھے" اس بار جواد نے بات کا رخ بدلا تھا۔۔

" اور انہیں ڈھونڈنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ ہیں کیا؟" مصطفی نے بات آگے بڑھائی تھی۔۔

" آفکورس ہم جانتے ہیں کہ ہمیں سب سے پہلے کیا ڈھونڈنا ہے" جواد نے کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" کیا؟" مصطفی نے پوچھا تھا۔۔

جواد نے ماسٹر کی جانب دیکھا تھا۔۔

" یہ دیکھو" ماسٹر نے فائل سے کچھ تصاویر نکال کر انکے آگے بکھیریں تھیں۔۔ امل اور مصطفی نے دیکھا۔۔ یہ اسکے گھر کی تصاویر تھیں۔۔ جو اب جل چکا تھا۔۔ جس کی ہر چیز راکھ ہو چکی تھی۔۔

امل نے محسوس کیا۔۔ یہ تو اب وہ گھر لگ ہی نہیں رہا تھا۔۔ جہاں اس نے اپنی ماما اور پاپا کے ساتھ آخری لمحات گزارے تھے۔۔ یہ تو اب راکھ تھا جیسے۔۔ امل نے اپنی آنکھوں میں نمی محسوس کی تھی۔۔

" ہمیں اس گھر میں کچھ ڈھونڈنا ہے؟" مصطفی نے ایک اور سوال کیا تھا۔۔

" نہیں۔۔۔ ہم نے وہ ڈھونڈنا ہے جو اس گھر میں نہیں ملا" جواد نے کہا تھا۔۔

" کیا نہیں ملا وہاں؟" اس بار امل نے سوال کیا تھا۔۔ نظریں نائل شاہ کی جانب تھیں۔۔ جس نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔۔

" ڈیڈ باڈیز" اور یہ سنتے ہی امل کی سانس رک گئیں۔۔اسے لگا۔۔ جیسے وہ سانس لینا بھول ہی گئی ہو۔۔اسے لگا۔۔ جیسے سینے میں کوئی چیز تھی۔۔کوئی ایسی چیز جو سینے سے باہر نکلنے کو بیتاب تھی۔۔اس نے محسوس کیا تھا۔۔اپنی تیز دھڑکوں کو۔۔

وہ تینوں اپنے ڈیپارٹمنٹ کے باہر کتابوں میں سر دیئے بیٹھے تھے۔۔۔

" اف۔۔بس بھئی تھک گئی میں تو" نوٹ بک بند کرتے ہوئے شانزے نے کہا تھا۔۔

" لیکن ابھی تو بہت کام رہتا ہے"فرہاد نے نوٹ بک میں کچھ لکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" مگر مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔میں کچھ کھانے کے لئے لے کر آتی ہوں" وہ فوراً کھڑی ہوئی تھی۔۔جبکہ فرہاد نے اسے دیکھے بنا صرف سر ہلایا تھا۔۔

" تمہارے لئے بھی کچھ لاؤں امل" شانزے نے پوچھا تھا۔۔مگر امل کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔

" امل ؟؟" شانزے نے اسے دوبارہ پکارا تھا۔۔اس بار فرہاد نے بھی سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی۔۔

" امل۔۔۔!!شانزے نے اسے کاندھے سے پکڑ کر ہلایا تھا۔۔اور وہ جیسے ہوش میں آئی تھی۔۔

" ہاں۔۔۔کیا ہوا؟" انجان نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

"کہاں گم ہو؟"

" کہیں نہیں۔۔کیا کہہ رہی تھی تم؟" اس نے اپنا سوال دہرایا تھا۔۔

"کچھ کھاؤ گی تم۔۔میں کینٹین جا رہی ہوں"

" نہیں۔۔ تم جاؤ" مسکرا کر کہتی وہ اپنی نوٹ بک کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

" اوکے۔۔" کاندھے اچکا کر وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔۔

" تم ٹھیک ہو؟" سوال فرہاد کی جانب سے ہوا تھا جو اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔۔

" ہاں۔۔ ٹھیک ہوں میں" مسکرا کر کہا تھا۔۔ ایک پھیکی مسکراہٹ۔۔

" تم مجھ سے شئیر کر سکتی ہو امل۔۔ کوئی بھی پریشانی" اس نے کہا تھا۔۔ اور امل نے بس اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

" ہمیں وہ ڈھونڈنا ہے جو ہمیں وہاں نہیں ملا" ایک آواز اسکے کانوں میں گونجی تھی۔۔۔

" ڈیڈ باڈیز"

" تو کیا ڈیڈ باڈیز بھی تم نے غائب کر دی ہیں فرہاد؟ کہاں ہے میرے ماں باپ کی ڈیڈ باڈیز؟" اسکا دل چیخ چیخ کر اس سے یہی سوال کرنا چاہتا تھا۔۔ مگر وہ خاموشی سے بس اسے دیکھ رہی تھی۔۔ جیسے اپنے سوال کا جواب ڈھونڈنا چاہتی ہو۔۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟" وہ اپنے چہرے پر اس کی متلاشی نگاہیں دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔۔

" دیکھ رہی ہوں کہ انسان اندر سے بھی ویسے کیوں نہیں ہوتے۔۔ جیسے وہ دکھتے ہیں؟" نظریں ہٹائے بنا کہا تھا۔

"کیسے دکھتے ہیں انسان؟" اپنی نوٹ بک بند کرتے ہوئے وہ مکمل اسکی جانب متوجہ ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔

" معصوم۔۔ شریف۔۔ سیدھے سادے" تین لفظوں سے زیادہ وہ نہیں کہہ سکی تھی۔۔

" اس میں قصور انسانوں کا نہیں ہے امل۔۔ دیکھنے والی نظروں کا ہے"

" نظروں کا؟" وہ کچھ حیران ہوئی تھی۔۔

" بلکل۔۔انسان کی آنکھیں اسکا دل دکھاتی ہیں۔۔اس کی نیت دکھاتی ہیں۔چہرے کے تعصورات اسکے جزبات دکھاتے ہیں۔۔ جھکی اور اکڑی ہوئی گردنیں اسکے انداز دکھاتی ہیں۔۔ مگر ہم وہ سب نہیں دیکھتے۔۔ہم بس اسکے چہرے کے پرکشش نقوش دیکھ کر ہی سوچ لیتے ہیں کہ وہ بہت سادہ اور معصوم انسان ہے۔۔حالانکہ ایسا نہیں ہوتا " وہ خاموش ہوا تھا۔۔جبکہ امل اب اسکی بات کو سمجھ رہی تھی۔۔اور شاید عمل بھی کر رہی تھی۔۔

" اب اپنے آپ کو ہی دیکھ لو" اس کی جانب تھوڑا جھکتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔اور امل حیران ہوئی تھی۔۔وہ اسکے قریب تھا۔۔

" تم بہت خوبصورت ہو۔۔ تمہاری آنکھیں۔۔ تمہارا ایک ایک نقش بے حد پرکشش ہے امل" وہ اسکے چہرے کا ایک ایک نقش غور سے دیکھتے کہہ رہا تھا۔۔جبکہ امل اپنی جگہ سن ہو گئی تھی۔۔

" لیکن۔۔ تم بہت مشکوک انسان ہو۔۔ تمہاری یہ جو آنکھیں ہیں نہ۔۔ان میں بہت سے راز چھپے ہیں۔۔بہت گہری ہو تم۔۔ بلکل ایک اندھے کنویں کی طرح۔۔اور ایسے مشکوک انسان سادہ اور معصوم نہیں ہوتے امل" وہ اسکی آنکھوں میں جھانک کر کہہ رہا تھا۔۔جبکہ امل بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔بلکہ نہیں۔۔وہ بھی اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔شاید نیت۔۔ مگر یہ کیا؟اسکی آنکھیں تو بلکل صاف تھیں۔۔کوئی بدنیتی نہیں تھی۔۔ مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے ؟؟

وہ اب اسکی آنکھوں کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔۔ جیسے کچھ ڈھونڈنا چاہ رہی ہو۔۔اور پھر۔۔اسے گلٹ دکھا تھا

۔۔

" اہم۔۔۔" شانزے کی آواز ان دونوں کو اپنے اس ٹرانس سے واپس لائی تھی۔۔وہ دونوں ایک دوسرے سے فوراً دور ہوئے تھے۔۔

” میں شاید غلط ٹائم پر آ گئی“ اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے شانزے نے معنی خیز انداز میں کہا تھا۔

” نہیں۔۔ایسی کوئی بات نہیں ہے“ فرہاد کہہ کر دوبارہ اپنی نوٹ بک کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔۔ایسے۔۔جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔جبکہ شانزے نے اس کی جانب مسکراہٹ اچھالی تھی۔۔جسے اگنور کرتی وہ فوراً کھڑی ہوئی تھی۔۔

” کہاں جا رہی ہو؟“ شانزے نے پوچھا تھا۔۔

” آتی ہوں کچھ دیر میں“ وہ کہہ کر وہاں سے فوراً تیزی سے جا چکی تھی۔۔جبکہ فرہاد کی نگاہیں دور تک اسکے ساتھ تھیں۔۔

حویلی میں اس وقت سب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔۔شہزاد شاہ اور جمشید شاہ زمینوں کے مسئلوں پر بات کر رہے تھے۔۔جبکہ زویا اور سادیہ بیگم خاموشی سے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔۔

ایسے میں باہر آؤں تو مین گیٹ کے پاس موجود دو گارڈز نے دروازہ کھولا تھا۔۔اور ایک بلیک کرولا اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔گھر کے سامنے گاڑی روک کر اس میں سے ایک شخص باہر نکلا تھا۔۔

گرے پینٹ کوڈ پہنے، گردن تک آتے لمبے بال، آنکھوں میں سن گلاسس، ہلکی بئیرڈ، دائیں کلائی پر قیمتی گھڑی پہنے انگلی پر کی چین گھماتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا تھا۔۔

” نائل صاحب تشریف لائے ہیں“ ایک ملازم نے آکر اطلاع دی تھی۔۔اور گھر کے سارے افراد فوراً کھڑے ہوئے تھے۔۔

" نائل آیا ہے" سادیہ بیگم کہتی ہوئیں لاؤنج کی جانب بڑھی تھیں۔۔باقی سب بھی ان کے پیچھے آئے تھے۔۔جن میں زویا بھی شامل تھی۔۔اس کا چہرہ جیسے اچانک ہی کھلا گیا تھا۔۔

وہ سیدھا لاؤنج کی جانب آیا تھا جہاں گھر کے تمام افراد اسکے منتظر تھے۔۔اسکی نظر سب سے پہلے اپنی ماں پر پڑی تھی۔۔جو اس کی جانب باہیں پھیلائے آرہی تھیں۔۔اور انہیں دیکھ کر۔۔اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی تھی۔۔وہ فوراًانکے گلے لگا تھا۔

" خیال آگیا گھر آنے کا؟" اسکا ماتھا چومتے ہوئے انہوں نے کہا تھا۔۔

" نہیں۔۔صرف آپکا خیال یہاں لایا ہے مجھے" مسکرا کر کہا تھا۔۔اور سچ ہی تو کہا تھا۔۔اس گھر میں اسکی ماں کے علاوہ اور کوئی تھا ہی نہیں۔۔جسے وہ اپنا سمجھتا ہو۔۔

" ہم سے بھی مل لو۔۔ہم بھی تمہارے انتظار میں کھڑے ہیں یہاں" شہزاد شاہ کی کہنے پر اس نے انکی جانب دیکھا تھا۔۔

" بابا۔۔" وہ انکے گلے لگا تھا۔۔

" کیسے ہیں آپ؟" الگ ہوتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

" اپنے شیر کو دیکھ لینے کے بعد اور بھی اچھا ہو گیا ہوں" اسکا کاندھا تھپتھپاتے ہوئے انہوں نے کہا تھا۔۔

اب وہ اپنے چچا کے جانب بڑھا تھا۔۔ان سے ملنے کے بعد اسکی نظر انکے ساتھ کھڑی زویا پر پڑی تھی۔۔جو اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔وہی مسکراہٹ۔۔جو ہمیشہ اسے دیکھتے ہی اسکے ہونٹوں پر بکھر جاتی تھی۔۔

" اور ایک وہ لڑکی ہے۔۔مسکرانا تو دور۔۔مجھے دیکھتے ہی انگاروں میں بیٹھ جاتی ہے" وہ بس سوچ کر رہ گیا تھا۔۔

" کیسی ہو تم؟" اس نے زویا سے پوچھا تھا۔۔

" اچھی ہوں۔۔ آپ کیسے ہیں؟" دلکش مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا تھا۔۔

" ٹھیک ہوں۔۔" وہ کہہ کر دوبارہ اپنی ماما کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

" میں تھوڑا آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔ لنچ پر ملاقات ہوتی ہے" کہہ کر وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا۔۔ جبکہ زویا کی نگاہیں اس پر ہی ٹکی تھیں۔۔

" چلو آو زویا۔۔ نائل کے پسند کا کھانا تیار کرنا ہے آج۔۔ چلو شاباش" سادیہ بیگم کے کہنے پر زویا فوراً انکے پیچھے پیچھے کچن کی جانب گئی تھی۔۔

" نائل آگیا ہے بھائی۔۔ اب آپکو اس سے بات کر لینی چاہیئے" جمشید شاہ نے کہا تھا۔۔

" فکر مت کرو۔۔ میں کھانے پر اس سے بات کرتا ہوں" جمشید شاہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر شہزاد شاہ نے جواب دیا تھا۔۔

وہ اس وقت ٹیرس پر کھڑی کافی پی رہی تھی۔۔ صرف ایک ہی سوچ تھی جو صبح سے اسکے سر پر سوار تھی۔۔

" کیا سوچ رہی ہو؟" وہ جو کب سے اسے کسی گہری سوچ میں گم دیکھ رہا تھا۔۔ اس کے پاس آکر اس سے پوچھا تھا

۔

" کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ گناہ کرنے کے بعد بھی کسی کی آنکھوں میں پاکیزگی ہو؟" نظریں آسمان پر جماتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" ایک صورت میں ہو سکتا ہے ایسا" کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا۔۔

"کس صورت میں؟" اب وہ ناسمجھی سے مصطفی کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

" اگر گناہ کا احساس ہو گیا ہو۔۔ اگر ضمیر جاگ گیا ہو۔۔ اگر پچھتاوا ہو اور۔۔ دوبارہ وہ گناہ کبھی نہ کرنے کی لگن ہو تو ایسا ہو سکتا ہے کہ آنکھوں میں بد نیتی نظر نہ آئے۔۔ کیونکہ آنکھیں دل کا حال بتاتی ہیں۔۔ اور دل کے حالات تو بدلتے رہتے ہیں" مسکرا کر کہا تھا۔۔

" تو کیا غلطی ہونے سے گناہ مٹ جاتا ہے۔۔ کیا معافی مل جاتی ہے خدا سے ؟" ایک اور سوال ہوا تھا۔۔

" نہیں۔۔ معافی تو تب تک نہیں ملتی جب تک خدا کے بندے معاف نہ کر دیں"

" اللہ کے بندوں کا اتنا بڑا ظرف نہیں ہوتا" نظریں دوبارہ آسمان کی جانب پلٹی تھیں۔

" وقت وقت کی بات ہے امل۔۔۔ جب کوئی گناہگار آپکے سامنے آکر جھک جاتا ہے نہ۔۔ تو خدا دل میں ایسی نرمی ڈال دیتا ہے کہ بندے کا ظرف خود ہی بلند ہو جاتا ہے۔۔ پھر وہ سب معاف کر دیتا ہے۔۔ ہر زخم۔۔ ہر زیادتی" مصطفی کے الفاظ سنتے ہی اس کے سامنے وہ آنکھیں آئی تھیں۔۔ وہ جن میں اسے گلٹ نظر آیا تھا۔۔ مگر اسکا ظرف اتنا بلند نہیں تھا۔۔ اس کے دل میں کوئی نرمی نہیں تھی۔۔

" تمہیں کیا لگتا ہے مصطفی ؟ ڈیڈ باڈیز کسی کو کیوں نہیں ملیں ؟" اس نے مصطفی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

" چھپا دی گئیں ہونگی امل۔۔ خالی گھر میں آگ لگ جائے تو کوئی بھی اس پر شک نہیں کرتا۔۔ مگر۔۔ اگر گھر میں سے ڈیڈ باڈیز مل جائے تو قتل کا خدشہ ہر انسان کے دل میں رہتا ہے۔۔ بس یہ سمجھو کے شہزاد شاہ نے کوئی خدشہ بھی نہیں رہنے دیا۔۔ نہ کوئی وہاں تھا۔۔ اور نہ ہی کوئی جرم ہوا" اور مصطفی کے جواب نے جیسے اسے سب سمجھا دیا تھا۔۔

" تو اس نے کیا کیا ہو گا ماما پاپا کے ساتھ ؟" اس نے پوچھا تھا اور مصطفی نے دیکھا۔۔ اس کی آنکھوں میں ایک خوف تھا۔۔

" کچھ نہیں امل۔۔ کہیں دفنا دیا ہو گا۔۔اس کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے وہ" اسے کاندھوں سے تھامتے ہوئے کہا تھا۔

" انہیں ایک ایک عمل کا حساب دینا ہو گا۔۔۔انشائاللہ" ایک گہری سانس لے کر اس نے اپنی آنکھوں میں بھرنے والے آنسو صاف کئے تھے۔۔۔

کمرے میں ہونے والی دستک پر اسکی آنکھ کھلی تھی۔۔

" آجاؤ" سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے اس نے اجازت دی تھی۔۔ جبکہ دروازہ کھول کر زویا اندر آئی تھی۔۔

" جاگ گئے آپ؟" دلکش مسکراہٹ کے ساتھ اسکے سامنے کھڑی وہ کہہ رہی تھی۔۔

" تمہیں کوئی کام تھا زویا؟" بیڈ سے اترتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔اسے زویا کا اس طرح اپنے کمرے میں آنا اچھا نہیں لگتا تھا۔

" وہ آنٹی نے آپکو کھانے پر بلایا ہے" اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" تم جاؤ۔۔ میں آتا ہوں" اسے بنا دیکھتے ہی کہہ کر وہ واش روم میں جا چکا تھا جبکہ زویا ایک گہری سانس لے کر کمرے سے باہر نکلی تھی۔۔

کچھ دیر بعد وہ سب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے لنچ کر رہے تھے۔۔اسکی پسند کی ہر چیز وہاں موجود تھی۔۔اتنے عرصے بعد ماما کے ہاتھ کا کھانا دیکھ کر اسکی بھوک بھی جاگ گئ تھی۔۔

" اور آج کل کس کیس پر کام کر رہے ہو تم؟" جمشید شاہ نے پوچھا تھا۔۔

" ایک بہت اہم کیس ہے۔۔۔ مرڈر کا" کن انکھیوں سے شہزاد شاہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ جو اپنے کھانے کی جانب متوجہ تھے۔۔

" اللہ تمہیں کامیاب کرے" سادیہ بیگم نے دعا دی تھی۔۔

" آمین" زویا نے مسکرا کر کہا تھا۔۔ جبکہ وہ اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔۔

" تم نے آگے کا کیا سوچا ہے؟" شہزاد شاہ نے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" کس بارے میں؟" نظریں اٹھائے بنا کہا تھا۔۔

" اپنے فیوچر کے بارے میں"

" آپ جانتے ہیں کہ میرا کام ہی میرا فیوچر ہے" سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔

" مگر ہم اب تمہاری شادی کر دینا چاہتے ہیں۔۔۔" شہزاد شاہ کی بات پر اس کے پلیٹ میں چلتے ہاتھ رک گئے تھے ۔۔ جبکہ زویا ایک گہری مسکراہٹ کے ساتھ فوراً کھڑی ہوئی تھی۔۔

"میں میٹھا لے کر آتی ہوں" وہ کہہ کر وہاں سے جا چکی تھی۔۔ جبکہ نائل نے سامنے بیٹھی سادیہ بیگم کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔۔

" مگر میں ابھی ایسا کچھ نہیں چاہتا بابا" نظریں شہزاد شاہ کی جانب پھیرتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ٹھیک ہے۔۔ ایک چھوٹی سی تقریب کر لیتے ہیں۔۔ شادی تمہاری مرضی کے وقت پر ہو گی" شہزاد شاہ نے ایک اور حل نکالا تھا۔۔

" تقریب کیسی؟" اس نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔۔

"تمہاری اور زویا کی منگنی کی تقریب" شہزاد شاہ نے مسکراتے ہوئے دھماکہ کیا تھا جبکہ نائل نے فوراً سادیہ بیگم کی جانب دیکھا تھا۔۔ جنہوں نے گردن جھکالی تھی۔۔

" سوری بابا" وہ فوراً اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔ جبکہ سب کی سنجیدہ نظریں اسی کی جانب تھیں۔۔

" پہلی بات تو یہ کہ میں اس قسم کی کوئی تقریب نہیں کرنا چاہتا" کہتے ہوئے اس کی نظر سامنے کھڑی زویا پر پڑی تھی۔۔ جو اس کے بات سن کر رک گئ تھی۔۔ ایک نظر اسے دیکھنے کے بعد اس نے دوبارہ شہزاد شاہ کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔

" اور دوسری بات یہ کہ اگر کبھی کی بھی تو زویا کے ساتھ نہیں ہوگی" دوٹوک انداز میں کہا تھا جبکہ شہزاد شاہ فوراً تیش میں کھڑے ہوئے تھے۔۔

" یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟"

" وہی جو آپ سن رہے ہیں۔۔ میں زویا سے شادی نہیں کرونگا" ایک بار پھر انکار ہوا تھا۔۔

" لیکن شادی تو تمہیں کرنی ہوگی نائل۔۔ تمہارے بابا نے زبان دی ہے مجھے" اس بار جمشید صاحب نے کہا تھا۔۔

" یہ آپکا اور بابا کا مسئلہ ہے۔۔ زبان انہوں نے دی ہے۔۔ میں نے نہیں" جواب برابر آیا تھا۔۔ سادیہ بیگم نے زویا کی جانب دیکھا جس کے چہرے پر کئ تصورات تھے۔۔ وہ ایک گہری سانس بھر کر رہ گئیں تھیں۔ انہیں نائل سے اسی کی امید تھی۔۔

" میں تمہاری بات تہہ کر چکا ہوں۔۔ اور تم اس رشتے سے انکار نہیں کر سکتے" شہزاد شاہ نے حتمی انداز میں کہا تھا

۔۔

" اور میں ایسا کیوں نہیں کر سکتا؟" نائل نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

"کیونکہ خاندان میں زویا کے علاوہ کوئی بھی تمہارے معیار کی نہیں ہے نا ہی عمر کی" انہوں نے ایک بہترین جواز پیش کیا تھا۔۔

"بات اگر معیار کی ہے تو۔۔" اس نے ایک نظر سامنے کھڑی زویا کی جانب دیکھا تھا۔۔ جسکے چہرے پر اب غصے کے تعصورات تھے۔۔

"تو زویا کا میرے معیار سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے۔۔" وہ کہہ کر پلٹا تھا۔۔ جبکہ سب اسے جاتا دیکھ رہے تھے۔۔ اور پھر۔۔۔ وہ کچھ دور جا کر رکا تھا۔۔ شاید کچھ آیا تھا۔۔

"اور ہاں" وہ دوبارہ پلٹا تھا۔۔ نظر شہزاد شاہ کی جانب تھی۔۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔

"اگر بات خاندان کی واحد لڑکی ہونے کی ہے۔۔ تو آپکی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ۔۔" اس نے اب سادیہ بیگم کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو اسے سوالیاں نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔۔

"اس خاندان کی ایک اور لڑکی بھی ہے۔۔ جسے لے آؤنگا میں" اور وہ کہہ کر وہاں سے جا چکا تھا۔۔ جبکہ شہزاد شاہ سکتے میں آگئے تھے۔۔۔

"یہ کیا کہہ کر گیا ہے بھائی؟" جمشید شاہ نے پوچھا تھا۔۔ مگر وہ کوئی جواب دیئے بنا سٹڈی روم کی جانب بڑھے تھے۔۔

"یہ کس لڑکی کے بارے میں بات کر رہا تھا بھی؟" جمشید شاہ نے اب سادیہ بیگم سے پوچھا تھا۔۔

"میں نہیں جانتی" وہ کہہ چلی گئیں تھیں۔۔ جبکہ زویا اپنی جگہ پتھر بنی کھڑی رہ گئی تھی۔۔

وہ اس وقت ٹی وی دیکھ رہا تھا جب اسکا موبائل بجا تھا۔۔

" ہیلو؟" اس نے بنا دیکھتے ہی کال ریسیو کر لی تھی۔۔

" ایک گھنٹے کے اندر اندر مجھے تم میرے سامنے نظر آؤ فرہاد" اور کال کاٹ دی گئی تھی۔۔ جبکہ وہ حیران رہ گیا تھا
۔۔

" احمد۔۔۔ احمد" احمد کو آواز دیتا وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔

" کیا ہوا باس؟" احمد نے اندر آتے ہوئے کہا تھا۔۔

" جلدی سے گاڑی ریڈی کرو۔۔ ہم نے شہزاد شاہ کی سے ملنے جانا ہے" ہاتھ میں گھڑی پہنتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

" اوکے باس" احمد فوراً باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔ جبکہ وہ تھوڑی دیر بعد تیار ہو کر گاڑی کی جانب آیا تھا۔۔

" سب ٹھیک ہے باس؟" گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے احمد نے پوچھا تھا۔۔ فرہاد کے چہرے کی پریشانی اسے بھی پریشان کر رہی تھی۔۔

" کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا احمد۔۔ شہزاد شاہ نے فوراً بلایا ہے۔۔ ضرور کوئی اہم بات ہے" اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔ جبکہ احمد خاموش ہو گیا تھا۔۔ اس نے اب تک فرہاد سے امل کے بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی۔۔ وہ صحیح وقت کا انتظار کر رہا تھا۔۔

وہ ایک گھنٹے بعد حویلی کے اندر گاڑی پارک کر رہے تھے۔

" تم یہی رکو۔۔ میں کچھ دیر میں آتا ہوں" اسے کہتے ہوئے فرہاد گاڑی سے باہر نکلا تھا۔۔

وہ گھر کے دروازے کے پاس گیا تھا جہاں دو گارڈ کھڑے تھے۔۔

" شہزاد شاہ اندر ہیں؟" اس نے ان میں سے ایک سے پوچھا تھا۔۔

" جی۔۔وہ سٹڈی میں آپکا انتظار کر رہے ہیں" گارڈ کا جواب سن کر وہ اندر داخل ہوا تھا۔۔اسکے قدم تیزی سے سٹڈی کی جانب بڑھ رہے تھے۔۔

سٹڈی کا دروازہ کھول کر وہ اندر آیا تھا۔۔جہاں سامنے ہی اسے شہزاد شاہ ہاتھ میں سگار پکڑے بیٹھے نظر آئے تھے۔۔

" سب ٹھیک ہے؟" ان کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" تمہیں میں ایک بہت چالاک اور ذمہ دار انسان سمجھتا تھا فرہاد۔۔مگر تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے" سنجیدگی سے کہتے ہوئے انہوں نے سامنے رکھی سٹرے میں سگار دبائی تھی۔۔

" مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے کیا؟" اس نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔۔

" غلطی؟؟؟" شہزاد شاہ کی آواز اونچی ہوئی تھی۔۔اور اسے چونکنا پڑا تھا۔۔

" تم نے سارا کھیل بگاڑ دیا فرہاد۔۔ایک کام دیا تھا تمہیں۔۔وہ بھی تم سے نہ ہو سکا" وہ غصے سے کہہ رہے تھے جبکہ فرہاد اب بھی انکی بات نہیں سمجھا تھا۔۔

" میں معافی چاہتا ہوں باس۔۔مگر ہوا کیا ہے؟" اس نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا تھا۔۔

" وہ لڑکی؟ لگتا ہے اسے بھول گئے ہو تم فرہاد" انداز طنزیہ تھا۔۔مگر فرہاد سمجھ چکا تھا کہ وہ کس کی بات کر رہے تھے۔۔

" ایسی بات نہیں ہے باس۔۔میں اسکی تلاش کر رہا ہوں" اس نے سر جھکاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" یہ کیسی تلاش ہے تمہاری فرہاد۔۔ پانچ مہینے سے ایک لڑکی نہیں ڈھونڈی گئ تم سے۔۔ اور وہ۔۔۔ میرا بیٹا۔۔ اسے مل گئ وہ۔۔۔ کیسے ؟" وہ فوراً چیختے ہوئے کھڑے ہوئے تھے جبکہ فرہاد کے پیروں تلے جیسے زمین نکل گئ تھی ۔۔ وہ نائل شاہ کو مل گئ ہے ؟؟ کیسے ؟

" وہ مل گئ؟" حیرت کی انتہاؤں میں اس نے کہا تھا۔۔

"ہاں۔۔ اور اس سے پہلے کہ وہ اسے اس گھر میں لے کر آئے۔۔ تم۔۔" انگلی اسکی جانب اٹھائی تھی۔۔

" تم اسے ختم کرو گے فرہاد۔۔ مجھے اس لڑکی کی موت چاہئے" وہ ایک قدم اسکی جانب بڑھے تھے۔۔ اور فرہاد کو لگا جیسے موت کا فرشتہ اسکی جانب بڑھا ہو۔۔

" اور اگر وہ بچ گئ۔۔۔ تو تم نہیں بچو گے فرہاد۔۔ مار دو اسے۔۔ ورنہ مر جاؤ گے تم" دبی ہوئی آواز میں کہا تھا۔۔ مگر کہا نہیں تھا۔۔ یہ دھمکی تھی۔۔ اور فرہاد اس انداز کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔۔

" جاؤ یہاں سے" وہ کہہ کر دوبارہ اپنی جگہ پر جا بیٹھے تھے۔۔ جبکہ فرہاد کے قدم باہر کی جانب بڑھے تھے۔۔ مگر اسکا ایک ایک قدم اس کے لئے بہت بھاری تھا۔۔ اب وہ کیا کرے گا؟ آخر نائل شاہ کو کیسے ملی وہ لڑکی؟ وہ تو مایا کے ساتھ تھی نہ ؟؟ تو کیا؟؟ کیا نائل شاہ اسے وہاں لایا تھا؟

اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اب کیا کرے گا؟

وہ اسی سوچ میں گھرا گاڑی تک آیا تھا۔۔ باقی کا راستہ بلکل خاموشی سے تہہ کیا گیا تھا۔۔

" آپ ٹھیک ہیں باس ؟" گاڑی اسکے گھر کے سامنے روکتے ہوئے احمد نے پوچھا تھا۔۔

" مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا احمد۔۔ سب بہت برا ہو رہا ہے" اپنا سر تھامے اس نے کہا تھا۔۔

" اندر چل کر بات کرتے ہیں" وہ کہہ کر گاڑی سے باہر نکلا تھا۔ دونوں گھر میں آئے تھے۔۔ فرہاد فوراً ٹیرس کی جانب بڑھا تھا۔۔ جبکہ احمد کافی بنانے کچن کی جانب گیا تھا۔۔

وہ ٹیرس پر بیٹھا اسی سوچ میں گم تھا۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔۔

" کافی؟" احمد نے کافی کا کپ اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔ جسے اس نے تھام لیا تھا۔۔۔

" اب بتائیں۔۔ کیا ہوا ہے؟" اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے احمد نے پوچھا تھا۔۔

" شہزاد شاہ کے بیٹے نے اس لڑکی کو ڈھونڈ لیا ہے احمد۔۔ اسے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ زندہ ہے" فرہاد نے کہا تھا۔۔

اور احمد کو ایک بار پھر حیران ہونا پڑا تھا۔۔

" تو پھر۔۔ اب کیا کرو گے؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" اسے قتل کرنے کا حکم ملا ہے مجھے احمد۔۔ مجھے اسے مارنا ہو گا" اور فرہاد کے الفاظ پر احمد کے ہاتھوں میں پکڑا کافی کا کپ نیچے گرا تھا۔۔

" یہ کیا کہہ رہے ہو فرہاد؟ تم۔۔ تم اسے مار دو گے؟" وہ فوراً کھڑا ہوا تھا۔۔ اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا ۔۔

" مجھے نہیں پتہ احمد۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔ مجھے بس ایک بات معلوم کے کہ۔۔ اب مجھے اسے ڈھونڈنا ہو گا" کافی کا کپ میز پر رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ وہ اس وقت واقعی بہت پریشان تھا۔۔

" اسے ڈھونڈ کر کیا کرو گے تم؟ قتل؟" احمد نے اپنا سوال دہرایا تھا۔۔

" اسے نہیں مارونگا تو شہزاد شاہ مجھے ماردیگا احمد۔۔ بیچ کا کوئی راستہ نہیں ہے میرے پاس" بے بسی سے کہا تھا۔۔۔

مگر احمد کو اس وقت یہ بے بسی بلکل بھی اچھی نہیں لگی تھی۔۔

" ایک ظلم کے بعد دوسرا ظلم کرنے والے ہو تم فرہاد۔۔مجھے تو لگا تھا کہ تم گلٹی ہو۔۔مگر نہیں۔۔تم اب بھی صرف اپنے بارے میں سوچ رہے ہو" اسے اب فرہاد پر غصہ آنے لگا تھا۔۔

" تو کیا کروں میں ؟؟ بتاؤ مجھے ؟ قتل نہ کروں تو کیا قتل ہو جاؤ۔۔میرا مرنا قبول ہے تمہیں" فرہاد نے کھڑے ہو کر اس سے سوال کئے تھے۔۔وہ تو خود بھی یہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔مگر وہ اور کیا کرے ؟ اسے کوئی راستہ نہیں دکھ رہا تھا۔۔

" انصاف کرو فرہاد۔۔کیا مزید گناہوں کا بوجھ لے کر زندہ رہ لوگے تم ؟" احمد نے کہا تھا۔۔اور فرہاد لاجواب ہو گیا تھا۔۔

کیا وہ واقعی زندہ رہ لے گا ؟ نہیں۔۔۔یہ بوجھ وہ کیسے برداشت کرے گا ؟

مگر کوئی اور راستہ بھی تو نہیں تھا۔۔

" مایا کا ایڈریس نکالو احمد۔۔کل صبح ہم وہاں جارہے ہیں" وہ کہہ کر پلٹا تھا۔۔جبکہ احمد باہر کی جانب بڑھا تھا۔

اگر وہ لڑکی امل ہی ہوئی تو ؟؟ تو کیا فرہاد اسے قتل کرلے گا ؟ وہ جانتا تھا کہ وہ لڑکی مایا کے ساتھ ہی رہتی ہے۔۔اور اگر۔۔وہ وہی گھر ہوا تو ؟ تو کیا کرے گا وہ ؟

نہیں۔۔وہ امل کو قتل ہونے نہیں دے سکتا تھا۔۔وہ ایک معصوم لڑکی ہے۔۔وہ فرہاد کو کچھ نہیں بتا سکتا تھا۔۔مگر ۔۔کل اگر فرہاد مایا کے گھر چلا گیا ؟ تو اسے سب معلوم ہو جانا تھا۔۔

اور احمد ایسا ہونے نہیں دینا چاہتا تھا۔۔اسے فرہاد کو روکنا تھا۔۔اسے امل کو بچانا تھا۔۔اسے اپنے حصے کا کام ایمانداری سے کرنا تھا۔۔۔

وہ اس وقت لاؤنج میں بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے جب سادیہ بیگم ان کے پاس چائے لے کر آئیں۔۔

چائے کا کپ انہیں دے کر وہ انکے ساتھ ہی بیٹھیں بات شروع کرنے کے لئے الفاظ ڈھونڈ رہی تھیں۔۔

" ایسی کیا بات کرنی ہے آپ نے کہ اتنا سوچنا پڑھ رہا ہے" چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے شہزاد شاہ نے کہا تھا۔

" نائل۔۔ میں اس کے لئے پریشان ہوں شاہ جی"

" اسکے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ شادی اسکی زویا سے ہی ہو گی" حتمی انداز تھا۔۔

" لیکن ہم اسے مجبور نہیں کر سکتے۔۔ وہ مجبور ہونے والوں میں سے نہیں ہے۔۔" سادیہ بیگم نے انہیں سمجھانا چاہا تھا۔

" لیکن ہم اسے راضی کر سکتے ہیں سادیہ۔۔ اور اسے کیسے راضی کرنا ہے یہ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے" اور انکا انداز بتا رہا تھا کہ وہ جیسے بہت کچھ سوچ چکے تھے۔۔

" اور وہ لڑکی؟ نائل کس لڑکی کی بات کر رہا تھا؟" ایک اور سوال کیا تھا۔۔

" وہ جو بھی ہے یہاں کبھی نہیں آئے گی" وہ کہتے ساتھ وہاں سے جا چکے تھے جبکہ سادیہ بیگم اس لڑکی کے بارے میں ہی سوچ رہی تھیں۔۔

" خاندان کی لڑکی کون ہو سکتی ہے آخر؟" اور اس سوال کے جواب کا انتظار کرنا ہی تھا۔۔

یہ صبح کے گیارہ بجے کا وقت تھا۔۔ آج یونیورسٹی آف ہونے کی وجہ سے وہ گھر میں ہی موجود تھا۔۔ اس نے کچھ دیر پہلے ہی احمد کو مسیج کر کے اپنے دیئے ہوئے کام کا پوچھا تھا۔۔ اور جواب میں اس نے کہا کہ وہ آ رہا ہے۔۔ وہ اب اپنے کمرے میں احمد کا انتظار کر رہا تھا۔۔

اگر احمد مایا کا ایڈریس لے کر آ گیا۔۔ تو اسے آج رات ہی یہ کام کرنا ہو گا۔۔ اور وہ جانتا تھا کہ ایسا کرنے سے وہ مایا کو ہمیشہ کے لئے کھو دیگا۔۔ اس بار وہ اسے کبھی معاف نہیں کرے گی۔۔ سچ تو یہ تھا کہ وہ ایسا کچھ کرنا بھی نہیں چاہتا ہے۔ مگر وہ یہ بھی جانتا ہے کہ شہزاد شاہ کی دھمکی صرف دھمکی نہیں ہے۔۔ اگر اس نے اس لڑکی کو نہیں مارا۔۔ تو شہزاد شاہ اسے اگلی سانس نہیں لینے دے گا۔۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ اگر اس نے یہ کام کر دیا۔۔ تو وہ زندہ رہ کر بھی کبھی سکون نہیں حاصل کر سکے گا۔۔

دروازے پر ہونے والی دستک اسے سوچوں سے باہر لائی تھی۔۔۔

" آ جاؤ احمد " وہ جانتا تھا کہ احمد ہی ہے۔۔ کیونکہ ایک وہی ہے جو اسکے گھر میں آسانی سے آ سکتا تھا۔۔

دروازہ کھول کر احمد اندر آیا تھا۔ چہرہ سنجیدہ تھا۔۔

" ایڈریس مل گیا؟" اس نے فوراً پوچھا تھا۔۔

" جی باس " اور وہ نہیں جانتا تھا کہ احمد کے جواب پر اسے خوشی ہوئی یا افسوس۔۔

" گڈ۔۔ اور مایا کی کیا انفارمیشن ہے؟" اگلا سوال کیا تھا۔۔

" انکی نائیٹ ڈیوٹی چل رہی ہے آج کل" مختصر جواب تھا۔۔ اور فرہاد کو لگا کہ جیسے قدرت بھی اس سے یہی چاہتی ہے۔۔

" تو اسکا مطلب یہ ہے کہ ہم آج رات ہی اپنا کام کر سکتے ہیں" کہتے ہوئے وہ کھڑا ہوا تھا۔۔

" ہم نہیں۔۔ آپ۔۔۔ میں اس کام میں آپکا ساتھ نہیں دے سکتا باس" صاف انکار ہوا تھا۔۔

" یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیا میں اکیلے وہاں جاؤنگا؟" اسے حیرت ہوئی تھی۔۔ حالانکہ اسے ہونی نہیں چاہئے تھی۔

" آپکو میری ضرورت نہیں ہے باس۔۔ پہلی بھی تو اکیلے ہی تھے آپ؟" طنزیہ انداز تھا۔

" تم جانتے ہو میں مجبور ہوں" اس کے لئے علاوہ کچھ کہہ نہیں سکا تھا۔۔

" میں بھی مجبور ہوں باس۔۔ اپنے اندر کی انسانیت کے ہاتھوں" وہ جواب دے کر وہاں سے چلا گیا تھا جبکہ فرہاد اپنی جگہ جم گیا تھا۔۔

" کیا میرے اندر انسانیت نہیں ہے؟" خود سے پوچھے ہوئے اس سوال کا کوئی جواب نہ ملا تھا۔۔

وہ مکمل طور پر لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ تھا۔۔ جب اسکا موبائل بجا تھا۔۔ اس نے بنا دیکھے کال ریسیو کی۔۔

" ہیلو؟"

" سب ویسا ہی ہو رہا ہے۔۔ جیسا آپ نے کہا تھا ماسٹر" جواب سن کر ماسٹر کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ آئی تھی۔۔

" ایسا ہی ہونا تھا واجد۔۔ بس تم تیار رہنا"

" آپ فکر مت کریں ماسٹر۔۔ سب ہمارے پلین کے مطابق ہی ہو گا"

"گڈ" کہہ کر کال کٹ کی تھی۔۔ اور پھر۔۔ وہ دوبارہ لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔۔

یہ رات کے ایک بجے کا وقت تھا۔۔ سوسائیٹی میں اس بہت سڑکیں بلکل خالی اور ویران تھی۔۔

ایسے میں ایک سڑک پر ایک گاڑی آکر رکی تھی۔۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے فرہاد نے اپنے ہاتھ میں پکڑے کاغذ کے ٹکڑے کو دیکھا اور پھر سامنے موجود اس اونچی بلڈنگ کی جانب۔۔

"کیا اتفاق ہے۔۔" گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا تھا۔۔ نظر سامنے اس بلڈنگ کی جانب تھی جس کے تیسرے فلور پر مایا کا فلیٹ تھا۔

وہ اس جگہ کو امل کی وجہ سے پہچانتا تھا۔۔ اسے یاد تھا کہ وہ امل کو یہاں چھوڑنے آیا تھا۔۔

"امل۔۔ مجھے امید ہے کہ تم وہ نہیں ہو" خود سے کہتے ہوئے وہ آگے بڑھا تھا۔۔

لفٹ میں آتے ہی اس نے تیسرے فلور کا بٹن پش کیا۔۔ اور۔۔ جیسے جیسے لفٹ اوپر کی جانب جا رہی تھی۔۔ اسکے دل کی دھڑکن اتنی ہی تیز ہو رہی تھی۔۔ وہ آج ایک اور گناہ کرنے آیا تھا۔۔ ایسا گناہ جس سے اسکی جان تو بچ جائے گی مگر زندگی ختم ہو جائیگی۔۔ لفٹ کا دروازہ کھلا تھا۔۔ اور قدم آگے بڑھایا تھا۔۔ ایک ایک قدم اس کے لئے بہت مشکل تھا۔۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ امل کا فلیٹ کونسا ہے؟ اس نے امل کو باہر ڈراپ کیا تھا۔۔ مگر وہ یہ ضرور جانتا تھا کہ یہی کہیں آس پاس امل بھی موجود ہے۔۔ اگر اس نے اسے دیکھ لیا تو؟ اگر وہ اسکی سچائی جان گئی تو؟ اور یہی خیال اسے ڈرا رہا تھا۔۔ وہ امل کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔۔ وہ امل کی آنکھوں میں اپنے لئے نفرت نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔

"خدا کرے تم یہاں نہ ہو امل۔۔ خدا کرے تم کبھی میرا یہ روپ نہ دیکھو" دل سے دعا نکلی تھی۔۔

اور پھر۔۔ وہ ایک دروازے کے سامنے رکا تھا۔۔ یہ مایا کا فلیٹ تھا۔۔ اس نے اپنے دائے اور بائیں جانب دیکھا۔۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔۔ اس نے اپنی جیکٹ کا ہیڈ اپنے سر کے اوپر کیا تھا۔۔ اور پھر جیب سے ایک چابی نکال کر اس دروازے کے لاک پر لگائی تھی۔۔

دروازہ کھول کر وہ دبے پاؤں اندر داخل ہوا تھا۔۔ پورا اپارٹمنٹ اس وقت اندھیرے میں ڈوبا تھا۔۔ یہ دو بیڈ روم، ایک گیسٹ روم، ٹی وی لاؤنج، اور اوپن کچن پر مشتمل چھوٹا تھا اپارٹمنٹ تھا۔۔

وہ دبے پاؤں آگے بڑھا تھا۔۔احمد کی دی ہوئی معلومات کے مطابق اس لڑکی کا کمرہ سامنے والا تھا۔۔وہ اس کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔

کمرے کے دروازے کے قریب آکر اس نے لاک گمایا تھا۔۔دروازہ لاک نہیں تھا۔۔اسے حیرانی ہوئی تھی۔۔ مگر شاید قسمت اس کے ساتھ تھی۔۔

ایک گہری سانس لے کر اس نے دروازہ کھولا۔۔۔کمرے میں مکمل اندھیرا تھا۔۔وہ دبے پاؤں اندر داخل ہوا اور فوراً دروازہ بنا کوئی آواز کئے بند کر دیا تھا۔۔۔اس نے دیکھا۔۔بیڈ پر وہ کمبل اوڑھے سو رہی تھی۔۔

"بس یہ آخری بارے فرہاد۔۔۔پھر یہ قصہ ختم ہو جائے گا" اس نے خود کو تسلی دی تھی۔۔

بیڈ کے قریب پہنچ کر اس نے ایک تکیہ اٹھایا اور ایک گہری سانس لی۔۔

اور پھر۔۔تیزی سے۔۔۔اس نے وہ تکیہ اس لڑکی کے چہرے پر رکھ کر اپنی پوری طاقت سے اسے دبایا تھا۔۔اسکی آنکھیں بند تھیں۔۔وہ یہ کام جلد کی ختم کرنا چاہتا تھا۔۔اور اس کے لئے۔۔وہ اپنی پوری طاقت لگا رہا تھا۔۔

مگر۔۔۔پھر اچانک ذہن میں کچھ کلک کیا تھا۔۔اور اس کے ہاتھ رکے تھے۔۔۔اس نے آنکھیں کھولی۔۔وہ وجود بلکل بے جان پڑا تھا۔۔کوئی مزاحمت کوئی کوشش نہیں ہوئی تھی۔۔۔کچھ تھا۔۔جو بہت عجیب تھا۔۔

اس نے فوراً تکیہ ایک جانب پھینکا اور وہ کمبل پکڑ کر تیزی سے اسے اس وجود سے ہٹایا تھا۔۔مگر یہ کیا؟

وہاں تو تکیے رکھے تھے۔۔اور وہ لڑکی؟وہ کہاں ہے؟

تو اسکا مطلب کہ وہ جانتی تھی کہ فرہاد آنے والا ہے۔۔تو اسکا مطلب کہ مایا بھی جانتی تھی۔۔

"نو۔۔۔نو۔۔نو۔۔۔نو" وہ بیڈ پر لات مارتے ہوئے چیخا تھا۔۔ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔۔

کتنی ہمت جما کر کے وہ یہاں آیا اور سب ختم ہو گیا۔۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔ کیسے ہو گیا ہے؟" اپنے بالوں کو پکڑتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

"یہ جال تھا۔۔۔ یہ سب سازش ہے" اس نے اپنے اطراف میں دیکھنا شروع کیا تھا۔۔ ضرور یہ سب اسے رنگے ہاتھوں پکڑنے کے لئے کیا گیا تھا۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ یہاں خطرہ تھا۔۔ اور اسے یہاں سے فوراً نکلنا چاہئے تھا۔۔ اسے سوچ کے ساتھ وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔

"مجھے سمجھ نہیں آیا کہ تمہارے ماسٹر نے ہمیں مایا سے الگ کیوں کیا ہے؟" چائے کا کپ اسکی جانب بڑھاتے ہوئے امل نے کہا تھا۔۔

"سمجھ تو میں بھی نہیں پایا۔۔ اچانک ہی انکا مسیج آیا کہ تمہیں لے کر یہاں آجاؤں۔۔ تو میں آگیا"

"لیکن یہ عجیب نہیں ہے؟ ہم لوگ ایک ہی جگہ مگر الگ الگ اپارٹمنٹ میں رہ رہے ہیں" امل کو یہ سب واقعی بہت عجیب لگ رہا تھا۔۔ مایا کو اکیلا چھوڑ کر وہ دونوں چوتھے فلور کے فلیٹ میں آگئے تھے۔۔ اسے اس کی کوئی وجہ سمجھ نہیں آئی۔۔

"ضرور اس کے پیچھے بھی کوئی خاص وجہ ہو گی"

"ہاں۔۔ اور وہ وجہ تمہارا ماسٹر ہمیں بتانا ضروری نہیں سمجھتا" کاندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔۔

"یہ تم بار بار تمہارا ماسٹر تمہارا ماسٹر کیوں کہہ رہی ہو؟ جبکہ حقیقت میں تو وہ تمہارے ہیں" معنی خیز مسکراہٹ مصطفی کے ہونٹوں پر بکھری تھی۔۔

"مصطفی پلیز۔۔ ایسی باتیں کر کے میرا موڈ خراب مت کیا کرو" اس کا تو واقعی موڈ خراب ہو گیا تھا۔۔

"اب رہنے بھی دو امل۔۔ حقیقت جیسی بھی ہو قبول کرنے میں ہی عقل مندی ہے" وہ بھی کہاں سدھرنے والا تھا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ پھر تم یہاں بیٹھ کر حقیقت قبول کرو۔۔ میں سونے جا رہی ہوں" وہ کہہ کر وہاں ست جا چکی تھی جبکہ مصطفی اب دوبارہ اپنی چائے کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔۔

وہ تیزی سے اپکی گاڑی تک آیا تھا۔۔ اسے ہر پل محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔۔ کوئی ہے جو اس پر نظر رکھ رہا ہے۔۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی اس نے سب سے پہلے پیچھے دیکھا تھا۔۔ جہاں دور دور تک کوئی نہیں تھا۔۔ سڑک بلکل خالی تھی۔۔ مگر وہ محسوس کر رہا تھا۔۔ کسی کی موجودگی کو۔۔ اس نے فوراً گاڑی سٹارٹ کی اور آگے بڑھ گیا۔۔

اس کے جاتے ہی سڑک کی دوسری جانب کھڑی ایک کار میں موجود جواد نے اپنا موبائل نکال کر کسی کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔

کچھ دیر بعد کال ریسیو کر لی گئی تھی۔۔

"کام ہو گیا ہے ماسٹر۔۔" اس وہ ماسٹر کا جواب سننے کے لئے رکا تھا۔۔

"کیا میں اس کے پیچھے جاؤں؟" اجازت چاہی تھی۔

"اوک۔۔ میں صبح ہوتے ہی ان کے پاس جاؤنگا" کہہ کر کال کٹ کر دی گئی تھی۔۔

اب اگر یہاں سے کچھ دور ایک گھر کی بیسمنٹ میں آؤ تو یہاں نائل شاہ اپنے سامنے کچھ کاغذ اور تصاویر پھیلائے بیٹھا ہے۔۔ نظر ان پر مگر سوچ کہیں اور تھی۔۔ آج شام ہی اس نے مصطفی سے کہہ کر انکا اپارٹمنٹ بدلوایا تھا۔۔

ظاہر ہے۔۔اب شہزاد شاہ کو سب بتادینے کے بعد وہ امل کی سیکیورٹی سے لاپرواہی اختیار نہیں کر سکتا تھا۔۔جبکہ وہ جانتا تھا کہ فرہاد امل کو مارنے کے لئے ضرور آئے گا۔۔اور مایا۔۔

اس نے سامنے رکھی تصاویر میں سے ایک تصویر اٹھائی۔۔جس میں مایا ایک ریسٹورانٹ میں فرہاد کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔

" تم نے کیسے سوچ لیا کہ تم مجھ سے کچھ چھپا سکو گی مایا؟" اس نے تصویر میں موجود مایا سے کہا تھا۔۔

" تمہیں بہت فرصت میں سبق سکھاؤنگا مایا۔۔ابھی مجھے بہت اہم کام کرنے ہیں" تصویر کو ایک جانب پھینکتے ہوئے وہ دوبارہ اس فائل کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔۔

اب اگر اسی شہر میں موجود ایک ہسپتال کے آفس میں بیٹھی مایا کی جانب آؤ۔۔تو وہ بے حد پریشان نظر آرہی تھی۔ لیکن اسکی پریشانی کیا تھی؟

اس نے موبائل نکال کر ایک مسیج کیا تھا۔۔

" جاگ رہے ہو؟"

" ہاں۔۔" ریپلائی فوراً آیا تھا۔۔

" میں بھی" بے تکا جواب تھا۔۔

" ظاہر ہے۔۔اب ہسپتال سونے تو نہیں گئی تم" جواب پر وہ مسکرائی تھی۔

" ماسٹر نے ایسا کیوں کیا مصطفی؟" تو یہ اسکی پریشانی تھی؟

"کیسا؟" انجان بننے کی ناکام کوشش ہوئی تھی۔۔

" تم جانتے ہو میں کس بارے میں بات کر رہی ہوں"

" نہیں۔۔تم بتاؤ" وہ بھی کہاں بعض آنے والا تھا۔۔

" انہوں نے ہمیں الگ کیوں کیا؟" مایا نے اب ڈائیریکٹ سوال کیا تھا۔۔

" یہ میں بھی نہیں جانتا۔۔مگر کچھ ہے۔۔کچھ ایسا جو چھپا ہوا ہے"

" کہیں انہیں سب پتہ تو نہیں لگ گیا؟" اسے ایک یہی ڈر تھا بس۔۔

" اگر تم نے کچھ گڑبڑ نہیں کی تو انہیں کچھ معلوم نہیں ہو گا مایا۔۔کیا تم نے کچھ کیا ہے؟" اور مصطفی نے سوال نے اس کے ہاتھ روک دیئے تھے۔۔وہ اسے کیا جواب دیتی؟ کیا وہ اسے فرہاد سے ملنے کے بارے میں بتا دے؟ نہیں۔۔اگر اسے معلوم ہو گیا تو وہ کبھی اسکا اعتبار نہیں کرے گا۔۔اور مصطفی کو اعتبار وہ کھو نہیں سکتی تھی۔۔

" نہیں۔۔مجھے ایک پیشنٹ کو دیکھنا ہے۔۔بائے" اس نے ریپلائی دے کر موبائل واپس رکھا تھا۔۔مگر اسکی پریشانی اب بھی ختم نہیں ہوئی تھی۔۔ماسٹر کا اس طرح اچانک اسے الگ کرنا۔۔یہ کسی خطرے کی علامت تھی۔۔

وہ دونوں اپنے اپنے کمروں میں نیند میں گم تھے۔۔جب لگاتار ہونے والی ڈور بیل مصطفی کو تو اپنی جگہ سے ہلانے میں ناکام رہی تھی۔۔مگر امل کی نیند ضرور اڑ گئی تھی۔۔

" کیا مسئلہ ہے؟ صبح صبح کون آ گیا تم؟ ساری نیند خراب کر دی میری" دروازے کی جانب جاتے ہوئے وہ بڑبڑائی تھی۔۔

" کون ہے بھئی۔۔کیا۔۔۔" وہ کہتے ہوئے دروازہ کھول رہی تھی جب سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر زبان رک گئی تھی۔

" آپ؟؟ یہاں؟" اسے دیکھ کر وہ واقعی حیران ہو گئی تھی۔۔

" کیوں؟ کیا میرا یہاں آنا منع ہے کیا؟" کاندھاتے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" نہیں۔۔ نہیں۔۔ آئیں" اسے اندر آنے کا راستہ دیا تھا۔۔

" اچھا پارٹمنٹ ہے" آس پاس تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" کام کی بات بتائیں واجد۔۔ ماسٹر نے کیوں بھیجا ہے آپکو یہاں؟"

" چائے یا کافی پوچھنے کا رواج نہیں ہے آپکے یہاں؟" مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

" چائے یا کافی بنانے والا سو رہا ہے۔۔ اس لئے اب آپ مجھ سے کام کی بات کریں" وہ کہتے ہوئے صوفے پر بیٹھ چکی تھی۔۔

" اوک" گہری سانس لے کر وہ اسکے سامنے بیٹھا تھا۔۔

" میں یہاں تمہیں لینے آیا ہوں"

" مجھے یا ہمیں؟" امل نے پوچھا تھا۔۔

" صرف تمہیں"

" کیوں؟؟ کہا جا رہے ہیں ہم؟"

" ہم نہیں۔۔ تم اور ماسٹر جا رہے ہو" جواد کے جواب پر وہ چونکی تھی۔۔

" کہاں؟؟"

" شہزاد شاہ سے ملنے" اور اس جواب نے اسے سکتے میں ڈال دیا تھا۔۔

" شہزاد شاہ سے ملنے؟؟" اس نے یقین چاہا تھا۔۔

" کل وہ تمہیں مارنے گیا تھا۔۔ مگر ناکام ہو گیا"

" فرہاد؟" امل نے پوچھا تھا۔۔ اور جانے کیوں۔۔ مگر وہ جواب میں انکار سننا چاہتی تھی۔۔

" ہاں۔۔ وہی" اور اس جواب نے جانے کیوں؟ مگر اسے مایوسی ہوئی تھی۔۔

" تو کیا اسے پتہ چل گیا؟"

" نہیں۔۔ اسے معلوم ہوتا تو سچویشن کچھ الگ ہوتی"

" لیکن ہم شہزاد شاہ کے پاس کیوں جا رہے ہیں؟" اور اس کے سوال کر واجد کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ آئی تھی۔۔

" کیا ہوا؟" اس سوال کے جواب میں خاموشی تھی۔۔ مکمل خاموشی۔۔۔

اسکی دوپہر دو بجے کے قریب کھلی تھی۔۔ دیوار پر لگی وال کلاک پر نظر پڑتے ہی وہ سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔۔

" حیرت ہے۔۔ آج میڈم اب تک میرے سر پر سوار نہیں ہوئیں؟" امل کے ہوتے ہوئے اتنی دیر تک سو جانا اسکے لئے واقعی حیرت انگیز بات تھی۔۔ وہ کمرے سے باہر نکلا مگر ہر طرف خاموشی تھی۔۔

" امل۔۔۔" وہ امل کے کمرے کے باہر کھڑے ہو کر اسے آواز دے رہا تھا مگر اندر سے کوئی جواب نہ آیا تھا۔۔ ایک دو بار پھر سے آواز دینے کے بعد بھی جب کوئی جواب نہ آیا تو وہ کمرے کے اندر داخل ہوا تھا۔۔ مگر۔۔۔ وہاں تو کوئی نہیں تھا۔۔

" یہ لڑکی کہاں چلی گئ؟" کمرے سے باہر آ کر اب وہ ہر جگہ اس ڈھونڈ رہا تھا۔۔

" ڈونٹ ٹیل میں کہ یہ فرہاد کے پاس چلی گئ ہے" کچن میں آتے ہوئے اس نے خود سے کہا تھا۔۔

"بنا بتائے کہاں چلی گئی اب یہ" وہ امل کے لئے اب پریشان ہو رہا تھا۔۔ اور پھر وہ پانی کی بوتل نکالنے کے لئے فریج کی جانب بڑھا تھا۔۔ مگر اس کے بڑھتے ہاتھ فریج پر لگی ایک چٹ کی جانب گئے تھے۔۔ اس نے وہ پیپر اتار کر پڑھا تھا۔

"تمہارے ماسٹر کے ساتھ شہزاد شاہ سے ملنے جا رہی ہوں۔۔ لیکن پریشانی کی بات شہزاد شاہ سے ملاقات نہیں۔۔ بلکہ نائل شاہ کے ساتھ اتنا لمبا سفر ہے۔۔ دعا کرنا خدا مجھے صبر دے"

اور یہ پڑھتے ہی ایک مسکراہٹ مصطفی کے ہونٹوں پر پھیل گئی تھی۔۔

"خدا یہ سفر مبارک کرے" اس نے دل سے دعا کی تھی۔۔

احمد نے دیکھا۔۔ وہ لاؤنج میں اپنا سر دیئے بیٹھا ہے۔۔ وہ یہاں گزری ہوئی رات کا معلوم کرنے آیا تھا۔۔ اسے افسوس تھا کہ وہ امل سے رابطہ نہیں کر پایا۔۔ وہ اسے ملی ہی نہیں۔۔

"کیا حال ہیں باس؟" اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔ جبکہ فرہاد نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔ اس کی آنکھیں رات بھر جاگنے اور پریشانی کی وجہ سے لال سرخ تھی۔۔ ابھی احمد اپنے جواب کا انتظار ہی کر رہا تھا جب فرہاد نے اپنی جگہ سے فوراً اٹھ کر اسکا گریبان پکڑا تھا۔۔ وہ اسے شعلہ برساتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

"کیوں کیا تم نے ایسا؟؟ بتاؤ کیوں کیا؟" وہ اس وقت ڈرا ہوا تھا۔۔ اس کی آنکھوں کا ڈر احمد کو کنفیوز کر رہا تھا۔۔

"کیا ہوا ہے؟ کیا کیا میں نے؟"

"کیا کیا تم نے" کہتے ساتھ اسے پوری قوت سے پیچھے کی جانب دھکیلا تھا۔۔

"اسے سب بتا دیا تم نے۔۔ بھاگ گئی وہ وہاں سے" وہ چیخا تھا جبکہ احمد حیران رہ گیا تھا۔۔

" بھاگ گئ ؟"

" ہاں بھاگ گئ۔۔ وہ جانتی تھی کہ میں وہاں آونگا۔۔ اس لئے وہ اپنی جگہ تکیے رکھ کر بھاگ گئ"

" لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ اسے کیسے معلوم ہوا سب ؟"

" یہی تو میں تم سے جاننا چاہتا ہوں۔۔ اسے کیسے معلوم ہوا سب ؟" اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ لہجے میں شک تھا۔۔

" یہ مجھے کیسے معلوم ہو گا ؟" کاندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تمہیں کچھ معلوم نہ ہو۔۔ ورنہ بہت برا ہو گا احمد۔۔ یاد رکھنا" وہ اسے دھمکی دے کر وہاں سے جاچکا تھا۔۔ جبکہ احمد اب سوچ میں پڑ گیا تھا۔۔

" آخر اسے کیسے معلوم ہوا ؟"

وہ دونوں خاموشی سے اپنی منزل کی جانب رواں تھے۔۔ اس نے مصطفی کے لئے پیغام چھوڑ دیا تھا۔۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اسے وہاں نہ پاکر پریشان ہو جائے گا۔۔ لیکن اصل پریشانی تو آگے آنے والی تھی۔۔ اسے اب بھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس طرح اچانک وہ لوگ شہزاد شاہ سے ملنے کیوں جارہے تھے ؟ پلین کے مطابق تو امل کا فرسٹ سیمیسٹر ختم ہونے کے بعد یہ کرنا تھا۔۔ پھر کیوں ؟

واجد نے اچانک ہی گاڑی ایک خالی سڑک پر روکی تھی۔۔

" گاڑی کیوں روکی ہے ؟"

"کیونکہ آپکو اب جانا ہو گا" مسکرا کر کہا تھا۔۔

" کہاں ؟"

" وہاں" واجد نے انگلی کا اشارہ سامنے کی جانب کیا تھا۔۔اور امل نے دیکھا۔۔سامنے ہی ایک بلیک کرولا کھڑی تھی۔۔اور وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ یہ کس کی ہے۔۔

" تو برا بہت شروع ہوا" گہری سانس لے کر امل نے کہا تھا۔۔جبکہ فواد کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔

" اب اتنے بھی برے نہیں ہمارے ماسٹر" اس نے انکی سائیڈ لینی چاہی تھی۔۔

" بلکل۔۔میری سوچ سے کئی زیادہ ہے" کاندھے اچکا کر کہتے ہوئے اس نے ڈور اوپن کیا تھا۔۔

" بائے داوے۔۔تھینک یو" اسے مسکرا کر کہتی وہ گاڑی سے باہر نکلی تھی۔۔واجد نے اسے ہاتھ کے اشارے اسے الوداع کہا تھا۔۔

امل اب اس گاڑی کی جانب بڑھی تھی۔۔

" اب اتنے گھنٹوں کا سفر اس تھرڈ کلاس ڈانسر کے ساتھ کرنا پڑے گا۔۔ مصطفی!!تم یہاں کیوں نہیں ہو؟" وہ اداسی سے سوچتی ہوئی گاڑی کے قریب پہنچی تھی۔۔اس نے دیکھا۔۔وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔

" آخر یہ اتنا ہینڈسم کیوں ہے؟" اسے دیکھتے ہوئے جانے کیوں؟مگر یہ خیال آ ہی گیا تھا۔۔

بلیک پینٹ کوٹ، آنکھوں میں گلاسس، ہلکی بیئرڈ، نکھری رنگت، لمبے گردن تک آتے بال، سیدھے ہاتھ میں قیمتی گھڑی، مغرور ناک اور اپنے چوڑے کاندھوں کے ساتھ وہ واقعی بے حس پر کشش لگ رہا تھا۔۔

" اگر مجھے جی بھر کر دیکھ لیا ہو تو چلیں" بھاری آواز میں معنی خیزی سے کہے گئے اس جملے نے امل کو اس کے خیالوں سے باہر لایا تھا۔۔اسے احساس بھی نہیں ہوا کہ کب اس نے اس کے لئے دروازہ کھولا اور وہ باہر کھڑی بس اسے دیکھ رہی تھی۔۔اور اب جب احساس ہوا۔۔تو شرمندگی نے اسکے گال لال کر دیئے تھے۔۔جبکہ نائل شاہ کے ہونٹوں کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔

" سوری۔۔ ایکچولی ایلینز پہلے کبھی دیکھے نہیں تھے نہ" بیٹھتے ساتھ ہی اس نے کہا تھا۔۔ اور بس۔۔ امل کے الفاظ ہی تھے جنھوں نے نائل شاہ کی مسکراہٹ کو غائب کیا تھا۔۔

" تمہیں میں ایلین لگتا ہوں ؟" سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔ وہ تو دل پر ہی لے گیا تھا۔۔

" نہیں۔۔ میں نے ایسا تو نہیں کہا" اب مسکرانے کی باری امل کی تھی۔۔۔

" تمہاری باتوں کو بہت اچھی طرح سمجھتا ہوں میں امل۔۔ ڈونٹ انڈر ایسٹیمیٹ می" کہتے ہوئے اس نے گاڑی سٹارٹ کی تھی جبکہ امل نے جواب دینے کے بجائے خاموشی سے مسکرانا ہی مناسب سمجھا تھا۔۔

مگر یہ خاموشی آدھے گھنٹے بعد ہی اسے بور کرنے لگی تھی۔۔۔ اگر مصطفی ہوتا تو یہ وقت کتنی آسانی سے گزر جاتا۔۔ اس نے موبائل نکال کر مصطفی کو میسج کیا تھا۔۔

" میں بور ہو رہی ہوں"

" میں بھی۔۔" جواب فوراً آیا تھا۔۔

"کیوں۔۔ تم مایا کے ساتھ نہیں ہو کیا؟"

" نہیں۔۔ میں تمہارے لئے پریشان ہوں بس" اسکے جواب پر وہ مسکرائی تھی۔۔ اور اس مسکراہٹ کن انکھیوں سے نائل شاہ نے بھی دیکھا تھا۔۔

" اور میں تمہارے ماسٹر کے ساتھ پریشان ہوں"

" یعنی دونوں ایک دوسرے کی پریشانی ہیں" اس نے مسکرا کر جواب لکھنا شروع کیا تھا۔۔

" اتنا مسکرا کر کس سے بات کر رہی ہو تم؟" ماسٹر کی روب دار آواز نے اسکی موبائل پر چلتی انگلیوں کو روکا تھا۔۔

" ایک بہت اچھے دوست سے" اب وہ سیدھا جواب کیسے دے سکتی تھی۔۔۔

" کون سا دوست ؟" ایک اور سوال ہوا تھا۔

" نن آف یور بزنس" کہتے ہوئے وہ دوبارہ موبائل کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔ جبکہ ماسٹر کے چہرے کے تعصورات مزید سخت ہوئے تھے۔۔

" اٹ از ڈئیر۔۔۔ تم بھول رہی ہو کہ تم میری بیوی ہو" اسے یاد دلانا ضروری سمجھا تھا۔۔

" کانٹریکٹڈ" مختصر سے امل کے جواب نے جیسے نائل شاہ کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی۔۔ ایک جھٹکے سے گاڑی روک کر اوہ امل کی جانب ٹرن ہو کر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔۔

" کیا ہوا ہے ؟" امل کو اس کا ریئکشن عجیب لگا تھا۔۔

" جس کانٹریکٹ کی تم بات کر رہی ہو۔۔ اس کے مطابق تم کسی نے مجھے انفارم کئے بنا بات نہیں کرو گی"

" مصطفی سے بات کر رہی ہوں میں " امل نے جواب دینا ہی مناسب سمجھا تھا۔۔ اب ظاہر ہے وہ ماسٹر کے ساتھ اس جگہ پر اکیلے اور شہر سے دور لڑائی کرنے کی بے وقوفانہ حرکت نہیں کر سکتی تھی۔۔

" اب نہیں کرو گی" کہتے ہوئے اس نے گاڑی دوبارہ سٹارٹ کی تھی۔۔

" واٹ !!! " اسے لگا جیسے اس نے کچھ غلط سنا ہو۔۔

" تم اب اس سے یا کسی سے بھی بات نہیں کرو گی" آرڈر جاری ہوا تھا۔۔

" اور میں ایسا کیوں کرونگی ؟" یہ شخص آج اسے حیران کر رہا تھا۔۔

" کیونکہ تم بلکل نہیں چاہو گی کہ یہ موبائل تم سے واپس لے لیا جائے" اور اس جواب پر امل کا منہ کھل گیا تھا۔۔ وہ اسے دھمکی دے رہا تھا۔۔

" ایڈیٹ" بڑبڑاتے ہوئے اس نے موبائل اپنے پرس واپس لگا تھا۔۔اب ظاہر ہے۔۔موبائل جیسی نعمت سے وہ کیسے محروم رہنا قبول کر سکتی تھی۔۔

" کچھ کہا تم نے؟" سوال ہوا تھا۔۔

" کچھ نہیں" کھرا جواب دیتے ہوئے امل نے چہرے کا رخ کھڑکی کی جانب کیا تھا۔۔اب وہ اس شخص سے کسی بھی بحث کے موڈ میں نہیں تھی۔۔جبکہ دوسری جانب۔۔نائل شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔

آخر اس کے ہوتے ہوئے۔۔وہ امل کو کسی اور سے مسکرا کر بات کرنے کی اجازت کیسے دے سکتا تھا؟؟

اس نے اپنے چہرے پر کسی کی انگلیوں کا لمس محسوس کیا تھا۔۔کوئی اس کے بال چہرے سے ہٹا کر کان کے پیچھے کر رہا تھا۔۔لیکن یہ لمس اس کے لئے نیا تھا۔۔اچانک ہی اس نے گھبرا کر آنکھیں کھولی تھیں۔

اور ماسٹر نے جلدی سے اپنا ہاتھ اسکے چہرے پر سے ہٹایا تھا۔۔

" کیا کر رہے تھے تم؟" اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

" تمہارے پر بال بکھرے تھے۔۔وہی ہٹا رہا تھا۔۔" سامنے دیکھتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔

" آئندہ مجھے چھونے کی کوشش بھی مت کرنا نائل شاہ" ایک انگلی اسکی جانب اٹھا کر اس نے جیسے دھمکی دی تھی۔۔

" تمہیں چھونے کا شوق ہے بھی نہیں مجھے۔۔ڈر لگ رہا تھا تم سے اس لئے ہٹائے بال"

" ڈر لگ رہا تھا؟ واو۔۔تو نائل شاہ کو امل شاہ سے ڈر بھی لگتا ہے" ایک مسکراہٹ امل کے ہونٹوں پر بکھری تھی۔

" ہاں۔۔ کیونکہ اس حالت میں مجھے تم بلکل رنگز مووی کی چڑیل لگ رہی تھی" اور اس جواب پر امل کے ہونٹوں کی مسکراہٹ فوراً غائب ہوئی تھی۔۔

" ایسا تو لگنا ہی ہے نہ۔۔ آخر ہمارا تعلق ایک خاندان سے جو ہے" اور وہ امل ہی کیا جو ٹکا سا جواب نہ دے۔۔

" تمہیں اپنی زبان پر قابو رکھنے کی ضرورت ہے امل شاہ" ماسٹر کو اب غصہ آنے لگا تھا۔۔

" اور تمہیں اپنے ہاتھوں کو"

" بھولوں مت کے بیوی ہو تم میری۔۔" اس نے یاد دلانا ضروری سمجھا تھا۔

" اور تم بھی بھولو مت کے بیوی ہونے کی پہلی شرط تمہارا چار فٹ دور رہنا تھا" چلو پھر امل نے بھی یاد دلا ہی دیا۔

" ٹھیک ہے پھر گاڑی سے اتر جاؤ۔۔ کیونکہ تم صرف دو فٹ دور ہو مجھ سے"

" بہت خوشی سے" اور وہ کہہ کر گاڑی سے اتر گئی تھی۔۔ جبکہ ماسٹر کا منہ حیرانی سے کھل گیا تھا۔۔

" آخر یہ لڑکی اتنی ضدی کیوں ہے؟" بڑبڑاتے ہوئے وہ گاڑی سے باہر نکلا تھا۔۔

" امل۔۔ امل۔۔ واپس آؤ" وہ اسے آواز دے رہا تھا مگر امل ان سنی کرتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی۔۔

" امل۔۔" وہ تیزی سے اسکے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔۔

" کیا مسئلہ ہے؟"

" گاڑی میں واپس آ کر بیٹھو" حکم جاری ہوا تھا۔

" میں نہیں بیٹھو نگی" وہ کہہ کر دوبارہ چلنے لگی تھی۔۔

" تم اگر دو منٹ میں گاڑی میں واپس نہیں بیٹھی تو میں تمہیں اٹھا کر لے جاؤ نگا" ماسٹر کی دھمکی پر امل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

" تمہیں کیا لگتا ہے ماسٹر؟ تم مجھے اٹھا کر گاڑی میں پھینک دو گے اور میں کچھ بھی نہیں کرونگی؟"

" کیا کروگی تم؟" دونوں ہاتھ اپنے سینے پر باندھتے ہوئے ماسٹر نے کہا تھا۔۔

" سامنے دیکھو۔۔ ریسٹورانٹ ہے۔۔ لوگوں کی بھیڑ ہے۔۔ اور میں ان تمام لوگوں سے تمہاری ایسی چھترول لگواؤنگی کہ دن میں تارے نظر آجانے ہیں" چیلینجنگ انداز تھا۔۔

" میں تمہیں کہہ رہا ہوں امل مجھے چیلینج مت کرو" انگلی اسکی جانب اٹھائی تھی۔۔

" لیکن میں تو چیلینج کر چکی ہوں ماسٹر" کہہ کر وہ دوبارہ پلٹ کر ریسٹورانٹ کی جانب چلنے لگی تھی۔۔ اور اب نائل سے مزید برداشت کرنا مشکل ہو چکا تھا۔۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اسکا بازو سختی سے پکڑ کر اسے دھکیلتا ہوا گاڑی کی جانب لے جانے لگا۔۔

" چھوڑو مجھے۔۔ کیا بدتمیزی ہے یہ" وہ مسلسل اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ ایسا کچھ بھی کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔

" چھوڑو مجھے ورنہ میں چیخونگی" امل نے دھمکانہ چاہا تھا۔۔

" ٹرائے کرو اور انجام دیکھو" وہ اب گاڑی کے قریب پہنچ گئے تھے۔۔ ماسٹر نے اسے پیسینجر سیٹ پر بٹھایا اور خود تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کرنے لگا تھا۔۔

" تم جیسا بے حس انسان میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا" وہ اب شدید غصے میں تھی۔۔

" اور مجھے خوشی ہوگی کہ تم میرے علاوہ کسی اور بے حس کو دیکھو بھی نہ" مسکرا کر کہتے ہوئے اس نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔ جبکہ امل اب خاموشی سے کھڑکی پر سر ٹکائے اسے بلکل اگنور کئے باہر دیکھنے میں مصروف ہو چکی تھی۔۔

وہ اس وقت اس یونیورسٹی کے گیٹ سے باہر آیا تھا۔۔ سوچ اب امل کی جانب تھی۔۔ جانے وہ پھر سے کہاں غائب ہو گئی تھی۔۔ آج بھی وہ یونیورسٹی نہیں آئی تھی۔۔ اور شانزے بھی اسکے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔۔ فرہاد نے اسے مسیجز بھی کئے تھے مگر اسکا کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔ اب وہ امل سے ملنے جانے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔ مگر اسے اسکا اپارٹمنٹ نہیں معلوم تھا۔۔۔ اس دن بھی امل نے اسے اندر آنے سے منع کر دیا تھا جسکی وجہ سے وہ اسکا فلیٹ نہیں دیکھ سکا تھا۔۔ اور آج جب اس نے شانزے سے پوچھا تو وہ بھی نہیں جانتی تھی۔۔ اسے کافی حیرانی ہوئی تھی۔۔ شانزے کیسے نہیں جانتی؟ جبکہ وہ تو امل کی بہت قریبی دوست ہے۔۔ مگر امل نے اسے بھی نہیں بتایا۔۔

کبھی کبھی امل اسے بہت مشکوک لگتی تھی۔۔ بلکہ وہ ہمیشہ سے ہی اس کے لئے مشکوک تھی اور آج تک ہے۔۔ کچھ تھا ایسا جو امل ہر ایک سے چھپا رہی تھی۔۔ کوئی راز تو ہے۔۔ کچھ تو ایسا ہے جو اسکے اس طرح ہمیشہ غائب ہو جانے کا سبب بنتا ہے۔ مگر وہ کیا ہے؟ یہ وہ آج تک سمجھ نہیں پایا تھا۔ مگر وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ ضرور سکتا تھا۔۔ ایک درد، ایک انتظار، اور ایک راز تھا اسکی آنکھوں میں۔۔ اور اسکی مسکراہٹ؟؟

اسکی تو مسکراہٹ میں بھی دل شامل نہیں ہوتا تھا۔۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے اسکی مسکراہٹ بھی کوئی راز ہو۔۔ وہ مسکراتی ہے تو آنکھوں میں کوئی چمک نہیں ہوتی تھی۔۔ یہ مسکراہٹ صرف اسکے ہونٹوں تک ہی رہتی ہے۔۔ مگر۔۔ کبھی کبھی۔۔ جب وہ مسکراتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے اسکی مسکراہٹ کچھ کہنے کی کوشش کر رہی ہو۔۔ اسکی مسکراہٹ کی وجہ بظاہر وہ نہیں ہوتی جو دکھ رہی ہوتی ہے۔۔ کچھ اور ہے۔۔ مگر ان سب کے باوجود۔۔ وہ

مسکراتی ہے۔۔ وہ اسکے دل پر اثر کرتی ہے اسکی مسکراہٹ۔۔ اور پھر دل چاہتا ہے کہ وہ بس ایسے ہی مسکراتی رہے اور وہ اسے ایسے ہی دیکھتا رہے۔۔ کتنا سکون دیتی ہے اسکی مسکراہٹ اسے۔۔

اور امل کی مسکراہٹ کا تصور ہی اسکے ہونٹوں میں مسکراہٹ لے آیا تھا۔۔ اسے تو یہ بھی محسوس نہیں ہوا کہ کب وہ اپنی گاڑی کے اندر آبیٹھا تھا۔۔ امل کی سوچوں نے اسے ہر چیز سے بیگانا کر دیا تھا۔۔

" اوہ امل۔۔۔ تم یقیناً کوئی جادو گرنی ہو" وہ اپنے تصور میں اس سے مخاطب تھا۔۔

اور پھر۔۔ اس کے موبائل پر آنے والی کال اسے اس تصور کی دینا سے باہر لائی تھی۔۔

اس نے کال کرنے والے کا نام پڑھا اور اسے کے چہرے کے تعصورات اچانک ہی بدلے تھے۔۔

ہونٹوں کی مسکراہٹ فوراً غائب ہوئی تھی۔۔ چہرے پر سنجیدگی کا سایہ تھا۔۔

" ہیلو" موبائل کان سے لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" کام ہو گیا؟" سوال ہوا تھا۔۔

" نہیں" مختصر جواب دیا تھا۔

" کیا مطلب نہیں؟ تم نے کل رات اسے ختم کیوں نہیں کیا؟ آخر کر کیا رہے ہو تم؟" شہزاد شاہ کی دھاڑتی ہوئی آواز آئی تھی۔۔

" اسے سب معلوم ہے باس۔۔ وہ جانتے تھے کہ میں اسے مارنے آرہا ہوں اس لئے انہوں نے اسے غائب کر دیا۔۔ لیکن انہوں نے مجھے پکڑا نہیں۔۔"

" تم کیا کہنا چاہتے ہو فرہاد؟ کیا نائل سب جانتا ہے؟" شہزاد شاہ کی آواز میں اب ایک ڈر تھا۔

" نہیں۔۔۔ اگر وہ سب جانتے ہوتے تو مجھے اب تک پکڑ چکے ہوتے اور آپکو بھی" اس نے اپنا اندازہ بتایا تھا۔۔

" یعنی وہ یہ جانتا ہے کہ کوئی اسکے پیچھے ہے۔۔ مگر یہ نہیں جانتا کہ وہ کون ہے؟" شہزاد شاہ اب کچھ مطمئن ہوئے تھے۔۔

" بلکل۔۔ اور وہ لڑکی بھی یقیناً کچھ نہیں جانتی۔۔ ورنہ اب تک وہ انہیں سب بتا چکی ہوتی"

" لیکن ہمیں اسے ہر حال میں ختم کرنا ہے فرہاد۔۔ مجھے وہ لڑکی مردہ چاہئے" وہ ایک بار پھر اپنی بات کی جانب آ چکے تھے۔

" میں اسے ڈھونڈ رہا ہوں باس۔۔ آپ فکر مت کریں۔۔ وہ زندہ نہیں رہے گی" کال کٹ کر دی گئی تھی۔۔ وہ اس کے علاوہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔۔ اس کہانی کا اختتام اس لڑکی کے اختتام پر ہی ہونا تھا۔۔ اس لڑکی کو ختم کر کے ہی وہ اس کہانی سے آزاد ہو سکتا تھا۔۔ اس کہانی کے اختتام کے بعد ہی وہ اپنی زندگی پر توجہ سے سکتا تھا۔۔ اور اس کی زندگی کیا تھی؟

" امل۔۔۔ میری زندگی۔۔ تمہیں زندگی میں شامل کرنے سے پہلے۔۔ مجھے اپنی زندگی کے اس چیپٹر کو ہمیشہ کے لئے بند کرنا ہو گا۔۔ مجھے اسے ختم کرنا ہو گا۔۔ تا کہ میں تم تک آ سکوں۔۔" خود سے کہتے ہوئے اس نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔

وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ کہانی تو اب شروع ہوئی تھی۔۔ اور اس کہانی کا اختتام سب بدلنے والا تھا۔۔۔

وہ آدھے گھنٹے سے اسی پوزیشن میں بیٹھی تھی۔۔ اور وہ آدھے گھنٹے سے کن انکھیوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ کیسی ناراض ناراض سی لگ رہی تھی وہ۔۔ نائل شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔ اسے امل کا یہ غصیلا انداز بہت پیارا لگ رہا تھا۔۔

" مجھے اندازہ نہیں تھا کہ کسی کا غصہ بھی اتنا سکون دے سکتا ہے" گہرے ڈمپلز کے ساتھ اس نے کہا تھا۔ اور اس کی آواز جیسے امل کو کرنٹ کی طرح لگی تھی۔۔ چہرے کا رخ فوراً اسکی جانب کیا تھا۔۔ اور نظر اسکے ڈمپلز پر پڑی تھی۔۔

" اف امل۔۔ ڈمپلز کو مت دیکھو" اس نے خود کو ٹوکا تھا۔۔

" کیا ہوا؟ زبان پر تالے کیوں ڈال دیئے ہیں؟" اس نے اسے دوبارہ چھیڑا تھا۔۔

" میں تم سے اب کوئی بحث نہیں کرنا چاہتی" وہ اب بھی غصے میں تھی۔۔

" لیکن میں تو کرنا چاہتا ہوں" نظریں راستے پر ٹکاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" جیسے تمہارے چاہنے سے مجھے کوئی فرق پڑھتا ہے نہ" کاندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" نہیں پڑتا وہ پڑ جائے گا۔۔۔ آخر کب تک میرے ڈمپلز کو اگنور کر سکو گی تم؟" گاڑی اچانک ہی ایک ریسٹورانٹ کے سامنے روکی تھی۔۔ اور امل نے حیران ہو کر اسکی جانب دیکھا تھا۔۔ تو اسکی چوری پکڑی گئ تھی؟

" ڈوب کر مر جاؤ امل" خود کو کوستے ہوئے اس نے نظروں کا رخ بدلا تھا۔۔

" چلو اب۔۔ تمہیں اچھا سا لنچ کرواتا ہوں۔۔ یقیناً تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔۔ اور مجھ سے بحث کرنے کے لئے تمہیں اسکی شدید ضرورت ہے" اس پر مزید الفاظ کی برسات کر کے وہ گاڑی سے باہر نکلا تھا۔۔ اور امل بھی فوراً باہر آئی تھی۔۔ وہ اب بلکل خاموش تھی۔۔ اور کیوں نہ ہوتی خاموش؟ آخر اسکی چوری جو پکڑی گئ تھی۔۔

" یہ تمہارا وقت ہے نائل شاہ" خود سے کہتے ہوئے وہ امل کے ساتھ ریسٹورانٹ کے اندر داخل ہوا تھا۔۔

کھانی کے دوران ان دونوں کے مابین کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔ نا ہی امل نے اب کچھ کہنا مناسب سمجھا تھا۔۔ اور نہ ہی ماسٹر نے اس اسے مزید چھیڑنا۔۔ ویسے بھی آگے بہت سے موقعے آنے تھے۔۔

کھانے کے بعد وہ دوبارہ اپنی منزل کی جانب چل دیئے تھے۔۔

وہ اس وقت لیپ ٹاپ کھولے ماسٹر کے دیئے ہوئے کسی اہم کام میں مصروف تھا جب ڈور بیل کی آواز آئی تھی۔ اس نے جا کر دروازہ کھولا تو سامنے اسے واجد کھڑا نظر آیا تھا۔۔

"دیر لگا دی تم نے آنے میں" اپنی جگہ پر واپس آتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

"ہاں۔۔کچھ کام آگیا تھا" اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

"تم اسے یہاں سے لے گئے اور مجھے بتانا تک ضروری نہیں سمجھا" اسے اب بھی اس بات پر غصہ تھا۔۔

"ماسٹر کا آرڈر تھا۔۔میں کیا کر سکتا تھا؟" واجد نے کاندھے اچکائے تھے۔۔

"امل کو لے کر جانے کا آرڈر تھا۔۔مجھے نہ اٹھانے کا نہیں" لیپ کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔

"امل کو ٹائم پر لے جانے کا آرڈر تھا۔۔تمہیں اٹھانے لگتا تو دو گھنٹے لیٹ ہو جاتا میں"

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے" اب اپنی ان خصوصیات سے انکار تو کرنا ہی تھا۔۔حالانکہ وہ خود بھی جانتا تھا کہ اسے اٹھانا اتنا آسان نہیں تھا۔۔

"جیسے میں جانتا نہیں" واجد نے اتراتے ہوئے کہا تھا۔۔

"یہ بتاؤ کام ہو گیا؟" مصطفی کی انگلیاں اب لیپ ٹاپ پر تیزی سے چلنے لگی تھیں۔۔

"ہاں ہو گیا" جیب سے ایک یو۔ایس۔بی اسکی جانب بڑھائی تھی۔۔

"گڈ۔۔" یو۔ایس۔بی لیپ ٹاپ پر لگائی تھی۔۔اس میں ایک ہی فولڈر تھا جس میں دو ویڈیوز تھی۔۔ مصطفی نے ایک ویڈیو اوپن کی تھی۔۔اب وہ دونوں اس ویڈیو کو غور سے دیکھ رہے تھے۔۔

" چہرہ کلئیر نہیں ہے اس میں" ویڈیو ختم ہوتے ہی مصطفی نے کہا تھا۔۔

" اگلی لگاؤ۔۔شاید اس میں آجائے" مصطفی نے سر ہلاتے ہوئے دوسری ویڈیوں اوپن کی تھی۔۔

" اس میں بھی چہرہ نظر نہیں آرہا واجد۔۔یہ اچھا نہیں ہے۔۔ہمیں چہرہ چاہیئے تھا" مصطفی اب کچھ پریشان لگ رہا تھا۔۔

" تمہارا فل فوکس چہرے پر ہے مصطفی۔۔اس لیئے تم نے ایک چیز نوٹ نہیں کی" واجد نے غور سے سکرین کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" کیا؟"

" یہ دیکھو" انگلی سکرین پر ایک جگہ رکھی تھی۔۔اور مصطفی نے اپنے گلاسس سیٹ کرتے ہوئے اس جگہ کو زوم کر کے دیکھا تھا۔۔

" گریٹ۔۔یہ میں نے پہلے کیوں نہیں دیکھا" مصطفی کے چہرے پر اب مسکراہٹ تھی۔۔

" کیونکہ تمہارے چشمے کے نمبر بڑھ گئے ہیں" واجد نے اسکا مزاق اڑایا تھا۔۔

" بلکل میرے آئی۔کیو لیول کی طرح" فخریہ انداز تھا۔۔

" ہاہاہاہا۔۔اچھا مزاق ہے یہ بھی" واجد اب باقاعدہ ہنسنے لگا تھا۔۔

" میں ماسٹر کو بتایا ہوں کہ تمہیں کام کے وقت مزاق سوجھ رہا ہے" اس نے واقعی موبائل اٹھا کر ماسٹر کا نمبر نکالا تھا۔۔

" ارے ارے۔۔رک جاؤ۔۔مت تنگ کرو انہیں۔۔ویسے بھی اپنی سلیپنگ بیوٹی کے ساتھ ایک خوبصورت سفر پر ہیں وہ" ایک آنکھ دباتے ہوئے کہا تھا۔۔جبکہ مصطفی کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ بکھری تھی۔۔

" اور میں امیجن کر سکتا ہوں کہ وہ دونوں اب تک کتنی بار لڑ چکے ہونگے" اب ظاہر ہے۔۔امل کو اس نے بہتر کون جان سکتا تھا؟

" ویسے وہ لڑکی کمال ہے۔۔ماسٹر کو میں نے کبھی کسی لڑکی کو اتنا فوقیت دیتے ہوئے نہیں دیکھا"

" وہ امل شاہ ہے واجد۔۔اور ماسٹر کو امل کے علاوہ کوئی اور برداشت کر بھی نہیں سکتی" وہ مکمل امل کی سائیڈ پر تھا ۔۔

" ہا یہ کہیں کہ امل شاہ کو ماسٹر کے علاوہ کوئی اور برداشت نہیں کر سکتا؟" واجد نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔

" دونوں ایک دوسرے کی ٹکر کے ہیں۔۔اور اے کاش کہ اس وقت میں انہیں لڑتا دیکھ سکتا" مصطفی نے ایک آہ بھری تھی۔۔ جیسے اسے واقعی اس بات پر بہت افسوس ہوا ہو۔۔اور افسوس بھی بے جا نہیں تھا۔۔امل اور ماسٹر کو ایک دوسرے کے آمنے سامنے دیکھنے سے زیادہ حسین منظر اور کیا ہو سکتا تھا بھلا؟

لیکن ہم اسی منظر کی جانب آئیں تو یہاں اس چلتی گاڑی میں بلکل خاموشی تھی۔۔امل کو مکمل دھیان کھڑکی کے باہر کے منظر پر تھا جبکہ ماسٹر کا دھیان۔۔دونوں پر تھا۔۔ایک تو سامنے سڑک۔۔اور دوسرے ساتھ بیٹھی امل۔۔

" ہم آدھے گھنٹے میں حویلی پہنچ جائیں گے" اس خاموشی کو ماسٹر نے ہی توڑا تھا۔۔

" اور ہم وہاں جا کر کیا کریں گے؟" امل نے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" دھماکہ۔۔" ہلکی سے مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔ڈمپل کی ہلکی جھلک نظر آئی تھی۔۔

" تھوڑا اور نہیں مسکرا سکتے تھے۔۔؟" امل نے اندر سے آواز آئی تھی۔۔جسے وہ اگنور کرنے کو تیار تھی۔۔

"کیسا دھماکہ؟"

" تمہاری شناخت کا دھماکہ " گاڑی روکتے ہوئے کہا تھا۔۔ جبکہ امل اپنی جگہ سن سی ہو گئی تھی۔۔ تو وقت آ گیا۔

" مگر اس طرح اچانک کیوں؟ ہم تو یہ ڈیسائیڈ کیا تھا نہ کہ میرے پیپرز کے بعد ہم یہ کرینگے؟ "

" ہاں۔۔ مگر حالات بدل گئے ہیں۔۔ کل رات جو کچھ ہوا۔۔ یقیناً شہزاد شاہ کو شک ہو گیا ہو گا کہ مجھے کچھ معلوم ہے۔۔ اس لئے میں انہیں یہ یقین دلانے جا رہا ہوں کہ اس دنیا میں سب سے زیادہ اعتبار مجھے انہیں پر ہے " سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

" اور اس کے لئے تم میری شناخت ان کے سامنے رکھ دو گے؟ " امل کو حیرانی ہوئی تھی۔۔۔ یہ شخص صرف خود پر سے شک ہٹانے کے لئے اسے خطرے میں ڈال رہا تھا؟

" تمہیں مجھ پر اعتبار کرنا چاہئے امل۔۔ میں تمہیں کبھی کچھ نہیں ہونے دونگا۔۔ چاہے اس کے لئے مجھے کتنے ہی خطرناک کام کیوں نہ کرنے پڑے " وہ امل کو غور سے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

" تم پر یقین کرنے کے علاوہ میرے پاس اور کوئی راستہ ہی کہاں ہے نائل شاہ۔۔ " امل نے نظروں کو رخ دوبارہ کھڑکی کی جانب موڑا تھا۔۔ اور اسے ایک بار پھر۔۔ چونکنا پڑا تھا۔۔

" تم یہاں کیوں رکے ہیں؟ " ماسٹر کی جانب دوبارہ دیکھتے ہوئے اس نے حیرانی سے پوچھا تھا۔۔

" تمہیں گرومنگ کی ضرورت ہے۔۔ تمہیں بدلنا ہو گا امل " اس بار ماسٹر کے ہونٹوں پر آنے والی مسکراہٹ گہری تھی۔۔

" تم کیا کرنا چاہ رہے ہو میرے ساتھ؟ " اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔ یہ شخص اسے کچھ اور ہی بنانے والا تھا۔۔

" دیکھو امل۔۔ " اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے اس نے کہنا شروع کیا تھا۔۔

" ہمیں شہزاد شاہ کے خلاف ثبوت بنانے ہیں۔۔ اور اس کے لئے ہمیں اس نے کچھ ایسا کروانا ہو گا جو اس کے خلاف استعمال ہو سکے۔۔ اور اس کے لئے تمہیں انکی نفرت کو ہوا دینی ہو گی۔۔ انہیں بھڑکانا ہو گا۔۔ تاکہ وہ جوش میں ہوش کھو بیٹھے۔۔ وہ ہر حد سے گزر جائے تمہیں مارنے یا میرے زندگی سے نکالنے کے لئے۔۔ بس شہزاد شاہ کو اسکی حد نے گزارنے کے لئے۔۔ تمہیں۔۔ خود کو ایسا بنانا ہو گا کہ وہ صرف جہانگیر شاہ کی بیٹی ہونے کی وجہ سے نہیں۔۔ بلکہ تمہارے انسان ہونے، ایک لڑکی ہونے، میرے ساتھ ہونے۔۔ ہر وجہ سے تم سے نفرت کریں۔۔ اور اس کے لئے۔۔۔" وہ رکا تھا۔۔ اور امل اب سمجھنے لگی تھی۔۔ کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے؟

" تمہیں بولڈ ہونا ہو گا امل شاہ۔۔ تمہیں ایک بگڑی ہوئی لڑکی بننا ہو گا۔۔" اور یہ وہی تھا جو امل نے سمجھا تھا۔۔

تو اسکا مطلب یہ تھا کہ۔۔

اب امل شاہ کو۔۔ ایک ماڈرن، بولڈ، خوبصورت۔۔ مگر۔۔ ایک بگڑی ہوئی لڑکی کا کردار کرنا تھا۔۔

اور وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔ کہ کبھی اسے ایسا بھی بننا ہو گا۔۔

اس نے دوبارہ کھڑکی سے باہر دیکھا تھا۔۔۔

" چلیں؟" ماسٹر نے پوچھا تھا۔۔

" چلو" وہ کہہ کر باہر نکلی تھی۔۔

" آنے والا وقت میری سوچ سے بھی زیادہ برا ہے" امل نے خود سے کہا تھا۔۔ جبکہ نائل شاہ نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔

وہ جانتا تھا کہ امل جیسی لڑکی کے لئے یہ مشکل ترین کام ہے۔۔ مگر امل شاید یہ نہیں جانتی تھی۔۔

کہ نائل شاہ کے لئے یہ فیصلہ اس سے کئی زیادہ مشکل تھا۔۔امل کو بولڈ ہونے کا کہنا وہ بھی کسی اور کے سامنے۔۔یہ انتہائی مشکل تھا۔۔

آخر وہ اس کی کزن تھی۔۔آخر وہ اسکی بیوی تھی۔۔۔اور۔۔۔آخر وہ اسکی محبت تھی۔۔

واٹ!!!محبت؟؟؟؟

وہ اپنی ہی سوچ پر حیران ہوا تھا۔۔

اسے یہاں بیٹھے تقریباً دو گھنٹے ہو چکے تھے۔۔اور امل اب تک واپس نہیں آئی تھی۔۔جانے وہ کیا بن کر باہر آنے والی تھی؟اس نے پرسنلی بیوٹیشن اور ڈیزائیزز کو کہا تھا کہ وہ اسے بلکل بدل دیں۔۔مگر اب وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ بدلاؤ کیسا ہو گا؟امل کو دیکھنے کی بے چینی بڑھ رہی تھی۔۔اور اب تو دو گھنٹے بھی گزرنے والے ہیں۔۔

"بس۔۔اب اور نہیں" کہتے ہوئے وہ گاڑی باہر نکلا تھا۔۔ابھی اس نے تین قدم ہی اٹھائے تھے کہ اسے رکنا پڑا تھا۔۔اور صرف وہ خود ہی نہیں۔۔اسے لگا۔۔جیسے اسکی سانسیں بھی سامنے کا منظر دیکھ کر رک گئی ہوں۔۔اسے لگا کہ جیسے آس پاس سب کچھ غائب ہو گیا ہوں۔۔اور بس۔۔اس جگہ۔۔ایک وہ تھا۔۔بت سا بنا۔۔اور ایک۔۔وہ لڑکی۔۔جو اس گلاس وال سے باہر آئی تھی۔۔اور اب وہ اسکی جانب آ رہی تھی۔۔اس نے اپنی رکی ہوئی سانسوں کے ساتھ۔۔اسے سر سے پاؤں تک دیکھا تھا۔۔

بلو کلر کی جینس،وائیٹ ٹی شرٹ اس کے اوپر بے بی پنک کلر کا کوٹ جس کی لمبائی گھٹنوں سے تھوڑا اوپر اور فرنٹ سے کھلا ہوا،سٹریٹ کئے ہوئے ڈارک براؤن بال جو دونوں بازوؤں پر بکھرے ہوئے تھے۔۔بے بی پنک کلر کا لپ گلوز اور اپنے نیچرل میک اپ پر آنکھوں میں بلیک گلاسس لگائے،کانوں میں چمکتے ہوئے نگینے،گلے میں ایک

نازک سالاکٹ جس میں اسی سٹائیل کا نگینہ لٹک رہا تھا، بائے ہاتھ میں نازک سابریسلٹ پہنے، وہ ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ لئے اسکی جانب آرہی تھی۔۔ اور اف۔۔۔ اسے لگا جیسے زندگی اسکی جانب آرئی ہو۔۔ آہستہ آہستہ مسکراتی ہوئی۔۔ اس کی زندگی۔۔

وہ ٹھیک اس کے سامنے آکر رکی تھی۔۔ ماسٹر کی نظریں اس کے چہرے پر ٹکی تھیں۔۔ وہ پلکیں تک جھپکانا بھول چکا تھا۔۔ جبکہ امل۔۔ بلیک گلاسس کے پیچھے چھپی اپنی ان آنکھوں سے اس کے ساکت چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔ اور پھر۔۔ امل کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔

اس نے ہاتھ اٹھا کر اسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تھی۔۔ اور ماسٹر جیسے کسی نیند سے جاگا تھا۔۔

"کیا ہوا ماسٹر۔۔ کبھی کوئی خوبصورت لڑکی نہیں دیکھی کیا؟" معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔

" تمہاری زبان چلنے سے پہلے میں بھی یہی سمجھتا تھا۔۔" کہتے ہوئے اس نے گاڑی کا دروازہ اس کے لئے کھولا تھا ۔۔

" اوہ تو اس لئے تم اپنے ہوش ہی کھو بیٹھے تھے" امل نے بھی کہاں موقع اپنے ہاتھ سے جانے دینا تھا۔۔

" غلط فہمی ہے تمہاری" کہتے ہوئے وہ اب ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھا تھا۔۔ اسے خود کی حالت پر یقین نہیں آرہا تھا۔۔ کیسے وہ اسے دیکھ کر رک سا گیا تھا۔۔ کیسے اس کا دل ایک پل کے لئے تھم سا گیا تھا۔۔ مگر ہائے امل کی زبان۔۔ کاش وہ گونگی ہوتی تو شاید وہ اب تک اسے ایسے ہی دیکھتا رہتا۔۔۔ کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر۔۔۔

اس نے خاموشی سے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔ وہ کن انکھیوں امل کے مسکراتے ہونٹوں کو دیکھ سکتا تھا۔۔ یقیناً وہ اسکی حالت انجوائے کر رہی تھی۔۔ اور ماسٹر اسے مزید کوئی موقع نہیں دینا چاہتا تھا اس لئے وہ خاموشی سے گاڑی آگے بڑھا رہا تھا۔۔ وہ اب حویلی کے بہت قریب تھے۔۔۔

وہ اپنے سامنے بیٹھے اس شخص کو غصے سے گھور رہی تھی۔۔ اسے مصطفی نے جو کچھ بتایا تھا۔۔ اس کے بعد تو اسے اس شخص کی شکل بھی نہیں دیکھنی چاہیئے تھی مگر وہ اب یہاں اس ریسٹورانٹ میں اس کے سامنے بیٹھی تھی۔۔ جانے کیوں؟

" میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی تم اس حد تک جا سکتے ہو۔۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا ڈیم اٹ" میز پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" میں مجبور تھا" جھکے ہوئے سر کے ساتھ فرہاد نے کہا تھا۔۔

" مجبور تھے؟؟ بلکل ویسی ہی مجبوری فرہاد جس میں تم نے اس لوگوں کو زندہ جلا ڈالا تھا۔۔ وہی مجبوری۔۔ جس میں تم نے مجھے چھوڑ دیا۔۔ وہی مجبوری۔۔ جس کا نام شہزاد شاہ ہے؟" اس کی جانب جھکتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اگر وہ لڑکی زندہ رہی تو شہزاد شاہ مجھے مار دیگا مایا۔۔ کیا تم مجھے مرتا دیکھنا چاہتی ہو؟" اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے فرہاد نے پوچھا تھا۔۔ جس پر مایا کچھ پل کے لئے رک گئ تھی۔۔

" کیا وہ اسے مرتا دیکھ سکتی تھی؟" اس نے خود سے پوچھا تھا۔۔

" نہیں۔۔ مگر میں تمہیں کسی کو مارتے ہوئے بھی نہیں دیکھ سکتی۔۔۔ میں اس لڑکی کو بھی مرنے نہیں دے سکتی فرہاد۔۔۔ ماضی کا کیا گیا گناہ دوبارہ مت دہراؤ۔۔" وہ اب اسے نرمی سے سمجھا رہی تھی۔۔

" کیا میں اسے مارنا چاہتا تھا؟؟ وہ کتنے عرصے سے تمہارے پاس تھی مایا۔۔ میں جانتا تھا مگر پھر بھی میں نے کبھی اسے مارنے کی کوشش نہیں کی۔۔ مگر یہ سب کرنے پر بھی اس نے۔۔ اور تم نے مجھے مجبور کیا مایا۔۔۔" اب غصہ کرنے کی باری اسکی تھی۔۔ جبکہ مایا چونکی تھی۔۔

" میں نے ؟؟ کیا مطلب ہے تماری اس بات کا ؟ "

" وہ لڑکی نائل شاہ سے ملی ہوئی ہے۔۔ تم نے مجھ سے اتنی بڑی بات کیسے چھپائی مایا ؟ اگر تم مجھے پہلے یہ بتا دیتی۔۔ جو شاید میں کچھ کر سکتا تھا۔۔ مگر اب میں کیا کروں۔۔ شہزاد شاہ اب پہلے سے زیادہ خطرناک ہو چکا ہے "

اور اسکا ایک ایک لفظ مایا کو حیرت کی انتہاؤں پر لے گیا تھا۔۔۔

" تم۔۔۔ تمہیں کیسے پتا چلا ؟ "

" شہزاد شاہ نے بلا کر بتایا مجھے۔۔ اب سمجھ آ رہی ہے تمہیں کہ میں اتنا مجبور کیوں ہوں ؟ " اسے غور سے دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" مگر۔۔ اسے یہ سب کیسے معلوم ہوا ؟ یہ تو کوئی بھی نہیں جانتا تھا " مایا کو اب بھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔

" اوہ۔۔ " ایک مسکراہٹ فرہاد کے ہونٹوں پر بکھری تھی۔۔

" تو اسکا مطلب تم جس لڑکی کو بچانے کے لئے میرے خلاف چلی گئ۔۔ وہ تم سے سب چھپا کر رکھتی ہے۔۔ تم سے چھپ کر وہ اتنے بڑے بڑے کام کر رہی ہے۔۔ اور تم ہو اتنی انجان۔۔ تمہیں تو تمہارے اس دوست نے بھی کچھ نہیں بتایا ہو گا نہ " وہ اب اسے چوٹ دے رہا تھا۔۔ اور مایا کو چوٹ لگ بھی رہی تھی۔

" مجھے صاف صاف بتاؤ۔۔ شہزاد شاہ کو کیسے معلوم ہوا یہ سب ؟ " وہ اب جلد از جلد سب جاننا چاہتی تھی۔۔

" نائل شاہ نے اسے سب بتا دیا۔۔ اس نے بتایا کہ وہ لڑکی اسے مل چکی ہے۔۔ اور وہ جلد اسے وہاں لے جانے والا بھی ہے۔۔ کیا تمہیں اس بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم مایا ؟ اتنی انجان کیسے ہو تم ؟ " وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔۔

اور مایا کو لگا۔ جیسے کسی نے اسے نیند سے جگا دیا ہو۔۔

یہ سب کیسے ہو سکتا تھا؟ مصطفی کیسے اس سے اتنا کچھ چھپا سکتا تھا؟ اور ایسی کون سی باتیں تھیں جو اب تک اس سے چھپی ہوئی ہیں؟ تو کیا اسی لئے انہوں نے اسے الگ کیا؟ کیا اسی لئے امل اور مصطفی کو الگ جگہ شفٹ کر دیا گیا؟ تو اب ان لوگوں کو اسکی ضرورت نہیں رہی تھی۔۔ اس لئے وہ اسے الگ کر رہے تھے۔۔ یا شاید وہ الگ کر چکے ہیں ۔۔

غصے کی ایک لہر اس کے جسم پر دوڑی تھی۔۔ وہ فوراً سے اپنا بیگ اٹھا کر وہاں سے باہر نکلی تھی۔۔

اسے سب معلوم کرنا تھا۔۔ اسے اپنے ہر سوال کا جواب چاہیئے تھا۔۔

اس نے گاڑی حویلی کے سامنے روکی تھی۔۔ امل نے دیکھا۔۔ وہ ایک شاندار حویلی تھی جس کے چاروں اطراف میں کیمرے اور گارڈز موجود تھے۔۔۔ سیکیورٹی سسٹم بہت اچھا تھا۔۔

”کیا تم تیار ہو؟“ ماسٹر نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔

”ہمم۔۔ چلو“ گہری سانس لی تھی۔۔ ماسٹر نے گاڑی آگے بڑھائی تھی۔۔ گیٹ پر موجود گارڈز نے اسکی گاڑی آتی دیکھ کر فوراً مین گیٹ کھولا تھا۔۔۔ گاڑی اندر لا کر اس نے حویلی کے داخلی دروازے کے سامنے روکی تھی۔۔

”چلو“ کہہ کر وہ گاڑی سے باہر نکلا تھا اور دوسری جانب امل۔۔۔

اس نے دیکھا دائیں جانب ایک خوبصورت لان تھا۔۔ جس کے اطراف میں مختلف قسم کے پودے اور درخت تھے۔۔

”لان خوبصورت ہے“ اس نے تعریف کی تھی جس پر ماسٹر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

" ماما کو پھول اور پودے بہت پسند ہیں۔۔وہی انکا خیال رکھتی ہیں" امل نے دیکھا اس کے چہرے اور آنکھوں میں ایک چمک آئی تھی۔۔ماں کی محبت کی چمک۔۔ایسی چمک کبھی اپنے بابا کے ذکر پر نہیں دیکھی تھی اس نے۔۔

" چلو" وہ دونوں ساتھ ہی دروازے کی جانب بڑھے تھے۔۔انہیں آتا دیکھ کر ایک گارڈ نے فوراً دروازہ کھول تھا۔۔جبکہ دوسرا گارڈ امل کو دیکھنے میں مصروف تھا۔۔ماسٹر کو اس کا امل کو اس طرح دیکھنا بلکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔۔فوراً امل کا ہاتھ تھام کر وہ اندر آیا تھا۔۔جبکہ امل اسکے ہاتھ تھامنے پر حیران رہ گئ تھی۔۔

" ہاتھ چھوڑو میرا" اس نے اپنا ہاتھ چھڑوایا تھا۔۔

اس سے پہلے کے ماسٹر اسے کوئی جواب دیتا ٹی وی لاؤنج میں اسے سادیہ بیگم نظر آئیں تھیں۔۔

" ماما" اس نے انہیں آواز دے کر اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔۔وہ اسے اچانک دیکھ کر حیران ہوئی تھیں۔۔

" نائل۔۔۔تم؟" خوشی سے اسکا نام لیتی ہوئی انہوں نے اسے گلے لگایا تھا۔۔

" کیسی ہیں آپ؟"

" تمہیں دیکھ کر بہت اچھی ہو گئی ہوں" اسکا ماتھا چومتے ہوئے کہا تھا۔۔

نائل سے الگ ہوتے ہی انکی نظر پیچھے کھڑی اس لڑکی پر پڑی تھی۔۔جو دونوں کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔۔

" یہ لڑکی کون ہے؟" سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔

" اس سے ملیں۔۔یہ امل ہے۔۔امل۔۔یہ میری ماما" اس نے دونوں کا تعارف کروایا تھا۔۔

" اسلام و علیکم آنٹی"

" و علیکم اسلام" مسکرا کر جواب دیا تھا۔۔

" باقی سب کہاں ہیں؟" نائل نے پوچھا تھا۔۔

" اپنے کمروں میں ہیں۔۔ جا کر اپنے بابا سے بھی ملاقات کر لو"

" میں اپنے کمرے میں آرام کرونگا۔۔ باقی سب سے ڈنر پر ملاقات ہو گی۔۔ میری آپ سے ایک ریکیوسٹ ہے ماما

" انکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تھا۔۔

" کہو"

" ڈنر سے پہلے میں نہیں چاہتا کہ کسی کو بھی ہمارے یہاں آنے کا معلوم ہو۔۔ خاص طور پر امل کا"

" ٹھیک ہے۔۔ تم فکر مت کرو۔۔ جاؤ۔۔ جا کر آرام کرو" مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔ ماسٹر نے ایک نظر امل کی جانب دیکھا اور سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

" چلو آؤ۔۔ تمہیں گیسٹ روم دکھاتی ہوں۔۔ تم بھی آرام کر لو" وہ اب امل کر گیسٹ روم کی جانب لے کر گئی تھیں۔۔ اور امل نے شکر کیا تھا کہ انہوں نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔۔

مسلسل بجنے والی ڈور بیل پر اس نے غصے سے اپنا لیپ ٹاپ بند کیا تھا۔۔

" کیا مصیبت ہے یار" بڑبڑاتے ہوئے اس نے دروازہ کھولا۔۔ سامنے ہی مایا غصے سے تپتپاتا چہرہ لئے کھڑی ہوئی تھی۔۔

" حد ہو گئی مایا۔۔ بندہ تھوڑا انتظار ہی کر لیتا ہے" کہتے ہوئے وہ لاؤنج کے صوفے پر آکر بیٹھا تھا۔۔

" امل کہاں ہے؟" مایا نے پہلا سوال کیا تھا۔۔

" ماسٹر کے ساتھ ہے وہ۔۔ اور یہ تم اتنے غصے میں کیوں ہو؟" مصطفیٰ کو اسکا انداز سمجھ نہیں آیا تھا۔۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ فرہاد میرے گھر امل کو مارنے آنے والا ہے؟" دوسرا سوال ہوا تھا۔۔

" تم میرے ٹیلینٹ سے ناواقف تو نہیں ہو مایا؟" سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔

" مجھے بھی ایسا ہی لگتا تھا۔۔ لیکن یہ سب میری غلط فہمی نکلی"

" کیا کہنا چاہتی ہو تم۔۔ صاف صاف کہو" وہ اب اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔

" تم نے مجھ سے یہ سب کیوں چھپایا مصطفی؟" سوال ہوا تھا۔۔

" کیا چھپایا ہے میں نے تم سے؟"

" یہ تو تم مجھے بتاؤ گے۔۔ کہ کیا کیا چھپایا ہے تم نے مجھ سے" وہ ایک قدم آگے بڑھی تھی۔۔

" مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ تم کیا بات کر رہی ہو" وہ اب بھی انجان بنا تھا۔۔

" ٹھیک ہے۔۔ میں سمجھا دیتی ہو تمہیں۔۔ ماسٹر نے شہزاد شاہ کو امل کے بارے میں سب بتا دیا۔۔ پھر انہوں نے ہمارے اپارٹمنٹس الگ کئے۔۔ اور پھر فرہاد کو اس دن پکڑنے کے بجائے چھوڑ دیا گیا۔۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے مصطفی؟ آخر مجھے یہ سب کیوں نہیں معلوم؟" اسے غور سے دیکھتے ہوئے وہ سوال کر رہی تھی۔ مگر مصطفی کے تصورات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔۔ شاید وہ ان سب کے لئے پہلے سے ہی تیار تھا۔۔

" تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا مایا؟" اور مصطفی کے سوال پر مایا کے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔۔

" چپ کیوں ہو گئی؟ بتاؤ مجھے۔۔ جب میں نے تمہیں کچھ نہیں بتایا۔ تو تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا؟" مصطفی نے اپنا سوال دہرایا تھا۔۔ جبکہ مایا اب اسکا جواب دینے کے لئے خود کو تیار کر رہی تھی۔۔

" تم بھول رہے ہو کہ میں تم لوگوں جیسی ہی ہوں مصطفی۔۔ میرے اندر بھی کچھ خصوصیات ہیں جن سے تم ناواقف ہو۔۔ اور اب" وہ ایک قدم اور آگے بڑھی تھی۔۔۔ " میری بات کو گمانے کے بجائے۔۔ مجھے سچ بتاؤ"

" سچ تم جانتی ہو۔۔ ہم ماسٹر کے لئے کام کرتے ہیں۔۔ اور وہ کچھ بھی ہمیں بتا کر نہیں کرتے۔۔ اور اگر بتا بھی دیں ۔۔ تو انکی اجازت کے بغیر ایک لفظ بھی ہم اپنے منہ سے نہیں نکال سکتے۔۔ اور تم یہ بہت اچھی طرح جانتی ہو مایا" اس نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا تھا۔۔ اور مایا اس کے ایک ایک لفظ کا مطلب سمجھ رہی تھی۔۔

" کاش کہ اب میں تمہاری کسی بات پر یقین کر سکتی مصطفیٰ" وہ کہہ کر وہاں سے جا چکی تھی۔۔ جبکہ مصطفیٰ نے ایک گہری سانس لے کر اپنا موبائل اٹھایا۔۔ اور ایک مسیج ٹائپ کر کے کسی کو سینڈ کیا تھا۔۔ اور پھر۔۔ ایک مسکراہٹ اسے ہونٹوں پر بکھری تھی۔۔

وہ سب ڈائننگ ٹیبل پر خاموشی سے بیٹھے تھے۔۔ ملازمہ کھانا لگانے میں مصروف تھیں جبکہ سادیہ بیگم انہیں ہدایات دے رہی تھیں۔۔

" خیریت ہے تائی۔۔ آج کھانے میں اتنا سب بنایا ہے" زویا نے میز پر نظر گماتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اور سب ہے بھی نائل کی پسند کا" جمشید صاحب نے کہا تھا۔۔

" کیا نائل آیا ہے؟" شہزاد شاہ نے سوال کیا تھا۔۔ جس پر وہ مسکرائی تھیں۔۔

" جی۔۔ بس آنے ہی والا ہو گا۔۔ لو آگیا" سامنے آتے نائل شاہ کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔ میز پر موجود تمام لوگ اسے آتا دیکھ کر کھڑے ہوئے تھے۔۔

" آگیا میرا شیر" شہزاد شاہ نے پرجوش انداز میں نائل کو گلے لگایا تھا۔۔

" مجھے آنا ہی تھا بابا" مسکرا کر کہتے ہوئے وہ ان سے الگ ہوا تھا۔۔

" کیسے ہیں چچا آپ؟" اب وہ جمشید شاہ کی جانب بڑھا تھا۔۔

" بلکل ٹھیک میرے بیٹے۔۔تم کیسے ہو؟" اس کا کاندھا تھپتھپایا تھا۔۔

" اچھا ہوں چچا" ان سے الگ ہوتے ہی اسکی نظر پیچھے کھڑی زویا پر پڑی تھی۔۔جو اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔

" ہیلو ایوری ون" ایک آواز نے ان سب کو چونکایا تھا۔۔سب نے ایک ساتھ ہی اس نائل کے پیچھے دیکھا تھا۔۔ جہاں سے ایک نسوانی اور بے باک آواز آئی تھی۔۔اور ان سب کو چونکنا پڑا تھا۔۔یہ لڑکی کون ہے؟

" سوری۔۔میں لیٹ ہو گئی۔۔ہاؤ آر یو آل بڈی؟" نزاکت سے اپنے کاندھے سے بال پیچھے کرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" یہ لڑکی کون ہے؟" شہزاد شاہ کی سنجیدہ آواز آئی تھی۔یقیناً انہیں یہ بے باک لڑکی پہلی ہی نظر میں بری لگی تھی ۔۔

" اوہ نائل۔۔تم نے میرا انٹروڈکشن نہیں کروانا کیا؟" چمکتی آنکھوں اور گہری مسکراہٹ اسکی جانب پھینکتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" واہ امل واہ۔۔مان گئے تمہیں" اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نائل نے اسکی تعریف کی تھی۔۔جسے وہ سمجھ چکی تھی۔۔مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔

" سوری۔۔یہ میری پارٹنر ہیں امل۔۔اور امل۔۔یہ میرے بابا ہیں۔۔میرے چچا، میری کزن زویا اور میری ماما" اس نے ہاتھ کے اشارے سے سب کا تعارف کروایا تھا۔۔اور امل کی نظر اپنے سامنے کھڑے اس بارعب انسان پر پڑی تھی۔۔وائیٹ شلوار قمیض کے اوپر بلیک واسکٹ پہنے، بائیں ہاتھ میں قیمتی گھڑی، گھنی مونچھیں، آنکھوں میں غصے کی جھلک اور ماتھے پر بل لئے وہ اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔ناپسندیدگی سے۔۔اور امل۔۔وہ کیا دیکھ رہی تھی ۔۔

ایک بار پھر اس رات کی جھلک اسکے دماغ میں روشن ہوئی تھی۔۔وہ گھر۔۔وہ آگ۔۔اور آگ میں جلتے۔۔اس نے ماں باپ۔۔۔

"ہیلو" اس نے مسکرا کر سب سے کہا تھا۔۔کیا کمال اداکار تھی وہ۔۔اب نظر سب پر گماتے ہوئے زویا کے چہرے پر رکی تھی جو اسے تقریباً کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔امل کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی ۔۔تو یہاں ایک رائیول بھی ہے۔۔واؤ

"آؤ بیٹا بیٹھو یہاں۔۔" سادیہ بیگم نے ایک کرسی کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔اور اب وہ سب اپنی اپنی جگھوں پر واپس بیٹھے تھے۔۔سب سے پہلے شہزاد شاہ اپنے مکمل سنجیدہ انداز میں، ان کے دائیں جانب سادیہ بیگم اور انکے ساتھ زویا۔۔جبکہ بائیں جانب آؤنائل شاہ بیٹھا تھا اور اس ساتھ امل جبکہ جمشید صاحب اب زویا کے ساتھ جاکر بیٹھے تھے۔۔

امل نے نائل کی پلیٹ میں بریانی ڈالنا شروع کی تھی۔۔اور میز پر بیٹھے ہر شخص نے حیرانگی سے اسکی اس حرکت کو دیکھا تھا۔۔یہاں تک کہ نائل شاہ خود بھی کچھ دیر کے لئے حیران ہوا تھا۔مگر امل کے ہونٹوں کی مسکراہٹ نے اسے سب سمجھا بھی دیا تھا۔۔اب امل نے اسکی پلیٹ میں دو کباب رکھے تھے۔۔

"بیٹا۔۔تم بھی کچھ لو نا؟" سادیہ بیگم نے اس خاموشی کو توڑا تھا۔شہزاد شاہ کے غصے سے تپتے ہوئے چہرے کو وہ دیکھ چکی تھیں۔۔

"ضرور آنٹی۔۔ایکچولی جب تک نائل کچھ نہ کھالیں۔۔مجھ سے بھی کچھ کھایا نہیں جاتا۔۔عادت ہو گئی ہے نہ" ہلکا سا ہنستے ہوئے اس نے اک ادا سے کہتے ہوئے نائل کی جانب دیکھا تھا۔۔جسے آج وہ حیرانگی کی انتہاہ پر لے گئ تھی ۔۔

"یہ لڑکی۔۔۔" شہزاد شاہ کی سنجیدہ آواز نے دونوں کو انکی جانب متوجہ کیا تھا۔۔

"کب سے ہے تمہارے ساتھ؟"

"کچھ مہینوں سے" مختصر جواب دے کر نائل اپنی پلیٹ کی جانب متوجہ ہو چکا تھا جبکہ امل اب اپنی پلیٹ میں کھانا ڈالنے لگی تھی۔۔

"ویسے سب ٹھیک تو ہے بیٹا؟ ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ تم کسی کو اپنے ساتھ گھر لائے ہو۔۔"سوال جمشید صاحب کی جانب سے ہوا تھا۔

"کیونکہ اس سے پہلے ضرورت ہی نہیں پڑی" ایک اور مختصر جواب دیا تھا۔۔

"اور اب ایسی کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟" ایک اور سوال ہوا تھا۔۔

"جلد معلوم ہو جائے گا آپکو یہ۔۔۔پہلے کھانا کھالیں؟" سنجیدگی سے دیئے گئے نائل کے اس جواب نے شہزاد شاہ کو حیران کیا تھا۔۔یہ انداز۔۔یہ کچھ نیا تھا۔۔

"ضرور" کہتے ہوئے شہزاد شاہ کی جانب دیکھا تھا۔۔جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔انہیں اب کھانا ختم ہونے کا انتظار تھا۔۔

کھانے کے بعد چائے کا دور چلا تھا۔۔وہ سب اس وقت لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔اب بھی امل نائل کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔۔جو کہ زویا کو بلکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔

"تو پھر بتاؤ۔۔آج اچانک کیسے آگئے تم؟" جمشید صاحب نے ایک بار پھر سوال کیا تھا۔۔

"کیا مجھے اپنے گھر آنے سے پہلے اطلاع دینی ہو گی؟" نائل کے جواب پر جہاں جمشید صاحب کو غصہ آیا تھا وہی زویا اور شہزاد شاہ کو بھی اسکا یہ انداز اچھا نہیں لگا تھا۔۔

"نہیں ایسا تو نہیں کہا میں نے۔۔ مگر اس طرح کسی لڑکی کے ساتھ آنا کچھ نیا نہیں ہے نائل" انداز طنزیہ تھا۔۔

" لگتا ہے میرا یہاں آنا کسی کو اچھا نہیں لگا نائل" اک ادا سے امل نے کہا تھا۔۔

"کیونکہ ابھی یہ تمہیں جانتے نہیں ہیں سلیپنگ بیوٹی" اور نائل کے ان الفاظ اور انداز نے وہاں بیٹھے ہر انسان کے سر پر دھماکہ کیا تھا۔۔

" یہ کیا کہہ رہے ہو نائل ؟" شہزاد شاہ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔ اور ان کے ساتھ ہر شخص کھڑا ہو چکا تھا ۔۔ سوائے۔۔ نائل اور امل کے۔۔

" ابھی تو میں نے کچھ کہا ہی نہیں ہے بابا۔۔ آپ پلیز بیٹھ کر میری بات سن لیں" وہ فوراً ہی ایک فرمانبردار بیٹا بنا تھا۔۔

" واہ۔۔ کیا یوٹرن لیا ہے" اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اسکے کانوں میں سرگوشی کی تھی۔۔ جبکہ نائل نے بس اسے ایک گھوری سے نوازا تھا۔۔

" ہمیں صاف صاف بتاؤ نائل۔۔ کون ہے یہ لڑکی اور یہاں کیوں ہے ؟" اب سوال شہزاد شاہ کی جانب سے ہوا تھا۔۔

" میں نے آپکی بات کے بارے میں بہت سوچا۔۔" نائل نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔ امل نے ساتھ ہی کھڑی ہوئی تھی۔۔

"کونسی بات ؟"

" شادی" اور نائل کے اس جواب پر زویا کے چہرے پر آئی رونق امل کی آنکھوں سے پوشیدہ نہ رہ سکی تھی۔۔

" بیچاری" اس نے دل نے زویا سے ہمدردی کی تھی۔۔

" تو یعنی تم شادی کرنے کے لئے راضی ہو" شہزاد شاہ کی آواز میں ایک امید تھی۔۔

" شادی پر تو مجھے کبھی بھی اعتراض نہیں تھا بابا۔۔اسی لئے تو میں امل کو لے کر آیا ہوں" ایک بار پھر سب کے چہروں پر کنفیوزن آئی تھی۔

" کیا مطلب ہے تمہارا؟"

" مطلب یہ کہ" اس نے امل کا ہاتھ تھاما۔۔ جسے وہاں کھڑے ہر شخص نے حیرانگی سے دیکھا تھا۔۔

" میٹ مائی وائف۔۔۔امل نائل شاہ" اور بس یہ چند الفاظ ہی تھے۔۔ جنہون نے وہاں کھڑے ہر شخص کے سر دھماکہ کیا تھا۔۔۔

امل نے دیکھا۔۔۔بس کے چہروں کے بدلتے رنگ۔۔

شہزاد شاہ کی شعلہ برساتی آنکھیں۔۔۔ سادیہ بیگم کی حیرانگی۔۔۔ جمشید شاہ کا غصہ۔۔اور زویا۔۔۔اس کی آنکھوں میں جلن۔۔

" یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم؟؟؟" شہزاد شاہ کی ایک اور گرجتی آواز آئی تھی۔۔

" میں صرف حقیقت بتا رہا ہوں۔۔ کیا کسی کو اعتراض ہے؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔

" اس جیسی لڑکی کو ہمارے سامنے کھڑا کر کے تم کہتے ہو کہ کیا کسی کو اعتراض ہے؟" جمشید شاہ کی جانب سے جواب آیا تھا۔۔

" یہ لڑکی ہماری بہو نہیں بن سکتی۔۔ ہم اسے کبھی بھی قبول نہیں کریں گے" شہزاد شاہ نے کہا تھا۔۔

" تو مت کریں۔۔ یہ میری بیوی ہے۔۔اور میرے ساتھ ہی رہے گی۔۔" اٹل لہجے میں جواب دیا تھا۔۔

" یہ تمہاری بیوی بن کر نہیں رہ سکتی۔۔ تمہیں اسے طلاق دینی ہو گی۔۔ابھی اور اسی وقت"

" اور میں ایسا کیوں کرونگا؟"

" کیونکہ ہم خاندان سے باہر شادی نہیں کرتے۔۔اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ اس خاندان اور جائیداد دونوں میں ہاتھ دھو بیٹھتا ہے" جمشید شاہ دھمکی آمیز لہجے میں کہا تھا۔۔جس پر نائل شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔اس نے اپنے ساتھ کھڑی امل کی جانب دیکھا۔۔وہ بھی مسکرا رہی تھی۔۔

" ٹھیک ہے۔۔چلو امل" اسکا ہاتھ تھامے وہ باہر کی جانب بڑھا تھا جبکہ سب اسے حیرانگی سے جاتا دیکھ رہے تھے۔۔

" اگر تم یہاں سے گئے۔۔تو واپسی کا ہر راستہ بند ہو گا" شہزاد شاہ کی گرجتی آواز پر اس کے قدم رکے تھے۔۔اس نے امل کے ہاتھوں میں اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی۔۔

" وقت آگیا" اسی سوچ کے ساتھ امل نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔

" میرے لئے کوئی بھی راستہ کبھی بھی بند نہیں ہو گا بابا۔۔اور نہ ہی کوئی مجھے اس خاندان اور جائیداد سے نکال سکتا ہے۔۔کیونکہ" وہ رکا تھا۔۔اور سب اس کے بولنے کے منتظر تھے۔۔

" کیونکہ شادی میں نے خاندان ہی کی ہے۔۔اپنے چچا کی بیٹی۔۔۔امل جہانگیر شاہ سے" اور اپنے پیچھے کھڑے لوگوں پر بجلیاں گرا کر وہ امل کا ہاتھ تھامے وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔

" تو انٹرول شروع ہوا" خود سے کہتے ہوئے وہ اس شخص کے ہمراہ جو اس کا کانٹریکٹڈ ہسبنڈ تھا کا ہاتھ تھامے وہ اس حویلی سے باہر نکلی تھی۔۔۔

اس نے گاڑی ایک ہوٹل کے سامنے روکی تھی۔۔

" ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟" کافی دیر سے موجود دونوں کی بیچ اس خاموشی کو امل نے توڑا تھا۔وہ جب سے وہاں سے نکلے تھے دونوں میں سے کسی نے بھی کوئی بات نہ کی تھی۔۔۔دونوں اپنی اپنی ہی سوچوں میں گم تھے۔۔

" کیا تم ساری رات گاڑی میں گزارنا چاہتی ہو؟" سوال کے جواب میں بھی سوال ہوا تھا۔۔

" مجھے لگا ہم واپس جارہے ہیں"

" اتنی جلدی نہیں" وہ کہہ کر گاڑی سے باہر نکلا اور امل بھی۔۔

دونوں اب ہوٹل کے اندر آکر لفٹ کی جانب بڑھے تھے۔۔شاید اس نے پہلے ہی یہاں بکنگ کروار کھی تھی اس لئے وہ ڈائیریکٹ رومز کی جانب آئے تھے۔۔

" یہ لو۔۔سامنے والا روم میرا ہے۔۔ تم فریش ہو جاؤ" روم کی چابی اسکی جانب بڑھائی تھی۔۔ جسے لے کر وہ پلٹی اور روم میں چلی گئی۔۔

اندر آکر وہ سیدھا بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔ آج کا دن اس کے لئے بہت مشکل تھا۔۔خاص طور پر وہ لمحہ جب شہزاد شاہ اس کے سامنے تھا۔۔یہ صرف وہی جانتی تھی کہ کس طرح اس نے اپنے غصے اور نفرت کو کنٹرول کیا تھا۔۔

"ماما۔۔پاپا۔۔۔" اس نے کہنا شروع کیا تھا جیسے وہ اسے سن رہے ہوں۔۔

" میری زندگی کا صرف ایک ہی مقصد ہے۔۔ آپکے قاتل کو سزا دلوانا۔۔اور اس کے لئے میں ہر طرح کی تکلیف ،ہر طرح کا خطرہ برداشت کرنے کو تیار ہوں۔۔میں اس شخص کو سکون کا سانس نہیں لینے دونگی۔۔۔ کبھی نہیں"

اپنے آنسو صاف کرتی ہوئی وہ اٹھی اور واش روم کی جانب گئی تھی۔۔

وہ شاور لے کر باہر نکلا جب دروازے پر ناک ہوا تھا۔اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے اس نے دروازہ کھولا جہاں سامنے ایک شخص ہاتھ میں ٹرے لے کر کھڑا تھا۔

"آپکا آرڈر سر" ٹرے اسکے ہاتھ میں تھما کر وہ پلٹا جبکہ ماسٹر بھی اپنے کمرے سے باہر نکل کر سامنے والے روم کے دروازے کی جانب آیا تھا۔۔اس نے ایک ہاتھ سے دروازہ ناک کیا تھا۔۔

"کون ہے؟" امل کی آواز آئی تھی۔۔

"تمہارا ہسبنڈ" مسکرا کر کہا تھا۔۔شاید اندر وہ کچھ کر رہی تھی اس لئے کچھ دیر لگی تھی اسے دروازہ کھولنے میں۔۔

"کانٹر یکٹڈ ہسبنڈ" دروازہ کھول کر اسے اندر آنا کا رستہ دیتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

ٹرے بیڈ پر رکھ کر اس نے بغور امل کی جانب دیکھا۔۔اس کے بال گیلے، اور چہرہ میک اپ سے پاک تھا۔۔اور اس حلیے میں وہ پہلے سے زیادہ پر کشش لگ رہی تھی۔۔

"کانٹر یکٹڈ ہی سہی۔۔ہوں تو ہسبنڈ ہی نا۔۔سلیپنگ بیوٹی" اپنی نظروں کے حصار میں اسے لیتے ہوئے کہا تھا۔۔

"اس وقت تم یہاں کیا کرنے آئے ہو ماسٹر" اسکی بات اگنور کر کے پوچھا تھا۔۔

"تمہارے لئے کچھ آرڈر کیا ہے۔۔کھالینا اسے"

"لیکن ہم ابھی تو کھانا کھا کر آئے ہیں وہاں سے؟"

"ہم نہیں صرف میں۔۔تم ایک فرمانبردار بیوی بننے میں اتنی مصروف تھی کہ اپنے ہسبنڈ کو دیکھ کر ہی پیٹ بھرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔کھانا تو تم نے کھایا ہی نہیں" معنی خیز مسکراہٹ لئے کہا تھا۔۔جبکہ امل نے نظروں کو رخ پھیرا تھا۔۔

"زیادہ خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔وہ صرف ایکٹنگ تھی۔۔اور یہ تم بہت اچھی طرح جانتے ہو"

"نہیں۔۔مجھے لگنے لگا ہے کہ ابھی تمہارے بہت سے روپ جاننا باقی ہیں"

"شاید ایسا ہی ہے" کاندھے اچکاتے ہوئے وہ بیڈ کی جانب بڑھی تھی جبکہ وہ کمرے سے باہر جانے لگا تھا۔۔

" ماسٹر" امل کی آواز پر اس کے بڑھتے قدم رکے تھے۔۔ لیکن وہ پلٹا نہیں تھا۔۔ امل کی آواز کی سنجیدگی ہی اسے بتا رہی تھی کہ وہ کیا پوچھنے والی ہے۔۔

" اب وہ کیا کرے گا؟" اور یہی تو وہ سوال تھا۔۔ جو وہ سننا نہیں چاہتا تھا۔۔

" کاش میرے پاس اسکا جواب ہوتا امل۔۔" بنا پلٹے ہی کہا تھا۔۔ کچھ دیر تک خاموشی رہی۔۔

" اور ہم؟ ہم کیا کریں گے؟" ایک اور سوال ہوا تھا۔۔

" انتظار" وہ کہہ کر روم سے باہر نکلا تھا۔۔ جبکہ امل کھانے کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔۔

وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ آنے والے وقت کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔۔ بے حد مشکل۔۔ مگر وہ دونوں یہ بھی جانتے تھے۔۔ کہ وقت کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو جائے۔۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہی۔۔ اس وقت سے لڑنا تھا۔۔ اور شاید۔۔ خود سے بھی۔۔

" کیسے۔۔۔ کیسے کر سکتا ہے تمہارا بیٹا یہ۔۔۔ کیسے؟؟؟؟؟" وہ سادیہ بیگم پر دھاڑے تھے۔ جو ایک کونے میں سر جھکائے کھڑی تھیں۔۔۔

" اس جہانگیر کی بیٹی کو وہ بیوی بنا کر لے آیا؟؟ وہ جہانگیر جسے بابا نے اس گھر سے ہمیشہ کے لئے نکال دیا تھا۔۔ جس نے ہماری روایات کے خلاف بغاوت کی۔۔۔ اس کی بیٹی کو وہ اس گھر میں کیسے لا سکتا ہے" میز پر رکھا کانچ کا گلاس پوری طاقت سے دیوار پر مارا تھا۔۔ فرش پر اب کانچ کے ٹکڑے بکھرے تھے۔۔

" ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ وہ لڑکی اس گھر میں کبھی نہیں آئے گی۔۔ میں اسے بغاوت نہیں کرنے دونگا" وہ کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکلے تھے۔۔ اور جانے کب سے روکی ہوئی سانس سادیہ بیگم نے خارج کی تھی۔۔ شہزاد شاہ کو اس قدر غصے میں وہ آج پہلی بار دیکھ رہی تھیں۔۔

" یہ کیا کر دیا تم نے نائل۔۔" اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے انہوں نے کہا تھا۔۔ جانے اب شہزاد شاہ کیا کرنے والا تھا۔۔

وہ اپنی سٹڈی کی جانب بڑھ رہے تھے جب جمشید شاہ انکے راستے میں آ کھڑے ہوئے تھے۔۔

" میں اس وقت کوئی بات نہیں کرنا چاہتا جمشید"

" بات تو آپکو کرنی ہو گی بھائی۔۔ میری بیٹی تین گھنٹے سے اپنا کمرہ بند کئے رو رہی ہے۔۔ آپکا بیٹا جہانگیر کی بیٹی کو اپنی بیوی بنا کر لے آیا۔۔ اور آپ کھڑے سب دیکھ رہے ہیں؟"

" یہ تمہاری غلط فہمی ہے جمشید۔۔ میں ماضی کا قصہ دوبارہ دہرانے نہیں دونگا۔۔ اس گھر کی بہو زویا کے علاوہ کوئی نہیں بن سکتی۔۔ اور جہانگیر شاہ کی بیٹی تو بلکل نہیں" حتمی انداز میں کہتے ہوئے وہ سٹڈی میں جا چکے تھے۔۔

اندر آتے ہی انہوں نے ایک کال ملائی تھی۔۔

" سب کچھ چھوڑ کر یہاں پہنچو فوراً" چیختے ہوئے کہہ کر دوسری جانب موجود فرہاد کا کوئی بھی جواب سنے بغیر انہوں نے کال کٹ کر دی تھی۔۔ ان سب کا کوئی نہ کوئی حل تو نکالنا ہی ہو گا۔۔ اور آج رات وہ اسی حل کو سوچنے والے تھے۔۔

" کیا ہوا؟" احمد نے فرہاد کے چہرے کے بدلتے رنگ کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

" شہزاد شاہ نے سب چھوڑ کر آنے کا کہا تھا۔۔ وہ بہت غصے میں لگ رہا تھا۔۔" بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ایسا کیا ہوا ہو گا؟"

" میں نہیں جانتا۔۔ مگر ہمیں ابھی اور اسی وقت نکلنا ہو گا۔۔ اپنا سامان پیک کرو احمد" وہ الماری کی جانب بڑھا تھا۔۔

" سامان پیک کروں؟ کیا مطلب؟ میں بھی ساتھ جاؤنگا؟"

" ہاں۔۔ تم بھی جاؤ گے۔۔ اس نے اگر مجھے اس طرح بلایا ہے۔۔ تو اسکا مطلب یہ ہے کہ وہاں ایک نئی مصیبت میرے انتظار میں بیٹھی ہے احمد۔۔ مجھے تمہاری ضرورت پڑ سکتی ہے" سوٹ کیس میں اپنے کپڑے ڈالنا شروع کئے تھے۔۔

" اوک۔۔ میں آتا ہوں آدھے گھنٹے میں" وہ کہہ کر وہاں سے نکلا تھا۔۔

" خدا کرے امل اس بار بھی تم بچ جاؤ" احمد نے دل سے امل کے لئے دعا کی تھی۔۔

جانے اسکی دعا نے قبول ہونا بھی تھا یا نہیں۔۔

اپنا سامان پیک کر کے فرہاد نے مایا کو کال ملائی تھی۔۔ بیل جا رہی تھی۔۔

جب سے اسکی مصطفی سے بات ہوئی تھی وہ پریشان تھی۔۔ اگر مصطفی سچ بھی کہہ رہا ہے تو یہ بھی کنفرم تھا کہ وہ لوگ اب اس سے بہت کچھ چھپا رہے ہیں۔۔ مگر کیا؟؟ یہ جاننے کے لئے وہ بے تاب تھی۔۔

اس وقت وہ ایک پیشنٹ کو دیکھ کر اسکے روم سے باہر آئی تھی جب موبائل بجا۔۔ اس نے دیکھا۔۔ فرہاد کی کال تھی۔۔

" کیا بات ہے فرہاد؟" تھکے ہوئے انداز میں کہا تھا۔۔

" وہ لڑکی کہاں ہے؟؟ آخر کیا کرتی پھر رہی ہے وہ مایا؟" فرہاد کی غصیلی آواز پر اسکے چلتے قدم رکے تھے۔۔

" کیا ہوا ہے؟؟ اب کیا کیا ہے اس نے؟"

" یہ تو تم اس سے پوچھو اب کیا کر دیا ہے اس نے؟ کیوں وہ بار بار شہزاد شاہ کو چھیڑتی ہے؟" وہ اس پر برسا تھا۔۔

" فرہاد وہ میرے ساتھ نہیں ہے۔۔ میں نہیں جانتی کہ وہ کیا کر رہی ہے اور کہاں ہے؟ پلیز مجھے بتاؤ ہوا کیا ہے؟"

" شہزاد شاہ نے مجھے سب چھوڑ کر آنے کا کہا ہے۔۔۔ اس کا مطلب سمجھتی ہو تم مایا۔۔ ایک بار پھر میں اسکی قید میں جانے والا ہوں۔۔ اور اس بار۔۔۔ مجھے نہیں لگتا کہ میں زندہ واپس آسکونگا" اور فرہاد کے آخری الفاظ پر مایا کا وجود کانپ گیا تھا۔۔

" ایسا مت کہو فرہاد۔۔ اللہ نہ کرے کہ تمہیں کچھ ہو"

" کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی ہے مایا۔۔ میں کچھ دیر میں نکل رہا ہوں۔۔ صبح وہاں پہنچ جاؤنگا۔۔ شاید ہم آخری بار بات کر رہے ہوں۔۔ اس لئے۔۔" وہ رکا تھا۔۔ اور مایا کو لگا کہ جیسے اسکا دل رک گیا ہو۔۔

" میں کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے معاف کر دو مایا۔۔ میں اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر پایا۔۔ میں نے تمہیں بہت ہرٹ کیا ہے۔۔ میں نے بہت سے لوگوں کو ہرٹ کیا ہے۔۔ مگر میں مجبور تھا مایا۔۔ جیسے میں آج مجبور ہوں۔۔ ہو سکے تو۔۔ مجھے معاف کر دینا مایا۔۔ آئی لو یو۔۔" اور مایا کا جواب سنے بغیر ہی اس نے کال کٹ کر دی تھی۔۔ جبکہ مایا۔۔ اپنی جگہ سن کھڑی تھی۔۔

" کیا ہے یار۔۔۔ تھک گیا میں" گاڑی کی پیسینجر سیٹ پر بیٹھے واجد نے اکتا کر کہا تھا۔۔

" میری کمر بھی اب جواب دینے لگی ہے" ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے مصطفیٰ نے کہا۔۔

" یہ عورتوں والی بیماری تمہیں کب لگی؟"

" جب سے تمہارے سائے میں رہنا شروع کیا ہے۔۔"

" لیکن میں تو مرد ہوں۔۔"

" اچھا۔۔مجھے اندازہ نہیں تھا"

اور واجد کی گھوری پر وہ بس مسکرایا ہی تھا۔۔

" صبح سے دوپہر، دوپہر سے شام اور شام سے رات ہو چکی ہے۔۔اور اب تک کچھ بھی نہیں ہوا۔۔ہم ایسے کب تک یہاں رہنے والے ہیں مصطفیٰ؟" وہ بے حد بیزار ہو چکا تھا۔۔

" جب تک کچھ ہو نہیں جاتا" سامنے نظر جماتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" اگر کچھ ہونا ہوتا تو اب تک ہو چکا ہوتا مصطفیٰ۔۔انہیں گئے پورا دن گزر گیا اور اب تو رات بھی گزرنے والی ہے"

" ماسٹر نے کہا ہے تو ضرور کچھ تو۔۔۔" وہ رکا تھا۔۔نظریں سامنے کے منظر پر تھیں۔۔

" دیکھو۔۔یہ تو وہی لڑکا ہے نا؟" مصطفیٰ کے کہنے پر واجد نے بھی سامنے دیکھا تھا۔۔جہاں مین گیٹ کے سامنے ایک کار آکر رکی تھی۔۔اب دونوں بہت غور سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

" ہاں۔۔یہ وہی گاڑی ہے۔۔ابھی ایک گھنٹہ پہلے ہی تو یہ یہاں سے گیا تھا۔۔اب واپس کیوں آگیا؟" واجد نے کہا تھا۔

" دیکھتے ہیں"

کچھ دیر بعد گھر کے مین گیٹ سے فرہاد ایک سوٹ کیس ہاتھ میں لیئے باہر نکلا تھا۔۔ گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر وہی لڑکا جو شاید اسکا اسسٹنٹ تھا۔۔ باہر نکلا اور سوٹ کیس فرہاد کے ہاتھ سے لے کر گاڑی کی ڈگی میں رکھا تھا۔۔ اور کچھ دیر بعد وہ دونوں وہاں سے نکل گئے تھے۔۔

" چلو چلو۔۔ جلدی چلو" واجد نے اسکے بازوں پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا تھا۔۔

" چلا رہا ہوں۔۔ ماسٹر کو انفارم کر دو تم" مصطفی نے گاڑی چلا کر سامنے چلنے والی گاڑی کے پیچھے لگائی دی تھی۔۔

ان دونوں میں سے کوئی بھی اس رات سویا نہیں تھا۔۔ اپنے اپنے کمروں میں۔۔ دونوں اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے۔۔ ایسے حالات میں نیند کسے آسکتی تھی۔۔ یہ صبح سات بجے کا وقت تھا جب وہ اس کے کمرے کے سامنے کھڑا تھا۔۔

" ہو سکتا ہے وہ سو رہی ہو؟" اس نے خود سے کہا تھا۔۔

" نیند آسکتی ہے کیا اسے؟" دل نے جواب دیا تھا۔۔

" لیکن تھکن بھی تو تھی کافی"

" وہ تو تمہیں بھی تھی۔۔ کیا تم سوئے؟ پھر وہ کیسے سو سکتی ہے؟" دل کی جانب سے دوبارہ جواب آیا تھا۔۔

" دیکھ لیتے ہیں" اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ ناک کیا تھا۔۔

کچھ دیر گزر جانے کے باوجود دروازہ نہیں کھلا۔۔

" سو ہی رہی ہیں محترمہ۔۔" خود سے کہتے ہوئے پلٹا ہی تھا کہ دروازہ کھلا۔۔ اس نے دیکھا۔۔ وہ رات والے کپڑوں میں ہی میں اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔ آنکھوں میں نیند کے کوئی آثار نہیں تھے۔۔

" جاگ رہی ہو تم ؟" جانے یہ بے وقوفانہ سوال اس نے کیسے کیا؟

" نہیں۔۔ نیند میں چلنے اور بولنے کی عادت ہے مجھے" اور یہ آ گئی امل کی زبان۔۔۔

" تیار ہو جاؤ ہمیں جانا ہے" سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

" کیا ہم واپس جا رہے ہیں ؟" سوال ہوا تھا۔۔

" نہیں۔۔ ہم شاپنگ پر جا رہے ہیں" ماسٹر کے جواب پر امل چونکی تھی۔۔

" شاپنگ پر۔۔۔ مگر کیوں ؟"

" کیا تم انہیں کپڑوں میں زندگی گزارو گی امل۔۔ تمہارے لئے اس طرح کے اور کپڑے لینے ہیں ہمیں"

" لیکن ہم واپس کب جائیں گے ؟" امل کو یہاں رکنے کی وجہ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔

" تمہیں واپس جانے کی اتنی جلدی کیوں ہے ؟" وہ اب چڑنے لگا تھا۔۔

" کیونکہ مجھے مصطفی یاد آ رہا ہے" واہ امل۔۔ کیا جواب دیا ہے۔۔؟ اس نے خود کو کوسا تھا۔۔

" یہ مصطفی کچھ زیادہ ہی یاد نہیں آتا تمہیں ؟" اسے غور سے دیکھتے ہوئے وہ ایک قدم آگے بڑھا تھا۔۔

" کیوں نہیں آئے گا ؟ آخر اس کے علاوہ میرا ہے ہی کون ؟" یہ صبح صبح کیا باتیں کر رہی ہو تم امل ؟

" اوہ۔۔ اچھا" ماسٹر نے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر باندھے تھے۔۔

" جی۔۔ اچھا" کہتے ساتھ اس نے دروازہ بند کیا اور ماسٹر کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔۔

" اسکی اتنی ہمت ؟؟ میرے منہ پر دروازہ بند کر دیا" اسے اب غصہ آنے لگا تھا۔۔

" جسٹ ویٹ اینڈ واچ امل" دروازے سے کہتے وہ اپنے کمرے میں واپس آیا تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں ایک مال میں موجود تھے۔۔ماسٹر آگے اور امل اس کے پیچھے پیچھے۔۔وہ اس کے لئے ماڈرن کپڑے دیکھ رہا تھا۔۔

" یہ ٹرائے کرو" ایک ڈریس اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ٹرائے کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اچھا لگ رہا ہے تو لے لیتے ہیں" وہ اس شاپنگ میں بلکل بھی انٹرسٹڈ نہیں تھی۔۔

" کیا پہلے کبھی ایسے کپڑے پہنے ہیں تم نے؟"

" نہیں"

" تو تمہیں کیسے پتا کہ یہ تم پر اچھے لگیں گے یا نہیں؟" ماسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

" اوک" ڈریس اس کے ہاتھوں سے لیتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" گڈ۔۔جاؤ" ایک فاتحانہ مسکراہٹ ماسٹر کے لبوں پر آئی تھی۔۔

" ایک منٹ" ماسٹر کی آواز پر اس کے قدم رکے تھے۔۔ماسٹر فوراً ڈریسنگ روم کے اندر گیا۔۔وہ بھی اس کے پیچھے اندر آئی تھی۔۔

" تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟" اس نے ماسٹر سے پوچھا تھا جو آس پاس ہر چیز کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔۔پھر موبائل نکال کر اس میں بھی کچھ کرنے لگا تھا۔

" تم آخر کر کیا رہے ہو؟" اپنا سوال اگنور کیئے جانا اسے بلکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔۔

" کچھ نہیں۔۔تم اب چینج کر لو" وہ باہر نکلنے کے لئے آگے بڑھا۔۔

" پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیا کرنے آئے تھے؟" امل بھی کہاں جواب لئے بنا رہنے والی تھی۔۔

" کیمرے چیک کر رہا تھا امل۔۔۔ڈونٹ وری یہاں کوئی کیمرہ نہیں ہے۔۔یو آر سیف" وہ کہہ کر باہر نکلا تھا جبکہ امل وہی کھڑی اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔

" تم شاید اتنے بھی برے نہیں ہو ماسٹر" بند دروازے سے کہتی ہوئی وہ مسکرائی تھی۔۔

اور پھر۔۔چینج کر کے باہر آئی تھی۔۔جہاں سامنے کھڑا وہ اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔

اس نے محسوس کیا۔۔اس کی نظروں کو۔۔وہ بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔اور اس کے دیکھنے کا انداز نا جانے کیوں اسے کنفیوز کر رہا تھا۔۔

" کیا ہوا؟" اسے مسلسل گھورتا دیکھ کر امل نے پوچھا۔۔

" کچھ نہیں۔۔یہ اچھا نہیں لگ رہا۔۔یہ ٹرائے کرو" ماسٹر نے ایک اور ڈریس اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔

" اوکے" وہ کہہ کر پلٹی تھی۔۔اگر اچھا نہیں لگ رہا تھا تو اتنا گھورنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ سوچ کر رہ گئی۔۔

کچھ دیر بعد وہ دوسرا ڈریس پہن کر باہر آئی تھی۔۔۔اس بار بھی اس نے بہت غور سے اسے دیکھا تھا۔

" یہ کلر اچھا نہیں ہے۔۔۔یہ ٹرائے کرو" ایک اور ڈریس اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔

" سیریسلی؟" امل نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔۔

" یس۔۔اب جاؤ" وہ دوبارہ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی تھی۔۔

" یہ اوور لگ رہا ہے۔۔یہ والا ٹرائے کرو۔۔"

" نہیں۔۔یہ تم پر سوٹ نہیں کر رہا۔۔یہ چیک کرو"

" یہ ٹھیک ہے۔۔اب یہ والا ٹرائے کرو"

" اسکی شرٹ کچھ زیادہ ہی چھوٹی ہے۔۔یہ لو۔۔یہ ٹرائے کرو"

" یہ کچھ اولڈ فیشن لگ رہا ہے۔۔ یہ ٹرائے کرو"

" بس ٹھیک ہی ہے۔۔ مجھے یہ والا زیادہ ٹھیک لگ رہا۔۔ ذرا یہ ٹرائے کرنا"

" یہ کچھ بہتر ہے۔۔ مگر کچھ زیادہ ہی فٹ ہے۔۔ اسے ٹرائے کرو ذرا"

" سیریسلی ماسٹر۔۔ یہ دسواں ڈریس ہے۔۔" وہ اب تنگ آچکی تھی۔۔

" اب اگر تم پر کچھ سوٹ ہی نہیں کرتا امل تو اس میں میرا کیا قصور؟" معصومیت سے کہا تھا۔۔

" مجھ پر سب سوٹ کرتا ہے۔۔ ہاں اگر تمہاری ان ناکارہ آنکھوں میں مسئلہ ہے تو اس میں میرا ابھی کوئی قصور نہیں ۔۔۔ میں اب کچھ بھی ٹرائے نہیں کرونگی" کہہ کر وہ غصے سے باہر نکلی تھی۔۔ جبکہ ماسٹر کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔

حویلی کی جانب آؤ تو فرہاد سنجدہ چہرہ لئے سٹڈی کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔ جہاں شہزاد شاہ اس کے انتظار میں بیٹھے تھے۔۔

" آپ نے اتنی ایمرجنسی میں بلایا۔۔ سب ٹھیک ہے نہ؟" شہزاد شاہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ٹھیک۔۔۔؟؟" سگار میز میں رکھی سٹرے میں مسلتے ہوئے وہ کھڑے ہوئے تھے۔۔

" کیا تم نے کچھ ٹھیک رہنے دیا ہے فرہاد؟" وہ ایک ایک قدم آہستہ آہستہ اسکی جانب بڑھا رہے تھے۔۔

" کیا مطلب؟" اسے شہزاد شاہ سے خوف آرہا تھا۔۔

" مطلب پوچھ رہے ہو" اور اسی کے ساتھ شہزاد شاہ نے اسکا گریبان پکڑ کر اسے سامنے رکھے صوفے کی جانب دھکیلا تھا۔۔

" ایک کام۔۔۔ تمہیں ایک معمولی سا کام دیا تھا میں نے۔۔اور وہ بھی سے نہ ہو سکا؟" اس کا گریبان پکڑے اور اس پر جھکتے ہوئے آنکھوں میں شعلے لئے اس سے کہہ رہا تھا۔۔

" مم۔۔میں اس لڑکی کو ڈھونڈ رہا ہو۔۔" وہ اس سے زیادہ کچھ کہہ ہی نہیں سکا تھا کہ شہزادہ شاہ نے ایک بار پھر اسے دھکیلتے ہوئے زمین پر پھینکا تھا۔۔

"ڈھونڈ رہے ہو۔۔تم اب تک اس لڑکی کو ڈھونڈ ہی رہے ہو" میز پر رکھا گلدان اٹھا کر پوری قوت سے زمین پر پھینکا تھا۔۔فرہاد ایک پل کے لئے کانپا تھا۔۔شکر ہے گلدان اس کے سر پر نہیں مارا۔۔

" تم۔۔۔" ایک بار پھر اسے گریبان سے پکڑ کر زمین سے اٹھایا تھا۔۔

" جس تھرڈ کلاس لڑکی کو تم اب تک ڈھونڈ نہیں سکے۔۔میر اوہ بیٹا اسے میرے سامنے لے آیا فرہاد۔۔ایسا کیسے ہوا؟؟ کیسے ہو گیا یہ؟ بتاؤ مجھے" ایک زوردار مکا اس کے ہونٹوں کے گرد لگا تھا۔اور وہ دوبارہ صوفے پر گرا تھا۔۔

" وہ لڑکی مہینوں سے اس کے ساتھ ہے۔۔۔وہ لڑکی جسے تم مہینوں سے ایک ہی شہر میں رہتے ہوئے نہیں ڈھونڈ سکے۔۔"

" لیکن۔۔" اپنے ہونٹوں سے خون صاف کیا تھا۔۔" وہ۔۔وہ یہاں کیسے آئی؟"

" میرے بیٹے کے ساتھ آئی تھی وہ۔۔اور جانتے ہو؟؟ جانتے ہو تم کہ کس حیثیت سے آئی تھی وہ یہاں؟"

اس نے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔۔وہ سب اپنا خود صاف کرتے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔۔

" میرا بیٹا۔۔نائل شہزاد شاہ۔۔اس تھرڈ کلاس لڑکی کو اپنی بیوی بنا کر لے آیا۔۔۔ سمجھ رہے ہو تم اس بات کو فرہاد ۔۔اس نے اسے اپنی بیوی بنا لیا۔۔وہ اسے اس حویلی میں لے آیا۔۔میرے سامنے۔۔اور تم؟؟؟؟" انہوں نے ایک بار پھر اسکا گریبان پکڑا تھا۔۔" تم نے کیا کیا؟؟ ہاں؟" اپنی لال سرخ آنکھوں سے اسے گھورتے ہوئے اس

نے کہا تھا۔۔ مگر اس بار فرہاد کے پاس کہنے کے لئے کچھ نہیں تھا۔۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا؟ مایا نے تو اسے ایسا کچھ نہیں بتایا؟ وہ لڑکی شہزاد شاہ کے بیٹے سے شادی کر چکی ہے؟؟ یہ کیسی چال چلی ہے اس نے؟ اب وہ دونوں کیا کریں گے ؟

" یہ سب تمہارا کیا ہوا ہے فرہاد۔۔ تمہاری ایک غلطی ہمیں یہاں تک لے آئی ہے۔۔ الیکشن میرے سر پر ہیں۔۔ بتاؤ مجھے میں کیا کروں اب؟" اس کا گریبان چھوڑتے ہوئے کہا تھا۔۔ وہ اب واقعی پریشان لگ رہے تھے۔۔

" ایک راستہ ہے۔۔۔" اور فرہاد کی آواز پر شہزاد شاہ نے چونک کر اسکی جانب دیکھا تھا۔۔ آنکھوں میں ایک امید جاگی تھی۔۔

وہ آج واقعی بہت تھک گئی تھی۔۔ پہلے ماسٹر کے ساتھ وہ فضول سی شاپنگ۔۔۔ جہاں اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگا تھا ۔۔ اسکے بعد لنچ۔۔ پھر جانے ماسٹر کو ایسی کونسی میٹنگ کرنی تھی کہ وہ اسے ایک گھنٹہ ریسٹورانٹ میں بٹھا کر خود غائب رہا۔۔ اور اب۔۔ شکر ہے کہ وہ ہوٹل واپس آئے تھے۔۔ ان دونوں کے درمیان کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی۔۔ وہ خاموشی سے اپنے کمرے اور ماسٹر اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔

کمرے میں آتے ہی اس نے لائٹس آن کی تو نظر سیدھا بیڈ پر گئی تھی۔۔

" یہ کیا ہے؟" اس نے آگے قدم بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔ بیڈ پر تقریباً دس شاپنگ بیگز رکھے تھے۔۔

اس نے ایک ایک کر کے اندر دیکھنا شروع کیا اور اسکے آنکھیں حیرانگی سے کھل گئی تھیں۔۔ یہ سب تو وہی ڈریسز تھے جو ماسٹر نے ریجیکٹ کئے تھے۔۔۔ تو اسکا مطلب؟؟

" تمہیں تو میں چھوڑونگی نہیں ماسٹر " بڑبڑاتی ہوئی وہ اپنے روم سے نکلنے لگی تھی کہ پھر۔۔کچھ سوچ کر وہ رکی تھی ۔۔

اور پھر ایک مسکراہٹ نے اسکے ہونٹوں کو چھوا تھا۔۔

" چلو پھر۔۔گیم ہے تو گیم ہی سہی " وہ اب یہ بیگز بیڈ سے اٹھا کر الماری میں رکھ رہی تھی۔۔۔

وہ حویلی سے باہر نکل کر اپنی گاڑی میں آکر بیٹھا تھا جہاں احمد اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔

" کیا ہوا؟" اسکے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ کر احمد نے پوچھا تھا۔۔

" چلو جلدی " سیٹ پر سر ٹکائے اس نے آنکھیں موندی تھیں۔۔

احمد نے خاموشی سے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں ہوٹل کے اس کمرے میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے۔۔

" کیا بات ہے باس۔۔بتائیں مجھے " احمد سے اب مزید انتظار نہیں ہو رہا تھا۔۔

" وہ لڑکی۔۔۔وہ انتقام چاہتی ہے"

" انتقام ؟" احمد حیران ہوا تھا۔۔

" ہاں۔۔انتقام۔۔۔وہ پاگل لڑکی۔۔شہزاد شاہ سے ٹکر لے رہی ہے۔۔وہ بھی برابری پر" کمرے میں چکر لگاتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" برابری پر کیسے ؟" احمد اب بھی کنفوز تھا۔۔امل شہزاد شاہ کے برابر کیسے جان سکتی تھی؟

" تم جانتے ہو اس نے کیا کیا ہے؟ وہ کل حویلی گئی تھی۔۔شہزاد شاہ کے بیٹے نائل شاہ کے ساتھ"

" کیوں ؟"

" شہزاد شاہ کو یہ بتانے کے وہ انکے برابر آچکی ہے کیونکہ وہ اب صرف انکی بھتیجی نہیں۔۔بلکہ انکی بہو بھی بن چکی ہے"

" واٹ !!" احمد اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟امل نے شادی کرلی ؟لیکن شانزے نے تو اسے ایسا کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔

" یس۔۔نائل شاہ سے نکاح کرلیا ہے اس نے۔۔جانتے ہو کیوں ؟" اسکے سامنے کھڑا وہ کہہ رہا تھا۔۔

" کیوں ؟"

" کیونکہ وہ بے وقوف لڑکی انتقام لینا چاہتی ہے۔۔اسے لگتا ہے کہ کوئی اسے سمجھ نہیں سکتا۔۔لیکن مجھے سب سمجھ آگیا ہے۔۔" بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔۔

" لیکن وہ یہ کیسے جانتی ہے کہ شہزاد شاہ نے سب کیا ہے ؟" احمد کے سوال پر وہ رکا تھا۔۔

" یہ تو کوئی بھی نہیں جان سکتا"

" ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔۔۔" فرہاد صوفے پر بیٹھا تھا۔۔" مگر پھر اس نے ایسا کیوں کیا ؟"

" ہو سکتا ہے یہ اتفاق ہو۔۔خود سوچیں باس۔۔اگر اسے معلوم ہوتا سب تو وہ نائل شاہ سے کبھی شادی نہ کرتی۔۔ اور اگر نائل شاہ کو کچھ معلوم ہوتا تو وہ کبھی اسے شہزاد شاہ کے سامنے نہیں لاتا۔۔یہ ضرور ایک اتفاق ہے" احمد کی بات اسے ٹھیک لگ رہی تھی۔۔اگر نائل شاہ کو کچھ بھی معلوم ہوتا تو کبھی اسے حویلی میں لانے کا خطرہ نہیں مول لیتا۔۔

" تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔اب اس معاملے کو ہمیں کسی اور انداز میں حل کرنا ہوگا۔۔"

" کس انداز سے ؟" احمد نے پوچھا تھا۔

" سکون سے ۔۔ سیاست سے "

" میں چلتا ہوں باس ۔۔" احمد وہاں سے جا چکا تھا ۔۔ جبکہ وہ اپنی سوچوں میں واپس گم ہو چکا تھا ۔۔
جانے امل کیسی ہو گی ؟ کتنے دن ہو گئے اس سے بات کئے ہوئے ۔۔ اب اس سے بات بھی کیا کرونگا میں ؟ یہ کہانی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی امل کہ میں کوئی نئی کہانی شروع کروں ۔۔

موبائل کی بجنے والی ٹیون اسے امل کی سوچوں سے باہر لائی تھی ۔۔

" ہیلو" بنا دیکھے کال ریسیو کی تھی ۔۔

" کیسے ہو ؟" مایا کی آواز کانوں سے ٹکرائی تھی ۔

" ٹھیک نہیں ہوں ۔۔ بلکل بھی ٹھیک نہیں ہوں مایا ۔۔ سب خراب ہو گیا ہے ۔۔ سب بگڑ گیا ہے "

" کیا ہوا ہے فرہاد ؟" وہ پریشان ہوئی تھی ۔

" کیا وہ سب جانتی ہے ؟" سوال ہوا تھا ۔۔

" مجھے ایسا نہیں لگتا" جھوٹ کہنا ہی ٹھیک تھا ۔۔

" تو پھر کیا یہ سب اتفاق ہے مایا ۔۔ نائل شاہ کے ساتھ ہونا ۔۔ اور ۔۔ اس سے شادی کرنا "

" واٹ !! شادی ؟" اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا ۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ ماسٹر امل سے شادی کیسے کر سکتے ہیں ؟

" تو تم بھی نہیں جانتی ۔۔ مجھے تمہارے اتنے بے خبر رہنے کی امید نہیں تھی مایا ۔۔ اگر تم اپنے کان کھلے رکھتی تو شاید آج یہ سب نہ ہوتا" اسے مایا پر اب غصہ آنے لگا تھا ۔۔

" مجھے ان سب کی امید نہیں تھی۔۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ مجھ سے اتنا سب چھپائے گا" اسے واقعی افسوس ہوا تھا۔۔ مصطفی نے اس سے کتنے جھوٹ کہے تھے۔۔اس نے بنا کچھ کہے کال کٹ کر دی تھی۔۔

" مجھے تم سے ملنا ہے" ایک مسیج مصطفی کو سینڈ کیا تھا۔

" سوری مایا۔۔ مگر میں ایک مشن میں بزی ہوں" دس منٹ بعد آنے والے اس جواب پر مایا نے اپنا موبائل سامنے رکھی میز پر پٹخا تھا۔۔

" دیکھتے ہیں تمہارا مشن بھی اب" خود سے کہتے ہوئے اس نے اپنا لیپ ٹاپ آن کیا تھا۔۔شاید اب اسے ایک اہم کام کرنا تھا۔۔

دروازے پر ہونے والی مسلسل دستک اسے نیند کی وادی سے باہر لائی تھی۔۔

آرہا ہوں" کہتے ہوئے اس نے دروازہ کھولا اور پھر۔۔ سامنے کے منظر پر نیند آنکھوں سے فوراً ہی بھاگی تھی۔۔

یلو شرٹ کے ساتھ بلیک ٹاؤزر پہنے، بالوں کی پونی ٹیل بنائے، ہائی ہیلز اور ہلکے میک اپ کے ساتھ وہ حسین لگ رہی تھی۔۔ اور الگ بھی۔۔

" یہ تمہیں گھورنے کی عادت کب سے لگ گئی ماسٹر" اور ایک بار پھر امل کی زبان اسے ہوش میں لے آئی تھی۔۔

" جب سے تم نے اتنا تیار ہونا شروع کیا ہے"

" اوہ۔۔ تو اسکا مطلب ہے کہ میری تیاری تمہارے ہوش اڑانے کے لئے کافی ہے" معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔

" ہاں۔۔ ظاہر ہے۔۔ آخر کو تم چڑیل جو ہو۔۔ مجھ جیسے نازک دل انسان کے ہوش تو اڑیں گے نا"

" کچھ بھی کہہ دوں۔۔برا نہیں لگے گا مجھے۔۔"

" کیوں؟" وہ حیران ہوا تھا۔۔امل اور جواب نہ دے؟؟ ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟

" کیونکہ میں یہاں تم سے بحث کرنے نہیں بلکہ تمہیں کچھ دینے آئی ہوں" ایک بیگ اسکی جانب بڑھایا تھا۔

" یہ کیا ہے؟" بیگ اسکے ہاتھ سے لیتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

" میں نے دیکھا۔۔تم نے اتنے سارے ڈریسز لئے میرے لئے۔۔تو میرا بھی فرض بنتا ہے نہ تمہارے لئے کچھ لینا ۔۔اس لئے میں یہ شرٹ لائی ہوں تمہارے لئے۔۔تیار ہو جاؤ ڈنر پر جانا ہے۔۔میں نیچے تمہارا انتظار کر رہی ہوں ۔۔"

اور ماسٹر کو حیران چھوڑ کر وہ وہاں سے جا چکی تھی۔۔اس نے دیکھا وہ ایک وائیٹ شرٹ تھی۔۔

" اسے کیا ہوا ہے؟" وہ اس بدلے انداز کو سمجھنے سے قاصر تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے ریسٹورانٹ کی جانب جا رہے تھے۔۔دونوں کی نظریں سامنے تھی مگر امل ۔۔کن انکھیوں سے ماسٹر کے سنجیدہ چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

" اچھے لگ رہے ہو" اور امل کی بات نے ماسٹر کو اس کی جانب دیکھنے پر مجبور کیا تھا۔۔

" کیا کہا تم نے؟؟" اپنی گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔

" میں نے کہا۔۔اچھے لگ رہے ہو تم ماسٹر" اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" کچھ تو گڑبڑ ہے امل۔۔کچھ تو ہے" اپنی گردن کو مسلسل ملتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔۔جانے کیوں؟ جبکہ امل مسکرا دی تھی۔۔گڑبڑ بھی معلوم ہو جائے گی ماسٹر۔۔جسٹ ویٹ۔۔

اس نے گاڑی ایک ریسٹورانٹ کے سامنے روکی تھی۔۔۔امل فوراً باہر نکلی تھی۔۔

”کیا ہو رہا ہے؟“ اپنی گردن ملتے ہوئے وہ باہر نکلا تھا۔۔ جانے اسکی گردن میں اتنی جلن کیوں ہو رہی تھی۔۔

امل تیزی سے ریسٹورانٹ کے اندر آئی تھی جبکہ ماسٹر اس کے پیچھے پیچھے۔۔

اس نے محسوس کیا۔۔ اسکی گردن کے ساتھ ساتھ اب اسکی کمر میں بھی ایسی ہی جلن شروع ہوئی تھی۔۔

”کیا ہوا ماسٹر۔۔ بیٹھو نا“ اسے مسلسل کھڑا پا کر امل نے کہا تھا۔۔

”ہاں“ وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا۔۔ کرسی کی پشت پر کمر ٹکاتے ہوئے۔۔

”کچھ ہوا ہے کیا۔۔ تمہارے چہرے کا رنگ کیوں اڑ رہا ہے؟“ معصومیت سے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

”تم نے کیا کیا ہے امل؟“ اپنی گردن، پیٹ، کمر اور بازوؤں میں اسے اب کچھ عجیب محسوس ہونے لگا تھا۔۔

”میں نے کیا کرنا۔۔۔۔“ ابھی امل کی بات مکمل ہی نہیں ہوئی تھی کہ وہ اٹھ کر اندر کی جانب تقریباً بھاگا تھا۔۔

”اب آئے گا مزہ۔۔۔ ویٹر“ اور اب امل میڈم نے اپنا آرڈر دینا تھا۔۔

اس نے اپنی شرٹ اتار کر واش روم کے مرر میں خود کو دیکھا تھا۔۔ گردن، بازو، پیٹ، کمر ہر جگہ اسے ہلکے ہلکے لال نشان نظر آ رہے تھے۔۔

”اف امل۔۔ میں تمہیں میں چھوڑوں گا نہیں“ اسے اب ہر جگہ خارش محسوس ہو رہی تھی۔۔ جو بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔

اف۔۔۔ اپنی شرٹ فوراً سے پہن کر وہ باہر نکلا تھا۔۔ اس نے دیکھا امل اسکی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔۔ ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔۔ وہ فوراً اسکے سامنے آ کر کھڑا ہوا تھا۔۔

”میں تمہیں۔۔۔۔“ اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔

" دیکھ لونگا تمہیں امل " اپنی پیٹ پر ہاتھ ملتے ہوئے وہ باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔اور اتنی دیر سے روکی ہوئی امل کی ہنسی اب آزاد ہوئی تھی۔۔۔واہ کیا بات ہے تمہاری امل!

وہ تقریباً پوری رات ہی شاور لیتا رہا تب جا کر اسے کچھ سکون ملا تھا۔۔۔امل نے تو حد ہی کر دی تھی۔۔لیکن اسکے علاوہ امل سے کس چیز کی توقع ہی کیا کی جاسکتی تھی؟ آخر بدلہ لینا تو اسکا اول فریضہ تھا۔۔

اس وقت صبح کے دس بج رہے تھے۔۔اور وہ اپنے روم میں موجود لیپ ٹاپ پر کسی ضروری کام میں بزی تھا۔۔

جب دروازے پر ناک ہوا۔۔

" کم ان " لیپ ٹاپ میں نظریں جماتے ہوئے کہا تھا۔۔

امل دروازہ کھول کر اندر آئی اور اس کے پیچھے کوئی اور بھی تھا جس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی۔۔۔

" اسے یہاں رکھ دیں۔" میز پر ٹرے رکھ کر وہ شخص وہاں سے جا چکا تھا جبکہ ماسٹر امل کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

" ایسے مت دیکھو مجھے۔۔تمہارے لئے ناشتہ لائی ہوں " معصومیت سے کہتے ہوئے وہ اس کے سامنے بیٹھی تھی ۔۔

" اور اب اس میں کیا ملایا ہے تم نے؟ " لیپ ٹاپ بند کیا تھا۔۔

" کچھ بھی نہیں۔۔چلو۔۔ناشتہ کرتے ہیں " چائے کا کپ اسکی جانب بڑھایا تھا۔جسے خاموشی سے تھاما گیا تھا۔۔

" اور اب اس ناشتے کی مہربانی کی وجہ؟یقیناً تم شرمندہ ہو کر تو کچھ نہیں کر سکتی "

" شرمندہ ہونے والی کوئی حرکت کی بھی نہیں ہے میں نے۔۔لیکن۔۔۔ہاں۔۔میں کچھ کہنا چاہتی ہوں "

"کہو" چائے کا سپ لیا تھا۔۔

"میں واپس۔۔" ماسٹر کے موبائل پر آنے والی کال نے اسے آگے کہنے سے روکا تھا۔ماسٹر نے موبائل اٹھا کر نام پڑھا اور اس کے چہرے کے تصورات بدلے تھے۔۔

"کس کی کال ہے؟" اسکا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر پوچھا تھا۔۔

"ہیلو" کال ریسیو کی تھی۔

"ٹھیک ہوں بابا۔۔ آپ کیسے ہیں؟" اور اس 'بابا' لفظ پر امل چونکی تھی۔۔

"جی۔۔۔ کیا؟" اس نے ماسٹر کے چہرے پر حیرانی دیکھی تھی۔۔

"اوکے۔۔" کہہ کر کال کٹ کی تھی۔۔

"شہزاد شاہ کی کال تھی؟" امل کے سوال پر اس نے سر ہلایا تھا۔

"کیا کہہ رہا تھا؟"

"وہ چاہتے ہیں کہ ہم انکے ساتھ آ کر رہیں" پر سوچ انداز میں کہا تھا۔۔

"واٹ!!" وہ فوراً کھڑی ہوئی تھی۔۔

"اس کا کیا مطلب ہے؟"

"اسکا مطلب یہ ہے ڈئیر وائف کہ انہوں اس نکاح کو قبول کر لیا ہے" اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔وہ اتنی آسانی سے کیسے مان سکتا ہے ماسٹر؟" وہ اس پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھی۔۔

"لیکن وہ مان چکے ہیں۔۔اور اسکے علاوہ انکے پاس کوئی اور راستہ بھی نہیں تھا۔۔الیکشن نزدیک ہیں۔۔وہ اپنے بیٹے سے مخالفت کرنے کی غلطی نہیں کرینگے" وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔

" تو تم کہنا چاہتے ہو کہ انہوں نے سب قبول کر لیا؟ ہار مان لی انہوں نے ؟"

" نہیں۔۔ شہزاد شاہ کبھی ہار نہیں مانتا۔۔ وہ اب لاٹھی توڑے بغیر سانپ کو مارے گا" ماسٹر کے اس جواب پر امل کو اب کچھ سمجھ آنے لگا تھا۔

" تو ہم کیا کرینگے ؟" اس نے پوچھا تھا۔۔

" وہی جو وہ چاہتے ہیں۔۔ ہم وہاں جائینگے۔۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا" وہ اسکے قریب آیا تھا۔۔ اسے نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے۔۔

" تمہیں وہاں بہت مضبوط بن کر رہنا ہو گا۔۔ ایک بولڈ لڑکی۔۔ ایک بہادر لڑکی۔۔ اور ایک چالاک لڑکی۔۔" وہ رکا تھا۔۔ امل اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ غور سے۔۔ اور پھر۔۔ وہ مسکرایا تھا۔۔

" تمہاری معصومیت، دوستی اور محبت۔۔ صرف میرے لئے ہو گی۔۔ اس کے علاوہ۔۔ وہاں موجود کسی بھی شخص کے لئے تم ایک بلا ہو گی۔۔ سمجھ گئی؟" اس نے پوچھا تھا۔۔ اور جانے اسکے الفاظوں میں ایسا کیا تھا کہ امل کچھ دیر کے لئے ٹھہر گئی تھی۔۔

" سمجھ گئی امل ؟" ماسٹر نے اپنا سوال دہرایا تھا اور امل نے بس اپنا سر ہی ہلایا تھا۔۔ جانے اس وقت اسکی زبان حرکت کیوں نہیں کر رہی؟؟

" گڈ۔۔ چلو اب۔۔ ہمیں کچھ تیاریاں کرنی ہیں وہاں جانے سے پہلے" وہ کہہ کر روم سے باہر نکلا تھا اور امل اس کے پیچھے۔۔

اس نے گاڑی ایک جیولری سٹور کے سامنے روکی تھی۔۔

" ہم اتنی صبح صبح یہاں کیا کرنے آئیں ہیں؟" واجد نے اتکا کر پوچھا تھا۔۔اسے اب بھی نیند آرہی تھی۔۔

" آفکورس کام واجد۔۔اور آج سے پہلے میں سمجھتا تھا کہ صرف مجھے ہی زیادہ نیند آتی ہے" کہہ کر وہ گاڑی سے باہر نکلا تھا۔۔

" صرف تین گھنٹے کی نیند لینے کے بعد تم مجھے اتنی صبح اٹھا کر یہاں لے آئے ہو۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مجھے نیند نہ آئے؟" اس کے پیچھے آتے ہوئے اس نے جواب دیا تھا۔۔

" جیسے میرے ساتھ ہو رہا ہے" جیولری سٹور کے اندر آتے ہی وہ سامنے کھڑے شخص کے پاس گیا۔۔

" سب تیار ہے؟"

" جی سر۔۔میں ابھی لاتا ہوں" وہ شخص اب سٹور میں موجود ایک دروازے کے اندر گیا اور کچھ دیر بعد ہاتھ میں ایک مخمل کا باکس لے کر باہر آیا تھا۔۔

" یہ لیں سر۔۔جیسا آپنے کہاں تھا میں نے بلکل ویسے ہی کیا ہے۔۔آپ چیک کر لیں" باکس مصطفی کی جانب بڑھایا تھا۔

" اوک۔۔میں چیک کر کے آیا" وہ کہہ کر دوبارہ سٹور سے باہر آیا اور اپنی گاڑی کی جانب تیزی سے بڑھنے لگا۔۔

" یہ کیا ہے مصطفی؟" واجد کو کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

" ابھی معلوم ہو جائے گا۔۔صبر تو کرو" گاڑی کی بیک سیٹ پر آکر وہ دونوں بیٹھے تھے۔۔مصطفی نے باکس کھولا ۔۔

اندر ایک سلور کلر کی چین جس میں ایک آنسو شکل کا لاکٹ لٹک رہا تھا۔۔جس کے چاروں اطراف میں سلور نگینے لگے ہوئے تھے۔اور درمیان میں ایک کالے رنگ کا پتھر۔۔۔

" یہ اتنا خوبصورت لاکٹ تم نے کس کے لئے لیا ہے مصطفی؟" معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ واجد نے پوچھا تھا۔۔

" یہ میں نے نہیں لیا۔۔ بلکہ کوئی اور لے گا اسے" سنجیدگی سے کہتے ہوئے مصطفی نے اپنا لیپ ٹاپ آن کیا تھا۔۔

"کون لے گا؟"

" یہ تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا۔۔ فلحال۔۔ یہ دیکھو" کچھ بٹن پریس کرنے کے بعد مصطفی نے کہا تھا اور واجد نے نظریں جیسے ہی لیپ ٹاپ کی سکرین پر پڑی۔۔۔ جانے ایسا کیا تھا وہاں۔۔ کہ اسکا منہ۔۔ اور آنکھیں۔۔ کھلی کی کھلی رہ گئیں تھیں۔۔

" آئی کانٹ بیلیو دس" واجد کی حیران آواز پر مصطفی کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ آئی تھی۔۔

وہ اپنے آفس میں بیٹھی تھی۔۔ جب دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔

"کم ان" اس نے ایک فائل کھولتے ہوئے کہا تھا۔۔

" میم۔۔ یہ لیٹر سر نے آپکے لئے بھیجا ہے" نرس نے لفافہ اسکی جانب بڑھایا تھا۔

" تھینک یو" مسکرا کر کہتے ہوئے اس نے لفافہ کھولا۔۔۔ اور اس کے اندر موجود لیٹر پڑھنے لگی۔۔

جانے ایسا کیا تھا اس میں۔۔ کہ جیسے جیسے وہ پڑھ رہی تھی۔۔ ویسے ہی اسکی آنکھوں کی چمک بڑھ رہی تھی۔۔

اور پھر۔۔ گہری مسکراہٹ نے اسکے ہونٹوں کو چھوا تھا۔۔ اس نے لیٹر دوبارہ اس لفافے میں ڈال کر میز پر رکھا اور اپنا موبائل اٹھا کر کسی کو مسیج بھیجا تھا۔۔

موبائل رکھنے کے دو منٹ بعد ہی مسیج ٹیون بجی تھی۔۔ شاید جواب آگیا تھا۔۔

اور جانے ایسا کیا تھا۔۔ کہ اسکی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔

ایک گہری سانس لے کر اس نے کرسی کی پشت سے سر ٹکایا تھا۔۔

" تمہاری مایا۔۔ تمہیں اس مشن میں اکیلا نہیں چھوڑے گی مصطفی۔۔۔ انتظار کرنا میرا "

اور جانے اب یہ انتظار کہاں ختم ہونا تھا؟

وہ آئینے کے سامنے کھڑے اپنی کلائی کے بٹن بند کر رہے تھے۔۔ ساتھ ہی نظر پیچھے اپنے الماری میں کپڑے سیٹ کرتی سادیہ بیگم پر تھیں۔۔

" آج کھانے کا خاص اہتمام کرنا" سنجیدگی سے کہتے ہوئے اپنی گھڑی ڈریسنگ ٹیبل سے اٹھائی تھی۔۔

" کوئی مہمان آرہا ہے کیا؟"

" نہیں۔۔ مہمان نہیں۔۔۔ گھر کے افراد آرہے ہیں" کلائی میں گھڑی باندھ کر رخ انکی جانب موڑا تھا۔۔

" مطلب؟؟ کون افراد؟" وہ سمجھی نہیں تھیں۔۔

" میرا بیٹا اور بہو آرہے ہیں ان کی آمد کی تیاری کرو سادیہ" اور ان کے الفاظ پر سادیہ بیگم کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔۔

" کیا! آپ سچ کہہ رہے ہیں؟"

" کیا میں تمہیں جھوٹا لگتا ہوں؟" ماتھے پر بل لئے کہا تھا۔۔

" نہیں۔۔ میں نے ایسا تو نہیں کہا" وہ فوراً گھبرائی تھیں۔۔

" تو پھر جا کر کھانے کی تیاری کرو۔۔ وہ شام تک ہمارے ساتھ ہونگے۔۔ میں بھی کچھ کام نپٹانے جا رہا ہو" کہہ کر وہ کمرے سے باہر جا چکے تھے۔۔

" شکر ہے اللہ کا۔۔۔ سکینہ۔۔ سکینہ۔۔۔" ملازمہ کو آواز دیتیں وہ اب کچن کی جانب بڑھی تھیں۔۔ جہاں زویا شیلف پر چائے کا کپ لئے بیٹھی تھی۔۔ انہیں آتا دیکھ کر فوراً سیدھی کھڑی ہوئی۔۔

" جی بیگم صاحبہ۔۔۔" سکینہ بھی فوراً الرٹ ہوئی تھی۔۔

" شاندار کھانے کی تیاری کرو۔۔ نائل کی پسند کی ہر چیز بناؤ۔۔ اور میٹھے کا سامان نکال کر رکھو میں خود میٹھا بناؤ نگی آج۔۔ اور ہاں۔۔ نائل کا کمرہ کھول کر صاف کرو۔۔" خوشی سے دمکتے چہرے کے ساتھ وہ ایک ہی سانس میں سب کہہ رہیں تھیں۔۔

" نائل آرہا ہے؟" زویا نے ایکسائیٹمنٹ سے پوچھا تھا۔۔

" ہاں۔۔ میرا بیٹا اور بہو آرہے ہیں۔۔۔ یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو سکینہ جا کر تیاری شروع کرو" وہ اب سکینہ پر برسی تھیں جبکہ زویا کے چہرے کے تعصورات بگڑے تھے۔۔

" تو یہ سب تیاریاں؟ اس لڑکی کے لئے ہو رہی ہیں؟" چائے کا کپ شیلف پر پٹختے ہوئے کہا تھا۔۔ چہرہ غصے سے لال تھا۔۔

" وہ لڑکی۔۔ نائل کی بیوی اور اس گھر کی بہو ہے زویا۔۔ اور ان سب کی حقدار بھی" سخت انداز میں اسے جواب دے کر سادیہ بیگم آگے بڑھ گئی تھیں۔۔ جبکہ زویا اپنے پیر پٹختی سیڑھیوں کی جانب جانے لگی تھی۔۔۔

اس نے ایک کمرے کا دروازہ ناک کیا۔۔

" آجاؤ" اندر سے آتی ایک بھاری آواز پر وہ کمرے کے اندر داخل ہوئی۔۔

" آپ جانتے ہیں یہاں کیا ہو رہا ہے بابا؟" کہتے ہوئے بیڈ پر بیٹھے جمشید شاہ کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔

" کیا ہو رہا ہے بیٹا؟"

" تایا نے انہیں گھر میں بلا لیا ہے۔۔اور تائی انکی آمد کی تیاریاں کر رہی ہیں"

" کسے بلا لیا شہزاد نے؟" وہ زویا کا اندازہ نہیں سمجھے تھے۔۔

" نائل شاہ اور اسکی بیوی کو۔۔وہ دونوں شام کو یہاں آرہے ہیں" اس نے جیسے دھماکہ کیا تھا اور جمشید شاہ فوراً اپنے جگہ سے اٹھے تھے۔۔

" یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ شہزاد ایسا کیسے کر سکتا ہے؟" انہیں یقین نہیں ہو رہا تھا۔۔شہزاد شاہ اتنی آسانی سے کیسے مان گیا؟

" وہ ایسا کر چکے ہیں بابا۔۔اور آپ یہاں بیٹھے ہیں۔۔میں آپکو ایک بات بتا رہی ہوں" وہ ایک قدم آگے ہوئی تھی۔۔

" نائل شاہ کے علاوہ میں کسی سے شادی نہیں کرونگی۔۔آپ نے وعدہ کیا تھا کہ میں اس حویلی کی بہو بنونگی۔۔اب آپکو اپنا وعدہ پورا کرنا ہوگا۔۔ورنہ" وہ رکی تھی۔۔

" ورنہ؟"

" ورنہ مجھے ہی کچھ کرنا ہوگا" انہیں دھمکا کر وہ جس تیش کے ساتھ کمرے میں آئی تھی۔۔اس تیش کے ساتھ چلی تھی۔۔

اپنے آفس سے باہر نکل کر وہ ایک کونے میں کھڑی نرس کے پاس گئی تھی۔۔

" یہ تمہارے لئے" ایک پیکٹ اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔جسے ہچکچاتے ہوئے نرس نے تھاما تھا۔۔

" جیسے میں نے کہا ہے تم بلکل ویسا ہی کرو گی۔۔۔اگر کوئی گڑبڑ ہو۔۔تو مجھے انفارم کر دینا۔۔میرا نیا نمبر تو ہے نہ تمہارے پاس؟" نرس نے بنا کچھ کہے سر ہلایا تھا۔۔

" گڈ۔۔۔اب میں جا رہی ہوں۔۔باقی یہاں تم سب سنبھال لینا" وہ کہہ کر وہاں سے تیزی سے نکلی تھی۔۔جبکہ نرس وہ پیکٹ چھپاتے ہوئے دوسری جانب چل پڑی تھی۔۔۔

اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اس نے سب سے پہلے اپنے بالوں کی پونی ٹیل بنائی۔۔اپنا کوٹ اور بیگ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھا۔۔اپنے موبائل۔۔جو آج ہی اس نے نیا خرید اتھا سے کسی کو کال ملائی تھی۔۔

" تم پہنچ گئے ہو؟"

" اوک۔۔میں بھی کچھ دیر میں آنے والی ہوں" کال بند کر کے اس نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔

" چلو پھر مصطفی۔۔دیکھتے ہیں اور کتنے رازوں سے پردہ اٹھنا باقی ہے" کہتے ساتھ اس نے گاڑی تیزی سے آگے بڑھادی تھی۔۔۔

" تم تیار ہو؟" اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے ماسٹر نے پوچھا تھا۔۔

" ہاں۔۔چلیں" اسکی جانب پلٹتے ہوئے کہا تھا۔۔

اور ماسٹر نے دیکھا۔۔بلیک کلر کی آؤٹفٹ جو کہ فرنٹ سے گھٹنوں سے کچھ اوپر اور بیک سے تھوڑی لمبی تھی۔۔ساتھ بلو کلر کی جینس جس میں وائیٹ شیڈ آرہا تھا۔۔ڈارک براؤن بال دونوں بازؤں میں بکھرے ہوئے۔۔ہلکے میک اپ کے ساتھ ریڈ شیڈ کی لائیٹ لپ سٹک لگائے ہوئے وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت اور مختلف لگ رہی تھی

۔۔

" بیوٹی فل" جانے کیسے؟ مگر ماسٹر کے منہ سے الفاظ نکل چکے تھے۔۔اور سامنے کھڑی امل کے ہونٹ مسکرائے تھے۔۔

" تو ایک بار پھر۔۔ہوش اڑا دیئے میں نے تمہارے؟" اپنے مخصوص انداز میں کہتی وہ ماسٹر کا ٹرانس توڑنے میں کامیاب ہو گئ تھی۔۔

" ہاں اور ہمیشہ کی طرح اپنی اس کڑوی زبان سے تم نے ہوش ڈھکانے بھی لگا دیئے" وہ اب چڑنے لگا تھا۔۔۔ آخر یہ لڑکی کبھی تھینک یو کیوں نہیں کہہ سکتی؟؟ کوئی حرکت تو نارمل لڑکیوں والی کر لیا کرو امل۔۔

" اسکی خوشی ہے مجھے" مسکرا کر کہتے ہوئے اس نے بیڈ سے اپنا پرس اٹھا تھا۔۔وہ جانے کے لئے ریڈی ہے۔۔

" ویسے تو تم ریڈی ہو۔۔ لیکن" وہ ایک قدم اسکی جانب بڑھا تھا۔۔" ایک کمی ہے"

"کیسے کمی؟" خود کو دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔۔سب ٹھیک تو ہے؟

" یہ" ایک مخمل کا باکس اسکی جانب بڑھا تھا۔۔جسے اس نے حیرانی سے دیکھا تھا۔۔

" یہ کیا ہے؟"

" دیکھو" ماسٹر نے باکس کھولا۔۔وہ ایک سلور کلر کی چین تھی۔۔جس میں ایک آنسو شکل کا لاکٹ تھا جس کے اطراف میں سلور نگینے چمک رہے تھے اور درمیان میں بلیک پتھر۔۔۔

" بیوٹیفل" امل نے اپنی نظریں اس لاکٹ پر جماتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ہاں۔۔وہ تو ہے" وہ مسکرایا تھا۔۔شکر ہے اس لڑکی کو اسکی دی ہوئی کوئی چیز تو پسند آئی۔۔

" مگر میں یہ نہیں لے سکتی" اور یہ ہوئی ماسٹر کے مسکراہٹ غائب۔۔

"کیوں؟"

" یہ بہت ایکسپنسو ہے ماسٹر ۔۔۔"

" یہاں موجود ہر چیز ایکپنسو ہے امل ۔۔ جو کپڑے تم نے پہنے ہیں وہ بھی ۔۔ تو اسے پہننے میں کیا حرج ہے ؟؟"

اسے اب امل پر غصہ آنے لگا تھا ۔۔ وہ بنا کوئی بحث کئے بات کیوں نہیں مانتی آخر ؟

" مگر یہ سب اس ایکٹ کی ضروریات ہیں ۔۔ مگر اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے"

" تمہیں اندازہ نہیں ہے امل کے اسکی کتنی شدید ضرورت ہے ۔۔۔" وہ کہتا ہوا امل کے پیچھے آیا تھا ۔۔ سامنے موجود آئینے میں امل نے دیکھا ۔۔ وہ اس کے پیچھے کھڑا ۔۔ وہ لاکٹ باکس سے نکال کر اس کے گلے میں پہنا رہا تھا ۔۔ وہ اسے روکنا چاہتی تھی ؟ وہ خود اسے پہن سکتی تھی ۔۔ مگر جانے کیوں ؟ اسکے قدم جیسے حرکت کرنا بھول گئے تھے ۔۔ وہ بس آئینے میں اپنا اور اسکا عکس دیکھ رہی تھی ۔۔ بلیک بینٹ کوٹ پہنے ۔۔ لمبے گردن تک آتے سیاہ بال، ہلکی بئیرڈ، کلائی میں قیمتی گھڑی ۔۔ چوڑے کاندھے ۔۔ صاف رنگت ۔۔ وہ واقعی ایک پرکشش مرد تھا ۔۔

" آخر یہ ہماری شادی کا پہلا تحفہ ہے" اپنی گھمبیر آواز میں وہ اس کے کانوں میں کہتا پیچھے ہٹا تھا ۔۔ اور بس ۔۔ یہی وقت تھا ۔۔ جب وہ اس ٹرانس سے باہر آئی تھی ۔۔

" چلیں ؟" ماسٹر نے پوچھا تھا ۔۔

" ہمم" اپنا سر ہلاتی وہ اسکے پیچھے چلنے لگی تھی ۔۔ آخر تمہیں یہ کیا ہو گیا تھا امل ؟ وہ خود پر حیران تھی ۔۔

" میں نے جو سنا کیا وہ ٹھیک ہے ؟" لاؤنج میں بیٹھے شہزاد شاہ کے سامنے کھڑے جمشید شاہ نے تپش سے کہا تھا ۔۔

" کیا سنا ہے تم نے ؟" وہ پر سکون تھے ۔

" یہی کہ آپ نے اپنی بہو کو اس حویلی میں رہنے کی دعوت دی ہے"

"وہ بہو نہیں بلکہ نائل کی بیوی کی حیثیت سے یہاں آرہی ہے" انہوں نے جیسے انکی غلط فہمی دور کی تھی۔۔

" آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ آپ بھول رہے ہیں بھائی کہ آپ نے مجھ سے ایک وعدہ کیا تھا"

" میں کچھ نہیں بھولا ہوں جمشید۔۔ اور اسی لئے میں نے انہیں یہاں بلایا ہے۔۔" شہزاد شاہ اب اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے تھے۔۔

" اس لڑکی کو یہاں آنا ہے۔۔ یہاں سے جانے کے لئے" ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے انہوں نے کہا اور جمشید شاہ جیسے اس ایک ایک لفظ کے معنی سمجھ گئے تھے۔۔

" مجھے امید ہے کہ ایسا ہی ہو گا" دھیمی آواز میں کہتے وہ وہاں سے جا چکے تھے۔۔ جبکہ شہزاد شاہ نے اب موبائل پر کسی کو کال کی تھی۔۔

" وہ تھوڑی دیر میں آنے والے ہیں۔۔ اور تم۔۔ کل سے اپنے کام پر واپس آرہے ہو" کہہ کر کال کٹ کی تھی۔۔

دوسری جانب فرہاد نے موبائل سامنے رکھی میز پر پھینکا تھا۔۔

" کیا ہوا؟" احمد کی جانب سے سوال ہوا تھا۔۔

" آج شام وہ دونوں حویلی آرہے ہیں۔۔ اور کل سے۔۔ مجھے ایک نیا کام شروع کرنا ہے۔۔"

" کیسا کام؟"

" اس لڑکی کو۔۔ برباد کرنے کا کام" فرہاد کے الفاظ نے احمد کو چونکا دیا تھا۔۔

گاڑی حویلی کے داخلی دروازے کے سامنے رکی تھی۔۔

" تو اب ہم یہاں رہینگے؟" ایک گہری سانس لیتے ہوئے امل نے کہا تھا۔۔

" ہاں۔۔اب وقت آگیا ہے کہ ان سب چیزوں پر عمل کیا جائے جو ہم نے پلین کی تھیں" سنجیدگی سے کہتا ہوا وہ گاڑی سے باہر نکلا تھا۔۔ جبکہ امل نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔۔۔

حویلی کے اندر داخل ہوتے ہی انہیں سامنے سادیہ بیگم، شہزاد شاہ اور زویا کھڑے نظر آئے تھے۔۔شاید انکے انتظار میں ہی۔۔

" کیسی ہیں آپ؟" سادیہ بیگم کے گلے لگتے ہوئے نائل نے پوچھا تھا۔۔

" تمہیں دیکھ کر اچھی ہو گئی ہوں" وہ باری باری اب سب سے ملے تھے۔۔

" ہیلو انکل" اپنا ہاتھ شہزاد شاہ کی جانب بڑھاتے ہوئے امل نے کہا تھا۔۔اور اسکا یہ انداز۔۔وہاں موجود ہر انسان کی نظر میں چبھا تھا۔ سوائے۔۔نائل شاہ کے۔۔وہ ہلکا سا مسکرا دیا تھا۔۔

" کھانا تیار ہے۔۔چلتے ہیں" اسے ناپسندیدہ نگاہوں سے گھورتے ہوئے وہ کہہ کر پلٹے تھے۔۔

" اوک" کاندھے اچکاتے ہوئے وہ نائل کا بازو تھامے آگے بڑھی تھی۔۔جہاں راستے میں ہی اسے زویا کی شعلہ برساتی نظروں کا بھی سامنا کرنا پڑا تھا۔۔

" ویسے مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہاں میری ایک رائیول بھی ہو گی" اس کے کان کے قریب سرگوشی کی تھی۔۔

" پھر مجھے یقین ہے کہ تم اسے بھی اینجوائے کرنے والی ہو" جواب اسی انداز میں آیا تھا۔۔

" تم مجھے جاننے لگے ہو ماسٹر۔۔" ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھتے ہوئے وہ ڈائننگ ٹیبل کے قریب آئے تھے۔۔

" پلیز؟" امل کے لئے کرسی آگے کرتے ہوئے نائل نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔واٹ آ جنٹل مین!

" سو سویٹ" مسکرا کر کہتے وہ بیٹھی تھی۔۔ جبکہ شہزاد شاہ دونوں کو گھورتے رہ گئے تھے۔۔

زویا امل کے سامنے جبکہ نائل امل کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔

" تو تم کیا کرتی ہو؟" کھانے کے دوران موجود اس خاموشی کو شہزاد شاہ نے توڑا تھا۔۔

" میں؟" امل نے خود کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔

" کیا یہاں کوئی اور ہے جس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں؟" سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔

" جی۔۔نائل ہیں نا" اور امل کے جواب پر جہاں شہزاد شاہ کے ماتھے پر بل پڑے تھے وہیں نائل نے حیران ہو کر اسے دیکھا تھا۔۔ یہ کیا کہہ رہی ہے؟

" کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا؟" شہزاد شاہ کی بارعب آواز پر جہاں سادیہ بیگم گھبرائیں تھیں۔۔ وہی زویا کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ آئی تھی۔۔ جو امل کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہی تھی۔۔

" مطلب یہ کہ یہاں میرے علاوہ نائل ہیں۔۔ جنہیں آپ نہیں جانتے" اپنے مخصوص انداز میں کہتے بالوں کو کانوں کے پیچھے پھنسایا تھا۔۔

" اپنی حد میں رہو لڑکی۔۔۔ میں اپنے بیٹے کو تم سے زیادہ جانتا ہو" انہیں امل کی بات شدید ناگوار گزری تھی۔۔

" میں نے کوئی غلط بات نہیں کی انکل۔۔ آپ اتنا غصہ کیوں ہو رہے ہیں؟" اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے اس نے انہیں کے انداز میں کہا تھا۔۔

" تمیز سے بات کرو لڑکی۔۔ یہ کونسا طریقہ بات کرنے کا" وہ اب تیش میں آنے لگے تھے۔۔

" میں نے کوئی بدتمیزی تو نہیں کی۔۔ ایک نارمل سی بات کی ہے۔۔ کیوں نائل؟ آپ ہی بتائیں میں نے کوئی بدتمیزی کی ہے کیا؟" نائل کا ہاتھ تھامتے ہوئے دنیا بھر کی معصومیت چہرے پر سجائے اس نے پوچھا تھا۔۔ واہ امل واہ۔۔ کتنی بڑی ڈرامے باز ہو تم۔۔

" نہیں ڈئیر۔۔ تم کیسے کچھ غلط کہہ سکتی ہو" اسکے گال تھپتھپائے تھے۔۔ اور اس کے اس عمل پر جہاں زویا اور سادیہ بیگم حیران ہوئی تھیں وہیں شہزاد شاہ پر تو سمجھو بجلیاں گری تھیں۔۔

" یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟"

" ٹھیک کہہ رہا ہو بابا۔۔ امل کی ایک عام سی بات کو آپ غلط رنگ دے رہے ہیں" اور یہ ماسٹر کے الفاظ ہی تو تھے ۔۔ جن پر شہزاد شاہ کی آنکھیں کھل گئ تھیں۔۔

" میں نے کہا تھا نا انکل۔۔ آپ نائل کو نہیں جانتے۔۔۔ کیونکہ" وہ نائل کے قریب ہوئی تھی۔۔ " اگر آپ جانتے ہوتے تو آپکو معلوم ہوتا کہ۔۔۔" اس کے بازو میں اپنا بازو لپیٹ کر چمکی نگاہوں کے ساتھ نائل کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ اپنے قریب۔۔ مسکراتے ہوئے۔۔

" کوئی مجھ سے اس انداز میں بات کرے تو نائل کو بلکل بھی اچھا نہیں لگتا۔۔۔ ٹھیک کہا نا میں نے؟" اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے امل نے پوچھا تھا۔۔

" بلکل ٹھیک۔۔" مسکراتے ہوئے اسے جواب دے کر وہ دوبارہ شہزاد شاہ کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

" امل میری بیوی ہے۔۔ اور میں بلکل بھی برداشت نہیں کرونگا کہ کوئی بھی۔۔۔ کوئی بھی امل سے روڈلی پیش آئے یا اس سے سوال جواب کرے۔۔ اور اگر کسی نے ایسا کیا" باری باری سب پر نظر ڈالتے ہوئے اس نے شہزاد شاہ کی جانب دیکھا تھا۔۔ جن کے چہرے پر حیرانی اور غصے کے ملے جلے تصورات تھے۔۔۔

" تو میں اسے لے کر ہمیشہ کے لئے اس حویلی سے چلا جاؤنگا" کہتے ساتھ وہ بنا کسی کی جانب دیکھے۔۔ امل کا ہاتھ تھام کر سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا۔۔ جبکہ امل نے جاتے ہوئے ایک فاتحانہ مسکراہٹ زویا کی جانب اچھالی تھی جس کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔۔

کھڑکی کا پردہ ٹھیک کر کے وہ صوفے پر آکر بیٹھا تھا۔۔جہاں مصطفی لیپ ٹاپ میں مصروف نظر آرہا تھا۔۔

" مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آخر یہ تم ہر وقت لیپ ٹاپ میں کرتے کیا رہتے ہو؟" اتکا کر کہا تھا۔۔

" ایک دن جان جاؤ گے تم سب" اسکی جانب دیکھے بنا کہا تھا۔۔

" اوہ کم آن مصطفی۔۔۔پورا دن ہم لوگوں نے اس لیپ ٹاپ اور اس سٹوپٹ سے انسان کو دیکھنے میں گزار دیا۔۔ مجھے بھوک لگی ہے اب"

" تو کچھ آرڈر کرلو" وہ اب بھی مصروف تھا۔

" نہیں۔۔ہم باہر جارہے ہیں۔۔اٹھو اب" اسکا لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے واجد کھڑا ہوا تھا۔۔

"کیا ہے یار۔۔ماسٹر نے کام دیا ہے۔۔مجھے مکمل کرنا ہے وہ"

" پوری رات تم جاگ کر یہی کرنے والی ہو مصطفی۔۔اب اٹھو فوراً" اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا تھا۔۔

" اچھا بھئی" ناچاہتے ہوئے بھی اسے اٹھنا ہی پڑا تھا۔۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں ایک ریسٹورانٹ میں بیٹھے کھانا کھانے میں مصروف تھے۔۔

" ویسے ایک بات سمجھ نہیں آئی مجھے" کچھ دیر بعد واجد نے کہا تھا۔۔

" کیا؟"

" ان تین راتوں میں جو تیر تم نے چلانے ہیں۔۔وہ نشانے پر کیسے لگینگے؟ جب کہ ہمارا شکار بہت دور ہے ہم سے"

اسکی بات پر مصطفی کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ آئی تھی۔۔

" تمہیں کیا لگتا ہے واجد؟" وہ تھوڑا آگے جھکا تھا۔۔" میں تمہیں اپنے ساتھ یہاں کیوں لایا ہوں؟"

" کیوں لائے ہو؟" واجد نے پوچھا تھا۔۔ واقعی یہ تو اسے بھی نہیں معلوم تھا کہ اس نے یہاں کرنا کیا ہے؟

" آفکورس شکار کو قریب لانے کے لئے" اور ایک معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ واجد دوبارہ کھانے کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔۔

" واؤ۔۔ کتنا خوبصورت کمرہ ہے" ارد گرد اس کمرے کو دیکھتے ہوئے امل نے کہا تھا۔۔ براؤن اینڈ وائیٹ انٹیریئر ڈیزائن، درمیان میں ماسٹر بیڈ، دائیں جانب ایک بڑی سی ونڈو جس پر بلیک گلاس لگا تھا جس سے باہر کا منظر تو صاف نظر آتا ہے مگر اندر کا نہیں۔۔ بائیں جانب ڈریسنگ روم اور اسی کے ساتھ اٹیچ واش روم۔۔ اس کے علاوہ ایک چھوٹا سا سٹڈی روم جس کا دروازہ ڈریسنگ روم کے ساتھ ہی بنا تھا۔۔ بیڈ کے بلکل سامنے براؤن اینڈ گولڈن کلر کا صوفہ سیٹ اور درمیان میں میز اور اسکے اوپر ایک گلدان رکھا تھا۔۔

" یہ اس حویلی کا سب سے بڑا اور خوبصورت کمرہ ہے۔۔ جسے میں نے اپنی مرضی سے ڈیزائن کروایا ہے۔۔" فخریہ انداز میں کہا تھا۔۔

" تمہاری چوائس اچھی ہے ماسٹر" اس نے دل سے کہا تھا۔۔ یہ کمرہ واقعی بہت خوبصورت تھا۔۔

" جانتا ہوں۔۔ میری چوائس واقعی بہت یونیک ہے" معنی خیز انداز میں جواب دیا تھا۔۔ جسے امل سمجھ چکی تھی۔۔

" میرا روم کونسا ہے؟"

" کیا مطلب تمہارا روم؟" وہ حیران ہوا تھا۔۔

" مطلب یہ کہ میرا روم کونسا ہے؟ میں کہاں رہونگی؟" اسے ماسٹر کی حیرانی سمجھ نہیں آرہی تھی آخر ایسی کیا انوکھی بات کردی تھی اس نے؟

" تم یہاں رہو گی امل ۔۔ یہ اب صرف میرا نہیں بلکہ ہمارا روم ہے" اس نے لفظ 'ہمارا' پر زور دیا تھا ۔۔

" کیا مطلب ہے اس بات کا ؟ میں تمہارے ساتھ ۔۔ اس کمرے میں رہو نگی ؟" اب حیران ہونے کی باری امل کی تھی ۔۔

" تو اور کہاں رہو نگی تم ؟" سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے اس نے پوچھا تھا ۔۔

" اتنی بڑی حویلی ہے ۔۔ اتنے سارے رومز ہیں جہاں میں کہیں بھی رہ سکتی ہوں ماسٹر "

" ہاں ۔۔ اتنی بڑی حویلی میں ہم دونوں ۔۔ جو کہ اس حویلی کے ہر فرد کی نظر میں بہت لونگ ہسبنڈ اینڈ وائف ہیں ۔۔ الگ الگ کمروں میں رہینگے ؟ آر یو سیریئس امل ؟" بات تو یہ بھی ٹھیک تھی ۔۔ مگر امل صاحبہ نے تو یہ سوچا ہی نہیں تھا ۔۔۔ اف ۔۔۔ اتنا اہم پوائنٹ تم کیسے بھول گئی امل ۔۔ اب کیا کرو گی تم ؟؟

" اب یہاں کھڑی سوچتی ہی رہو گی یا جا کر فریش بھی ہونا ہے ؟" اسے سوچوں میں گم پا کر ماسٹر نے کہا تھا ۔۔

اور وہ خاموشی سے پیر پٹختی ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی تھی ۔۔۔

" کیا کمال کی لڑکی پسند کی ہے تمہارے صاحبزادے نے ۔۔۔ نا بات کرنے کی تمیز ہے نا پہننے اوڑھنے کا ڈھنگ "

اپنے کمرے میں آتے ہی وہ سادیہ بیگم پر برسے تھے ۔۔

" آج ہی تو وہ یہاں آئی ہے ۔۔ آہستہ آہستہ سیکھ جائے گی یہاں کے طور طریقے" دھیمی آواز میں کہا تھا ۔۔

" اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ سیکھ لے ورنہ مجھے دوسرے طریقے بھی آتے ہیں" وہ کہہ کر کمرے سے باہر نکلے تھے ۔۔ انکا رخ اب سٹڈی روم کی جانب تھا ۔۔

اندر آتے ہی وہ میز کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھے اور اپنا موبائل اٹھا کر ایک کال ملائی تھی ۔۔

" یہ لڑکی میری برداشت سے باہر ہے فرہاد۔۔۔ تمہارے پاس صرف ایک مہینہ ہے۔۔اگر تم سے کچھ نہ ہو سکا تو میں تمہیں اور اس لڑکی کو اپنے ہاتھوں سے گولی مار دونگا۔۔" اس پر اپنا غصہ کر نکال کر انہوں نے موبائل صوفے پر پھینکا تھا۔۔

جبکہ دوسری جانب فرہاد نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔۔

" وہ جو بھی ہے۔۔ بہت کمال ہے شہزاد شاہ۔۔ جس نے تمہارا اتنا خون جلا دیا ہے" مسکرا کر کافی کا کپ کچن شیلف سے اٹھاتے وہ ڈرائینگ روم کی جانب آیا تھا جہاں کوئی اس کے انتظار میں بیٹھا تھا۔۔

" کافی" کپ اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔

"تھینک یو"

" اب بتاؤ مایا۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" اس نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔ جبکہ کافی کا سپ لیتی مایا۔۔ ایک پل کے لئے رک گئی تھی۔۔ وہ یہاں کیا کر رہی تھی؟

وہ ڈریسنگ روم سے چینج کر کے باہر آیا۔۔ اور نظر بیڈ پر بیٹھی سوچوں میں گم امل پر پڑی تھی۔۔

" کیا سوچ رہی ہو؟" اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

" یہ سب بہت مشکل ہے ماسٹر۔۔۔ اس انسان کے سامنے مسکرانا۔۔ خوش رہنا۔۔ یہ بہت مشکل ہے میرے لئے ۔۔ اسے دیکھتے ہی مجھے وہ رات یاد آجاتی ہے۔۔ دل چاہتا ہے کہ اس نے پوچھوں۔۔ کیا بگاڑا تھا میرے ماں باپ نے اسکا۔۔ کیوں کیا اس نے ان کے ساتھ ایسا۔۔۔ مگر مجھے دیکھو۔۔۔ میں اسی کے گھر میں کتنے آرام سے بیٹھی ہوں۔۔" آنسو صاف کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔۔ اور ماسٹر کو اس کے آنسو پریشان کرنے لگے تھے۔۔

" دیکھو امل" اسکا ہاتھ تھاما تھا۔۔

" میں جانتا ہوں یہ آسان نہیں ہے۔۔ لیکن ہمیں یہ کرنا ہو گا۔۔ انہیں سزا دلوانے کے لئے۔۔ انصاف کے لئے ہمیں یہ سب کرنا ہو گا امل۔۔ اور اس کے لئے تمہیں حوصلے سے کام لینا ہو گا۔۔ اور تم اکیلی تو نہیں ہو۔۔ مصطفی ہے تمہارے ساتھ۔۔۔ میں ہوں تمہارے ساتھ" آخری الفاظ اس نے دھیمی آواز میں کہے تھے۔۔ مگر امل انہیں سن چکی تھی۔۔ اور جانے کیوں۔۔ مگر دل کو سکون بھی ملا تھا۔۔ بے اختیار ہی۔۔ وہ مسکرا دی تھی۔۔

" وہ تمہارے بابا ہے ماسٹر۔۔ لیکن پھر بھی۔۔ تم انکے بجائے میرا ساتھ دے رہے ہو؟"

" میں صرف انصاف کے ساتھ ہوں امل۔۔ جب میں نے یہ فیلڈ جوائن کی تھی۔۔ تو میرا مقصد صرف اور صرف سچائی کا ساتھ دینا تھا۔۔۔ اور پھر۔۔۔ جب میں نے اس رات وہ گھر دیکھا۔۔ میں نے اپنوں کو اپنے ہی بابا کے ہاتھوں زندگی ہارتے دیکھا۔۔ اس وقت بھی ایک ہی قسم کھائی تھی میں نے۔۔ کچھ بھی ہو جائے۔۔ میں صرف اپنے بابا کو بچانے کے لئے اپنی ایمانداری، سچائی اور انصاف کو نہیں کھو سکتا۔۔ میں اپنوں کا خون قربان نہیں کر سکتا۔۔ وہ میرے چچا تھے امل۔۔ اور مجھے آج بھی یاد ہے۔۔ بچپن میں۔۔ میں سب سے زیادہ انہیں کے ساتھ وقت گزارتا تھا۔۔ ان کے ساتھ کھیلتا تھا۔۔ وہ مجھ سے بہت پیار کرتے تھے۔۔ پھر ایک دن۔۔ وہ یہاں سے چلے گئے۔۔ میں نے ماما اور بابا کو بات کرتے سنا۔۔ وہ اپنی اور اپنی بیوی کی جان بچانے کے لئے بھاگ گئے تھے۔۔ کیونکہ بابا انکی بیوی کو مارنا چاہتے تھے۔۔ مجھے اس وقت بابا پر بہت غصہ آیا۔۔ وہ کیوں چچی کو مارنا چاہتے تھے۔۔ چچی تو اتنی اچھی تھیں۔۔ اور پھر کچھ سال بعد مجھے سمجھ آگیا کہ وہ ایسا صرف اپنے ان اصولوں کی وجہ سے کرنا چاہتے تھے جو دادا کے بنائے ہوئے تھے۔۔ وہ اپنے اصولوں کے بہت پکے ہیں۔۔ پھر جب میں نے اپنی یونیورسٹی لائف میں کرائمولوجی کا سبجیکٹ سیلیکٹ کیا۔۔ تو بابا کو اس پر اعتراض تھا۔۔ وہ چاہتے تھے کہ میں انکی طرح سیاست

پڑھوں۔۔ مگر میں سیاست جیسے جھوٹ کے دندل میں نہیں جانا چاہتا تھا۔۔ میں اس ملک میں انصاف چاہتا تھا۔۔ میں سچائی چاہتا تھا۔۔ اس لئے میں جرمیات میں ڈگری لینے باہر چلا گیا۔۔ اور پھر۔۔ جب میں یہاں واپس آیا۔۔ تو "کرائم انویسٹیگیٹر آفیسر" بن چکا تھا۔۔۔" وہ سانس لینے کے لئے رکا تھا۔۔ اور امل۔۔ سب ساکت بنی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس نے دیکھا۔۔ وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔ ایک اداس مسکراہٹ۔۔

"ہر کیس سالو کرنے کے بعد بھی۔۔ مجھے کبھی سکون نہیں ملا امل۔۔ مجھے ایسا لگتا تھا۔۔ کہ جیسے کچھ ہے۔۔ کوئی ایسی چیز۔۔ جو میں مس کر رہا ہوں۔۔ جیسے مجھے کہیں اور ہونا چاہئے۔۔ سچائی کہیں اور ہے۔۔ اور میں خود کہیں اور ۔۔ اور پھر۔۔ مجھے اس رات معلوم ہو گیا۔۔ کہ یہی وہ جگہ تھی۔۔ جہاں مجھے ہونا چاہئے تھا۔۔ مگر میں نہیں تھا۔۔ سچائی تو میری اپنی حویلی میں چھپی تھی۔۔ مگر میں یہاں نہیں تھا۔۔ میں یہاں ہوتا ہی نہیں تھا۔۔ اگر میں یہاں ہوتا۔۔ تو شاید وہ سب نہ ہوتا۔۔ شاید میں چچا کو وقت پر بچا لیتا۔۔ لیکن میں بہت دیر سے پہنچا امل۔۔ مجھے دیر ہو گئ ۔۔ اتنی کے کہ جب وہاں پہنچا تو سب جل چکا تھا۔۔ میں رک گیا تھا۔۔ مجھے ایسا لگا کہ جیسے اتنے سال جس مقام کو حاصل کرنے کے لئے میں نے اتنی محنت کی تھی۔۔ میں تو اسکے لائق ہی نہیں تھا۔۔ امید ہار گیا تھا میں۔۔ مگر پھر ۔۔۔ میں نے تمہیں دیکھا۔۔" اس نے اب امل کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔ جن میں اب نمی تھی۔۔ وہ اسے ہی تک رہی تھی۔۔

"تم زخمی تھی۔۔ دو گولیاں لگی تھیں تمہیں۔۔ مگر۔۔ پھر بھی تم رکی نہیں تھی۔۔ اتنی زخمی ہو کر بھی۔۔ تم نے ہار نہیں مانی تھی۔۔ امل۔۔ مجھے اس وقت تم۔۔ مجھ سے کہیں زیادہ باہمت لگی تھی۔۔ لیکن پھر میں نے تمہیں اس کھائی میں گرتے دیکھا تھا۔۔ اور میرے قدم رک گئے۔۔ مجھے لگا۔۔ کہ زندگی نے جو ایک امید دی تھی مجھے۔۔ وہ

بھی بجھ گئی۔۔ جانے کتنی دیر بعد۔۔ مجھے واجد کی آواز سنائی دی۔۔ ماسٹر۔۔ یہ زندہ ہے" ماسٹر کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔ امل نے دیکھا۔۔ اس بار اداسی نہیں تھی۔۔ یہ حقیقی مسکراہٹ تھی۔۔

" میں تمہاری طرف دوڑ کر آیا۔۔ تمہاری نبض چل رہی تھی۔۔ اور مجھے لگا۔۔ جیسے مجھے زندگی مل گئی ہو۔۔ تم میرے لئے امید ہو۔۔ اس مقام کے قابل بننے کی امید۔۔ اپنے اندر سے وہ خلش دور کرنے کی امید جو بچپن سے ساتھ رہی ہے۔۔ اس لئے امل۔۔ میں یہ سب تمہارے لئے نہیں۔۔ بلکہ اپنے لئے کر رہا ہوں" اس نے اپنی بات ختم کی تھی۔۔ امل اب بھی خاموشی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔ اور وہ منتظر تھا۔۔ امل کے الفاظ کا۔۔

" ماسٹر" امل نے اسے پکارا تھا۔۔ اور اسکا پورا وجود جیسے کان بن چکا تھا۔۔ صرف اسے سننے کے لئے۔۔

" مجھے نیند آ رہی ہے" اور یہ آئی امل کی زبان۔۔۔

" واٹ" وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔ سیریسلی؟ یہ اسکا جواب ہے؟

" ہاں۔۔ نیند آ رہی ہے مجھے۔۔ اب جاؤ" بیڈ پر نیم دراز ہوتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔ اور ماسٹر کا دل چاہا کہ اسے اٹھا کر پٹخ دے۔۔

" ٹھیک ہے سو جاؤ" اسے کہہ کر وہ واش روم کی جانب بڑھا تھا۔۔ جبکہ امل کروٹ لیتی ہوئی مسکرا دی تھی۔۔

" تمہیں تنگ کرنے میں بہت مزا آتا ہے ماسٹر" اسکی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔ کچھ دیر بعد واش روم کا دروازہ کھلا اور امل نے فوراً اپنی آنکھیں بند کی۔۔ اسے محسوس ہوا کہ جیسے۔۔ بیڈ کی دوسری جانب کوئی آ کر بیٹھا تھا۔۔ اور بس۔۔ اسکی آنکھیں فوراً کھلی تھیں۔۔ وہ دائیں جانب مڑی اور دیکھا۔۔ ماسٹر بیڈ پر لیٹ رہا تھا۔۔ وہ فوراً اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔ جیسے کوئی کرنٹ لگا ہو۔۔

" یہ تم کیا کر رہے ہو؟" اس نے پوچھا۔۔ اور کمبل اوڑھتے ماسٹر کے ہاتھ رکے تھے۔۔

"سو رہا ہوں" اسے امل کا ری ایکشن سمجھ نہیں آیا تھا۔۔

"تم یہاں نہیں سو سکتے ماسٹر" امل کی بات پر وہ اب سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔۔

"تو میں کہاں سوؤں گا؟"

"کہیں بھی۔۔ مگر یہاں نہیں" وہ انکاری تھی۔۔

"بچوں جیسی باتیں مت کرو امل۔۔ سو جاؤ نیند آ رہی ہے مجھے" وہ اب دوبارہ کمبل اوڑھ کر لیٹنے ہی والا تھا مگر امل نے فوراً کمبل اسکے ہاتھوں سے کھینچا۔۔

"تم یہاں میرے ساتھ نہیں سو سکتے ماسٹر"

"اچھا تو بتاؤ مجھے۔۔ میں یہاں نہیں تو کہاں سو سکتا ہوں؟" اسے اب امل پر غصہ آنے لگا تھا۔۔

"صوفے پر۔۔ تم صوفے پر سوؤ گے" اس نے سامنے رکھے صوفے کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔

"اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ اپنے ہی گھر میں، اپنے ہی کمرے میں، اپنے ہی بیڈ کو چھوڑ کر اپنی ہی بیوی کی وجہ سے اس صوفے پر سوؤں گا تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔۔" اس نے امل کے ہاتھوں سے کمبل کھینچا تھا جو منہ کھولے اسے حیرانگی سے دیکھ رہی تھی۔۔ "اور اگر تمہیں اتنا ہی مسئلہ ہے میرے ساتھ سونے میں تو جاؤ۔۔ جا کر خود اس صوفے پر سو جاؤ۔۔ کیونکہ میں اس بیڈ کو نہیں چھوڑنے والا" کہہ کر وہ کمبل اوڑھے دوبارہ لیٹ چکا تھا۔۔ جبکہ امل۔۔ تلملا کر رہ گئی تھی۔۔

اسے گھورتے ہوئے اس نے اپنا تکیہ اٹھایا اور سامنے صوفے پر جا کر لیٹ گئی۔۔ جبکہ اس بار مسکرانے کی باری ماسٹر کی تھی۔۔

"تم سے بدلہ لینے میں مجھے بہت مزا آتا ہے امل" خود سے کہتے ہوئے اس نے اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔۔

یہ صبح کے دس بجے کا وقت تھا جب اسکی آنکھ کھلی تھی۔۔ نظر سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس کھڑی اپنے گیلی بالوں پر کنگی پھیرتی امل پر پڑی تھی۔۔ آج اس نے وائیٹ ٹاپ اور بلیک جینس پہنی تھی۔۔ ڈرائیر سے اپنے بال ڈرائے کرنے کے بعد آنکھوں میں کاجل، ہونٹوں پر لائٹ لپ گلو، ہاتھ میں ایک نازک سا بریسلٹ پہنا۔۔ جب اس کی نظر آئینے میں اپنے پیچھے لیٹے ماسٹر پر پڑی۔۔ جو بس اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

" میرے خیال سے تمہیں اب اٹھ جانا چاہیئے ماسٹر " امل کی آواز اسے جیسے ہوش میں لائی تھی۔۔ وہ جانے کتنی دیر سے بس اسے دیکھ رہا تھا۔۔

" وہ لاکٹ بھی پہنو " بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" فکر مت کرو۔۔ ہماری شادی کا پہلا تحفہ پہننا کیسے بھول سکتی ہوں میں " امل اس کی جانب پلٹی تھی۔۔ اور ماسٹر کی نظر اسکے گلے میں پہنے لاکیٹ پر گئی تھی۔۔

" اور تمہیں نہیں لگتا ہے تمہیں شادی کے بعد کی بھی۔۔ کچھ خاص رسموں پر غور کرنا چاہیئے " پر شوق نگاہوں پر معنی خیز مسکراہٹ لئے اس نے کہا تھا۔۔

"کک۔۔ کیا مطلب؟" یہ پہلی بار تھا کہ امل اسکی نگاہوں سے گھبرا رہی تھی۔۔

" مطلب یہ سلیپنگ بیوٹی۔۔ " ایک قدم اس کی جانب بڑھا تھا۔۔

" کہ شادی کو کافی دن گزر چکے ہیں۔۔ اب تو کھیر پکائی کی رسم ہو جانی چاہیئے نا" بالوں کی لٹ اسکے کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

" آفکورس ماسٹر۔۔شہزاد شاہ کے لئے ایک سپیشل کھیر بنانا میرے لئے سعادت ہے" معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔

" تو پھر یہ سعادت مبارک ہو تمہیں" اسے مبارک دے کر وہ واش روم جا چکا تھا۔۔جبکہ امل کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ تھی۔۔دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔۔

وہ اپنے کمرے سے تیار ہو کر باہر نکلا نظر سامنے کچن میں کافی بناتی مایا پر پڑی تھی۔۔

" اتنے عرصے بعد ہم دونوں ساتھ ہیں۔۔مجھے لگا کہ ایسا پھر کبھی نہیں ہو گا" اسکے ہاتھ سے کافی لیتے ہوئے کہا تھا۔۔

" میں نے بھی نہیں سوچا تھا کہ میں اسے چھوڑ کر تمہارے پاس آؤ نگی" اس کے لہجے میں اداسی واضح تھی۔۔

" اگر تم چاہو تو واپس جا سکتی ہو مایا۔۔میرے راستے بہت الگ ہیں۔۔میں اپنے ساتھ ساتھ تمہیں مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا۔۔"

" میرے راستے بھی اب کچھ الگ نہیں ہیں فرہاد۔۔میرے پاس کچھ نہیں ہے۔۔اب میں مزید تمہیں اکیلا نہیں چھوڑونگی۔مگر۔۔" وہ رکی تھی۔۔

" مگر؟"

" مگر میں تمہیں کوئی انفارمیشن نہیں دونگی فرہاد۔۔اور نا ہی میں تمہارے راستے میں رکاوٹ بنونگی"

" تم میرے لئے بہت خاص ہو مایا۔۔یاد رکھنا۔۔میں کبھی تمہیں ان راستوں میں نہیں آنے دونگا جہاں میں خود چل پڑا ہوں۔۔اور نہ ہی میں تمہیں استعمال کرونگا" مسکرا کر کہتے اس نے کافی کا کپ شیلف پر رکھا تھا۔۔

" کہیں جا رہے ہو؟"

" ہاں۔۔ شہزاد شاہ سے ملنے" وہ کہہ کر دروازے کی جانب بڑھا تھا۔۔

" حویلی؟" وہ اچانک گھبرائی تھی۔۔

" نہیں۔۔۔ حویلی جانے کا ابھی وقت نہیں آیا" وہ کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا جبکہ مایا نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔ وہ ماسٹر اور فرہاد کے سامنے سے ڈر رہی تھی۔۔۔ مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی۔۔ کہ اسے امل اور فرہاد کے سامنے سے بھی ڈرنا چاہیئے۔۔

" آگیا وہ" واجد کی آواز نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے مصطفی کو نیند سے جگایا تھا۔۔

فرہاد اپنی گاڑی میں بیٹھ کر آگے بڑھا تھا۔۔۔

" چلو اترو جلدی۔۔" مصطفی کے کاندھے پر مکا مارتے ہوئے واجد نے کہا تھا۔۔

" جا رہا ہوں بھئی" وہ جلدی سے گاڑی سے اترا اور واجد فوراً ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے گاڑی آگے بڑھا گیا تھا۔۔

"کتنا جلد باز انسان ہے یہ" گاڑی کو دور جاتے دیکھ کر اس نے کہا تھا۔۔

" چلو مصطفی۔۔ تم بھی کام پر لگ جاؤ" خود سے کہہ کر وہ بلڈنگ کے اندر آ کر سامنے ریسیپشن کی جانب بڑھا تھا۔۔

" ایکسکیوز می"

" یس" کمپیوٹر کے کی بورڈ پر ہاتھ چلاتے ریسیپشنسٹ نے مصطفی کی جانب سرسری نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

" یہاں مسٹر فرہاد نامی شخص رہتے ہیں۔۔ مجھے انکی ڈیڈیلز چاہیئے۔۔ کونسا اپارٹمنٹ ہے اور اسکے پیپرز میں موجود ساری انفارمیشن"

"سوری سر۔۔بٹ ہم کسی کی بھی پرسنل ڈیٹیلز نہیں دیتے" اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔

"اوک۔۔۔تو" مصطفی اسکی جانب جھکا تھا۔۔اور پھر۔۔ایک کارڈ چپکے سے جیب سے نکال کر اس شخص کو دکھایا تھا۔۔

"اب بھی نہیں دوگے؟" کارڈ پر نظر پڑتے ہی وہ شخص اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔

"ارے سر۔۔ضرور۔۔آپ بتائیں کیا جاننا چاہتے ہیں آپ" اور مصطفی کے ہونٹوں پر ایک جاندار مسکراہٹ آئی تھی۔۔

واہ مصطفی۔۔۔کیا بات ہے تمہاری۔۔خود کو داد دیتا وہ اب اس شخص سے کچھ کہہ رہا تھا۔۔

اس نے گاڑی ایک ہوٹل کے سامنے روکی تھی۔۔

"پتہ نہیں اچانک کیوں بلوایا ہے مجھے" موبائل پر ایک نمبر ڈائل کرتے ہوئے وہ گاڑی سے باہر نکلا تھا۔۔

"روم نمبر کونسا ہے؟" کان سے موبائل لگائے ہوئے پوچھا تھا۔

"اوک۔۔میں آرہا ہوں" کہہ کر کال کٹ کرتے ہوئے وہ ہوٹل کی جانب بڑھا تھا کہ اچانک۔۔ایک بھاگتا ہوا لڑکا اس سے آکر ٹکرایا تھا۔۔

"اندھے ہو کیا؟" اسکا موبائل نیچے گر چکا تھا۔۔

"اوہ۔۔آئی ایم رئیلی سوری۔۔سوری" گھبراتے ہوئے اس لڑکے نے موبائل اٹھا کر فرہاد کو دیا تھا۔۔

"آنکھیں کھول کر چلا کرو" غصے سے اسے کہتے ہوئے وہ آگے بڑھ گیا تھا۔۔

"انکھیں تو اب تمہاری کھلیں گی" معنی خیز مسکراہٹ لئے وہ لڑکا بھی آگے بڑھ چکا تھا۔۔

اس نے دروازہ ناک کیا۔۔جو کہ فوراً ہی ایک شخص نے کھولا۔۔وہ اندر آیا تو نظر بیڈ پر بیٹھے شہزاد شاہ پر پڑی تھی
۔۔

" تم باہر جاؤ" شہزاد شاہ کے کہنے پر دروازہ کھولنے والا شخص کمرے سے باہر جا چکا تھا جبکہ فرہاد صوفے پر آکر بیٹھا
۔۔

" اس طرح اچانک بلایا آپ نے۔۔سب ٹھیک ہے؟"

" جب تک وہ بے باک لڑکی میرے گھر میں ہے فرہاد۔۔کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو سکتا"

"آپ فکر مت کریں۔۔ہم نے جیسا سوچا تھا بلکل ویسا ہی ہو گا"

" نہیں۔۔۔ہم نے جیسا سوچا تھا۔۔اب اس کا الٹ ہو گا"

"کیا مطلب؟" شہزاد شاہ کی بات پر وہ کچھ کنفیوز ہوا تھا۔۔

" مطلب یہ کہ۔۔میں سمجھتا تھا کہ میرا بیٹا ایک سیدھی سادھی لڑکی کو ہمارے بہو بنا کر لایا ہو گا۔۔اس لئے ہمارے لئے اس سے جان چھڑوانا آسان ہو گا۔۔ مگر۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔وہ لڑکی بہت بے باک۔۔اور بد تمیز ہے۔۔اسے قابو کرنا اتنا آسان نہیں ہے فرہاد"

" تو پھر؟"

" اس لڑکی کے ساتھ میرا اپنا بیٹا ہے۔۔میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک دو ٹکے کی لڑکی کے لئے وہ میرے سامنے کھڑا ہو جائے گا۔۔نا جانے اس لڑکی نے ایسا کیا کر دیا ہے۔۔کہ نائل جیسا شخص اسکی ڈھال بن چکا ہے" شہزاد شاہ کی پریشانی انکے چہرے پر واضح تھی۔۔

" تو اب۔۔ ہمیں کیا کرنا ہے؟"

" ہمیں اس ڈھال کو توڑنا ہے فرہاد۔۔ نائل شاہ کے بغیر وہ کچھ نہیں رہے گی۔۔"

" لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ اس سے شادی کر چکے ہیں اور محبت کرتے ہیں اس سے" فرہاد آج سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ سامنے بیٹھے اس شخص کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔۔

" تو ختم کر دیتے ہیں اس محبت کو۔۔ نہ محبت رہے گی۔۔ نہ ڈھال۔۔"

" محبت کیسے ختم ہو سکتی ہے باس؟" فرہاد حیران ہوا تھا۔۔

" شک کا دیمک۔۔ محبت کو کھا جاتا ہے۔۔ جن محبتوں سے اعتبار اٹھ جائے۔۔ وہ فنا ہو جاتے ہیں" شہزاد شاہ نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اور یہ ہم کیسے کریں گے؟" سوال ہوا تھا۔۔

" ہم نہیں۔۔ تم۔۔ یہ تم کرو گے۔۔" جواب حیران کن تھا۔۔

" میں؟؟"

" ہاں تم۔۔ تم اس محبت کے دیمک بنو گے" اور شہزاد شاہ کے ان الفاظ نے اسے سب سمجھا دیا تھا۔۔۔۔

ہاتھ میں کچھ فائلز پکڑے وہ اپنے فلیٹ میں داخل ہوا تھا۔۔ مگر اسے چونکنا پڑا۔۔

" یہ ٹی وی کس نے چلایا؟" خود سے کہتے ہوئے وہ آگے بڑھا۔۔ اور نظر صوفے پر لیٹے واجد پر پڑی تھی۔۔

" تم۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ حیران ہوا تھا۔۔ یہ اتنی جلدی یہاں کیسے پہنچ گیا۔۔

" جہاں تک مجھے یاد ہے۔۔ میں یہیں تمہارے ساتھ رہتا ہوں" ٹی وی کا والیم کم کرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" فضول باتیں مت کرو۔۔ تم اچھے سے جانتے ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔" فائلز میز پر رکھ کر وہ بھی اسکے سامنے بیٹھا تھا۔۔

" تمہاری طرح مجھے ایک چھوٹا سا کام کرنے میں گھنٹے نہیں لگتے مصطفی" وہ سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔۔

" میرے جیسے کام تم پھر بھی نہیں کر سکتے"

" مگر تم سے کم بھی نہیں کرتا" اپنی جیب سے ایک موبائل نکال کر اس نے مصطفی کے سامنے لہرایا تھا۔۔

" آئی کانٹ بیلیو دِس" مصطفی نے فوراً موبائل فرہاد کے ہاتھ سے لیا تھا۔۔

" ڈونٹ ٹل می کہ تم نے یہ چوری کیا ہے؟" مصطفی کو اسکی عقل پر شک تھا۔۔

" تم بھول رہے ہو کہ میں نے بھی ماسٹر سے ہی ٹریننگ لی ہے۔۔ اور ماسٹر نے ہمیں چوری نہیں سکھائی" مصطفی کی بات تو جیسے اس کے دل پر لگی تھی۔۔

" ارے ناراض کیوں ہو رہے ہو۔۔ بہت اچھا کام کیا ہے تم نے۔۔ مجھے بس یہ فکر ہے کہ اب تم اسے اسکی اصل جگہ کیسے پہنچاؤ گے؟"

" اسکی تم فکر مت کرو۔۔ تم بس اپنے کام میں لگ جاؤ شاباش" اسکا کاندھا تھپتھپا کر اس نے دوبارہ ٹی وی کا والیئم تیز کیا تھا۔۔

" وہ کہاں گیا تھا؟" مصطفی نے کچھ دیر بعد پوچھا تھا۔۔

" ایک ہوٹل گیا تھا وہ۔۔ میں نے روم تک اسکا پیچھا کیا۔۔ معلوم کرنے پر پتہ لگا کہ وہ روم اسی کے نام پر بک کیا گیا ہے وہ بھی کئی مہینوں کے لئے" سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔

" مگر اسکے پاس تو آلریڈی ایک فلیٹ ہے۔۔۔ پھر وہ روم کیوں بک کرنے لگا؟" مصطفی نے پوچھا تھا۔۔

" ظاہر ہے وہ روم اس نے نہیں بلکہ اسکے نام پر بک ہوا ہے۔۔ کیوں وہ وہاں کسی سے ملنے گیا تھا اور ہم دونوں ہی جانتے ہیں کہ وہ اس طرح کس سے ملنے جا سکتا ہے" واجد نے اسکے سوال کا جواب دیا تھا۔۔ جس پر مصطفی نے سر ہلایا۔۔ وہ سمجھ چکا تھا۔۔

" تم بتاؤ۔۔ تمہیں کیا معلومات ملی وہاں سے ؟" اب واجد نے سوال کیا تھا۔۔

" اپارٹمنٹ فرہاد کے نام پر ہے۔۔ معلومات وہی ہے جو ہر جگہ سے ملتی ہے۔۔ کوئی نئی چیز وہاں سے نہیں ملی مجھے ۔۔ مگر۔۔" وہ رکا تھا۔۔ شاید کچھ سوچ رہا تھا۔۔

" مگر ؟"

" وہ لڑکا احمد جو اکثر اس کے ساتھ ہوتا ہے۔۔ اس کے علاوہ ایک لڑکی بھی ہے۔۔ جو کل ہی شاید وہاں آئی تھی۔۔ مگر ہم نہیں جانتے کہ وہ کون ہے ؟" مصطفی کوئی پریشانی لگ گئی تھی۔۔

" تو تم نے اسکا نام وغیرہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی ؟"

" اتنی جلدی اتنا سب آسان نہیں ہوتا واجد۔۔ بہت سیکریٹلی یہ سب کرنا ہے۔۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ مجھے اس لڑکی کا نام معلوم کر کے بتا دے۔۔ وہ کہہ رہا تھا کہ جلد بتائے گا" مصطفی کہہ کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا ہے۔۔

" ان سب میں کہیں بھی شہزاد شاہ کا نام نہیں آ رہا مصطفی۔۔" واجد کی بات پر اسکے بڑھتے قدم رکے تھے۔۔

" لیکن ان سب میں فرہاد بہت بری طرح پھنسا ہوا ہے۔۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ خود کو کہاں قربان کرتا ہے" وہ کہہ کر اندر جا چکا تھا جبکہ واجد کسی اور ہی سوچ میں گم ہو چکا تھا۔۔

"کہاں گئے تھے تم دونوں ؟" امل اور ماسٹر کو اندر آتے دیکھ کر سادیہ بیگم نے پوچھا تھا۔۔

" امل کو ہماری زمینیں دکھانے لے کر گیا تھا۔۔ بہت ضد کر رہی تھی" ماسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اچھا۔۔ مگر بتا کر تو جاتے۔۔ میں پریشان ہو گئ تھی۔۔"

" سوری ماما۔۔ مگر آپ تو جانتی ہیں میں ایسا ہی ہوں" کاندھے اچکائے تھے۔۔

" ہاں۔۔ اور ہماری بہو کو بھی ایسا ہی بنا دیا ہے تم نے"

" میں نے نہیں۔۔۔ یہ بھی ایسی ہی ہے اس لئے تو آپکی بہو ہے" امل کو دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا جبکہ امل مسکرا دی تھی۔۔

" کیسی لگیں ہماری زمینیں؟" سادیہ بیگم بھی اسکی جانب متوجہ ہوئی تھیں۔۔

" بہت خوبصورت" اس نے دل سے تعریف کی تھی۔۔

" چلو اب آرام کر لو تم دونوں۔۔ میں چائے بھجواتی ہوں"

" میری چائے سٹڈی میں بھجوا دیجئے گا۔۔ بابا سے کچھ بات کرنی ہے میں نے" ماسٹر کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا جبکہ سادیہ بیگم سر ہلاتی ہوئی کچن کی جانب گئی تھیں۔۔

" تو تم واقعی یہ کرنے جا رہے ہو" کمرے میں آتے ہی امل نے ماسٹر سے پوچھا تھا۔۔

" ہاں۔۔ مجھے ایک وفادار بیٹا تو بننا ہی ہو گا نہ امل" کاندھے اچکائے تھے۔۔

" اوکے ماسٹر۔۔ گڈ لک" وہ سر ہلاتا ہوا کمرے سے نکل چکا تھا جبکہ امل نے گہری سانس لی تھی۔۔

وہ سیدھا سٹڈی کی جانب گیا مگر اسے راستے میں ہی رکنا پڑا تھا۔۔

" آپکی چائے؟" زویا چائے کا کپ اس کے سامنے لئے کھڑی تھی۔۔

" تھینک یو" اسکے ہاتھ سے چائے کا کپ لے کر وہ دوبارہ آگے بڑھا تھا۔۔

" نائل" زویا کی آواز پر قدم رکے تھے۔۔

" وہ بہت مختلف ہے۔۔ آپ سے الگ۔۔ آپ کے قابل نہیں ہے وہ" اس نے ٹھہر ٹھہر کر کہا تھا۔۔ جبکہ ماسٹر اب ماتھے پر بل لئے اسکی جانب مڑا تھا۔۔

" تو کیا تم میرے قابل ہو زویا؟" ایک سوال اس پر اچھال کر وہ سٹڈی روم میں جا چکا تھا۔۔ جبکہ زویا توہین کے احساس سے لال ہو چکی تھی۔۔

" تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا کہ کون تمہارے قابل ہے اور کون نہیں" بڑبڑاتی ہوئی وہ پیر پٹختی اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔۔

شہزاد شاہ جو جانے کن سوچوں میں گم تھے۔۔ مگر نائل کو اندر آتے دیکھ کر چونکے تھے۔۔

" تو بابا کی یاد آ گئی تمہیں" مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

" آپکو کیسے بھول سکتا ہوں بابا۔۔۔" سامنے رکی کرسی پر وہ انکے سامنے بیٹھا تھا۔۔

" جب سے وہ لڑکی تمہاری زندگی میں آئی ہے۔۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے تم بھول ہی چکے ہو" سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

" وہ لڑکی میری محبت ہے بابا۔۔ جو اسکی جگہ ہے وہ آپکی نہیں۔۔ اور جو آپکی جگہ ہے۔۔ وہ کوئی اور نہیں لے سکتا"

" وہ تمہیں کہاں ملی نائل؟" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد شہزاد شاہ نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔۔

" کہاں ملی یہ اہمیت نہیں رکھتا۔۔ اہمیت اس بات کی ہے کہ وہ مجھے کس حال میں ملی" چائے کا خالی کپ میز پر رکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" کس حال میں ملی؟" انہیں تجسس ہوا تھا۔۔

" بہت برے حال میں۔۔۔ بہت ٹوٹی ہوئی۔۔ زندگی سے بلکل بیزار" اس نے سچائی سے کہا تھا۔۔

" ایسا کیا ہوا اسکے ساتھ ؟ اور۔۔ میرا بھائی ؟؟ وہ کہاں ہے ؟" شہزاد شاہ اب سب جان لینا چاہتے تھے۔۔

" جہانگیر چچا نہیں رہے بابا۔۔ ان دونوں کا انتقال ہو گیا ہے" افسوس بھرے انداز میں شہزاد شاہ کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" واٹ۔۔۔!! جہانگیر۔۔ وہ۔۔۔ مگر کیسے ؟" وہ اپنی جگہ سے فوراً کھڑے ہوئے تھے۔۔ ایسے جیسے کوئی بہت بڑھا جھٹکا لگا ہو۔۔

" انکا مرڈر ہوا ہے" اور بس اتنی سی بات پر شہزاد شاہ کانپ گئے تھے۔۔ کہیں وہ کچھ جانتا تو نہیں تھا؟

" مرڈر؟؟ کس نے کیا۔۔ بتاؤ مجھے۔۔ میرے بھائی کو کس نے قتل کیا نائل۔۔ میں اسے برباد کر دونگا" وہ جیسے تڑپ کر کہہ رہے تھے۔۔ چہرہ غصے اور افسوس سے لال تھا۔۔

" مجھے نہیں معلوم کہ یہ کس نے کیا۔۔" وہ بھی اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا" مگر میں بہت جلد یہ معلوم کر لونگا۔۔

" اس نے کہا تھا۔۔ اور شہزاد شاہ اسکے ارادوں سے ڈر گیا تھا۔۔

" لیکن یہ سب ہوا کیسے ؟"

" انکے گھر میں آگ لگ گئ تھی۔۔ خوش قسمتی سے امل اس وقت گھر سے باہر تھی۔۔۔ مگر جب وہ پہنچی۔۔ تو وہاں کچھ نہیں بچا تھا"

" لیکن۔۔ یہ ایک حادثہ بھی تو ہو سکتا ہے۔۔ تمہیں ایسا کیوں لگا کہ یہ قتل ہے ؟"

" کیونکہ اگر یہ حادثہ ہوتا۔۔ تو اس گھر میں ہمیں ڈیڈ باڈیز مل جاتیں۔۔ مگر وہاں کچھ نہیں تھا۔۔ ایسا صرف قتل چھپانے کے لئے کیا جاتا ہے بابا" اور شاید یہی وہ جگہ تھی جہاں شہزاد شاہ سے غلطی ہوئی تھی۔۔ مگر نہیں۔۔ غلطی

تو فرہاد سے ہوئی تھی۔۔نہ وہ لڑکی بچتی اور نہ ہی کسی کو کچھ معلوم ہوتا۔۔انہیں اب فرہاد پر پہلے سے زیادہ غصہ آنے لگا تھا۔۔

" تم فکر مت کرو۔۔میں اس شخص کو ڈھونڈ کر زندہ جلا ڈالونگا نائل۔۔جیسے اس نے میرے بھائی کو جلایا" غصے سے اپنی مٹھیاں بند کرتے انہوں نے کہا تھا۔۔

" میں بھی یہی چاہتا ہوں بابا۔۔وہ جو بھی ہے۔۔اسے اس کے کیے کی سزا میں دلوا کر رہونگا۔۔امل سے وعدہ کیا ہے میں نے" انکی آنکھوں میں جھانک کر اس نے کہا تھا۔۔

" مجھے آپکی مدد چاہیئے۔۔" ماسٹر کی بات پر شہزاد شاہ نے اسے چونک کر دیکھا تھا۔۔

" ہاں۔۔بولو؟"

" امل کی زندگی کو خطرہ ہے۔۔میں چاہتا ہوں کہ آپ اسکی حفاظت کریں۔۔اپنے کام کی وجہ سے میرا باہر آنا جانا لگا رہتا ہے۔۔اور اپنے بعد میں صرف آپ پر بھروسہ کر سکتا ہوں"

" تم فکر مت کرو۔۔وہ میری بیٹی ہے۔۔میرے جہانگیر کی نشانی۔۔اسکی حفاظت میں اپنی جان سے بھی بڑھ کر کرونگا"

نائل کے کاندھے پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" مجھے آپ پر پورا یقین ہے۔۔چلتا ہوں" وہ کہہ کر وہاں سے جا چکا تھا۔۔جبکہ شہزاد شاہ کا پریشانی سے برا حال ہو چکا تھا۔۔

" ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔نہیں ہونا چاہیئے تھا ایسا" میز کی تمام چیزیں ایک بلند آواز سے نیچے گری تھیں۔۔

وہ مسکراتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا تھا جہاں امل بے چینی سے چکر لگا رہی تھی۔۔

”کیا ہوا؟“ اسے اندر آتے دیکھ کر فوراً پوچھا تھا۔۔

” تیر کا رخ نشانے پر ہے۔۔اب اسے کمان سے تم نے نکالنا ہے“

” میں جانتی ہوں میں نے کیا کرنا ہے؟ مگر۔۔۔ریئکشن کیا تھا؟“

” وہی۔۔جو ایک بھائی کا ہوتا ہے۔۔“ وہ کہہ کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔اب امل کو وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا۔۔۔وہ جتنا بھی پریٹنٹ کرلے۔۔اسکا درد اسے پھر بھی محسوس ہو جاتا تھا۔۔

” اوک ماسٹر۔۔“ گہری سانس لے کر وہ باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔اس نے خود کو تیار کرنا تھا۔۔اگلے وار کے لئے۔۔

”کیا بن رہا ہے؟“ کچن میں داخل ہوتے ہوئے اس نے ملازمہ سے پوچھا تھا۔۔

” بیگم صاحبہ نے کوفتے بنانے کا کہا ہے۔۔آپ کو کچھ چاہئے“

” نہیں۔۔مجھے میٹھے کا سامان نکال کر دے دو۔۔آج میٹھا میں بناؤنگی“ کچن میں آتی زویا نے اسکی بات سن لی تھی۔۔

” اوہ۔۔تو کچھ پکانا بھی آتا ہے تمہیں؟“ طنزیہ لہجہ تھا۔۔

”کیوں۔۔تمہیں کیا لگا؟“ سینے پر ہاتھ باندھتے امل نے کہا تھا۔۔

” تم جیسی لڑکی۔۔“ اسے سر سے پاؤں تک تنقیدی نگاہوں سے دیکھا تھا” گھر کے کام کاج جانتی ہو۔۔یہ کچھ نیا ہے“ اور اسکی بات پر امل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

" مجھ جیسی لڑکی۔۔گھر کے کام اور گھر والوں کے کام۔۔دونوں بہت اچھے سے جانتی ہے۔۔اس لئے" وہ ایک قدم اس کے قریب ہوئی تھی" مجھ جیسی لڑکی کو انڈر ایسٹیمیٹ مت کرنا۔۔باقی۔۔نائل سے پوچھ سکتی ہو تم" ایک مسکراہٹ اس پر اچھال کر وہ دوبارہ ملازمہ کی جانب مڑی تھی۔۔

" چینی کہاں رکھی ہے۔۔۔" وہ کہہ کر اب اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی۔۔جبکہ زویا۔۔سرخ چہرہ لئے جا چکی ۔۔

" یہ احمد کہاں گم ہے ؟" اپنے کمرے میں چکر لگاتے ہوئے اسے اچانک احمد کا خیال آیا تھا۔۔شہزاد شاہ کی باتوں نے اسے مزید پریشان کر دیا تھا۔۔اسے ان سب کے بارے میں احمد سے بات کرنی تھی۔۔

اپنا موبائل نکال کر وہ احمد کا نمبر ڈائل کرنا چاہتا تھا مگر۔۔اسے چونکنا پڑا تھا۔۔

" یہ کیا ہے ؟" چہرے پر پریشانی اور الجھن کے تصورات تھے۔۔

" یہ میرا موبائل نہیں ہے ؟؟" موبائل صوفے پر پھینکتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" موبائل کہاں گیا؟؟" اپنے بالوں کو انگلیوں میں جکڑتے ہوئے اب وہ کمرے میں مزید تیزی سے چکر ا رہا تھا۔۔ کہ اچانک۔۔اسکا موبائل بجا تھا۔۔اس نے دیکھا۔۔اسکا اپنا نمبر تھا۔۔

" ہیلو ؟"

" ہیلو کون بات کر رہا ہے" ایک انجان آواز کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔

" تم کون ہو۔۔اور میرا موبائل تمہارے پاس کیا کر رہا ہے ؟"

" اوہ آئی ایم سو سوری سر۔۔مجھے لگتا ہے ہمارے فونز ایکسچینج ہو گئے ہیں"

" مجھے میرا موبائل فوراً واپس چاہیے"

" لیکن ابھی تو میں شہر سے دور ہوں سر۔۔ رات بھی ہو رہی ہے۔۔ میں صبح آپکو واپس کر دونگا فون۔۔ آپ مجھے اپنا ایڈریس بھیج دیں" وہ لڑکا واقعی بہت پریشان لگ رہا تھا۔۔

" اوک۔۔ میں بھیجتا ہوں۔۔ مگر۔۔۔ میرا موبائل یوز کرنے کی کوشش بھی مت کرنا" اس نے دھمکایا تھا۔۔

جبکہ دوسری جانب واجد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

" آپ پریشان مت ہو سر۔۔ آپکی امانت ہے یہ۔۔ میں سنبھال کر رکھونگا" فرہاد نے بنا کچھ کہے موبائل دوبارہ صوفے پر پھینکا تھا۔۔

" کیا مصیبت ہے" بڑبڑاتا ہوا وہ اپنے کمرے کی جانب گیا تھا۔۔

" چلو بھئی۔۔ صبح تک کا ٹائم ہے تمہارے پاس" مصطفی کی جانب موبائل بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

" بہت ہے" موبائل اس کے ہاتھوں سے لے کر وہ اپنے کمرے میں جا چکا تھا اسے آج بہت سے کام کرنے تھے۔۔

" میں آجاؤں؟" سٹڈی کا دروازہ تھوڑا کھولتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" آجاؤ بیٹا" شہزاد شاہ نے اخبار بند کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

" آپ کھانا کھانے نہیں آئے۔۔ میں نے کھیر بنائی تھی۔۔ سوچا آپ کے لیے یہی لے آؤں" مسکراتے ہوئے اس نے کھیر شہزاد شاہ کے سامنے رکھی تھی۔۔

" تھینک یو۔۔ بیٹھو" اسے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

" نہیں بس میں چلتی ہوں۔۔" وہ کہہ کر پلٹی تھی۔۔

" سنو" شہزاد شاہ کی آواز نے اسکے بڑھتے قدم روکے تھے۔۔ مگر وہ پلٹی نہیں۔۔

" جی"

"جہانگیر کی موت کا بہت افسوس ہے مجھے" انہوں نے کہا تھا۔۔ اور امل کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔۔

" تم پریشان مت ہونا۔۔ یہ جس نے بھی کیا ہے۔۔ میں اسے چھوڑونگا نہیں" غصہ اس کے جسم میں خون بن کر دوڑ رہا تھا۔۔ مگر۔۔ خود کو کنٹرول کرنا بھی ضروری تھا۔۔ وہ ایک گہری سانس لے کر پلٹی تھی۔۔

" مجھے یقین ہے کہ وہ جو بھی ہے۔۔ ایک دن اپنے کیے کی سزا پائے گا۔۔ کھیر کھا کر بتایئے گا کہ کیسی بنی ہے" وہ کہہ کر وہاں سے باہر نکل چکی تھی۔۔ جبکہ شہزاد شاہ کی نظر کھیر پر پڑی تھی۔۔

" کھیر دے آئی تم؟" موبائل پر ماسٹر کا مسیج آیا تھا۔۔

" جی۔۔"

" گڈ۔۔۔ میں آج رات نہیں آؤنگا۔۔" جواب فوراً آیا تھا۔۔

" اوک۔۔" ایک اور مختصر جواب دیا تھا۔۔

" کچھ ہوا ہے کیا؟" وہ شاید سمجھ چکا تھا۔۔

" نہیں۔۔ وہ پاپا کی موت کا افسوس کر رہے تھے" اور امل کے جواب نے اسے ساری بات بتادی تھی۔۔ کاش وہ اس کے ساتھ ہوتا تو شاید اسکی اداسی ختم کر پاتا۔۔ مگر وہ وہاں نہیں تھا۔۔ آج رات اسے بہت کام کرنے تھے۔۔

" کل ملاقات ہوتی ہے" جواب دے کر اس نے موبائل واپس رکھا تھا۔۔ وہاں امل اب اپنی آنکھیں صاف کرتی ہوئی بیڈ کی جانب بڑھی تھی۔۔ اور یہاں ماسٹر دوبارہ اپنے سامنے بیٹھے شخص کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔

" تو پھر۔۔ کیا معلومات ملی ہے اب تک؟" سامنے بیٹھے شخص نے ایک فائل اسکی جانب بڑھائی تھی۔۔ جسے اس نے خاموشی اور سنجیدگی سے تھاما تھا۔۔

" کیسی ہو مایا؟" موبائل پر آنے والے مسیج نے اسے ڈرا دیا تھا۔۔

" ٹھیک ہو" مختصر سا جواب دے کر اس نے موبائل واپس بیڈ پر رکھا تھا۔۔ مگر اگلے ہی لمحے دوبارہ مسیج آیا تھا۔۔

" کہاں ہو؟" اس لڑکی نے اپنے آس پاس نظر ڈالی۔۔ وہ اس روم میں موجود تھی جہاں کچھ دن سے اسے رہنے کے لئے کہا گیا تھا۔۔

" ہسپتال میں ہوں۔۔ نائٹ جاب ہے" ایک اور ریپلائی دیا تھا۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ مسیج بھیجنے والا کون ہے؟ کیونکہ نمبر سیو نہیں تھا۔۔ مگر وہ بس وہی جواب دے رہی تھی۔۔ جو اسے دینے کے لئے کہا گیا تھا۔۔

" سب ٹھیک ہے نا؟" کچھ دیر بعد پوچھا گیا تھا۔۔

" ہاں۔۔ میں چلتی ہوں ایک پیشینٹ کو دیکھنا ہے" جواب دے کر اس نے موبائل واپس رکھا تھا۔۔ یہ ڈاکٹر مایا اسے کس مصیبت میں پھنسا کر چلی گئی تھیں؟

جبکہ دوسری جانب موجود مصطفی کچھ کنفیوز ہو گیا تھا۔۔

" کچھ گڑبڑ ہے" خود سے کہتے ہوئے اس نے موبائل واپس رکھا تھا۔۔ لیکن وہ اس بارے میں زیادہ سوچ نہیں سکتا تھا۔۔ کیونکہ اسے آج بہت سے اہم کام نپٹانے تھے۔۔ مگر ایک بات تو طے تھی۔۔ مایا کچھ چھپا رہی تھی۔۔ مگر کیا؟؟

یہ جانے رات کو کونسا پہر تھا۔۔حویلی اندھیرے میں گپ اور تمام افراد اپنے اپنے کمروں میں سو رہے تھے۔۔ رات کی ڈیوٹی پر معمور حویلی کے مین گیٹ اور ارد گرد اطراف میں موجود گارڈز اپنی ڈیوٹی ایمانداری سے کر رہے تھے۔۔ویسے ایمانداری کے بجائے اب ڈر کا لفظ استعمال کیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ شہزاد شاہ کے ہوتے کوئی نیند کیسے لے سکتا تھا؟ خیر۔اگر اس تاریک رات میں حویلی کی پچھلی جانب آئیں تو یہاں صرف ایک گارڈ ڈیوٹی پر موجود تھا۔۔کیونکہ زیادہ خطرہ تو سامنے ہوتا ہے نا؟؟ ایسا شہزاد شاہ کو لگتا ہے۔۔

گارڈ جو دائیں بائیں جانب چکر لگا رہا تھا۔۔اچانک ہی اسے محسوس ہوا کہ جیسے اسکی گردن میں کوئی سوئی آکر چبھی ہو۔۔اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسے محسوس کرنا چاہا تھا مگر اس سے پہلے ہی نینداس پر غالب آگئی اور وہ وہیں گر کر سو پڑا تھا۔۔

گارڈ کے گرتے ہی ایک پانچ فٹ آٹھ انچ کے قد کا آدمی جس نے کاندھے پر ایک بیگ لٹکایا ہوا تھا، سر پر ٹوپی اور چہرہ کالے کپڑے سے ڈھانپ رکھا تھا۔۔بلو پینٹ اور بلیک ٹی شرٹ، ہاتھوں میں گلوز پہنے تیزی سے دیوار پر چھڑا اور پھلانگ کر اندر داخل ہوا۔۔خود کو گارڈز کی نظروں سے بچاتے ہوئے وہ حویلی کے پچھلے دروازے کی جانب بڑھا جو کہ بند تھا۔۔اسے کچھ مایوسی ہوئی۔۔کچھ دیر وہاں سوچنے کے بعد جیسے اسے ایک خیال آیا اور وہ تیزی سے دائیں جانب جھکتے ہوئے بڑھا تھا۔۔خوش قسمتی سے یہاں کوئی گارڈ موجود نہیں تھا۔۔وہ آہستہ سے چلتے ہوئے ایک کھڑکی کی جانب آیا تھا۔۔اس نے ہاتھ بڑھا کر محسوس کیا۔۔کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔۔شکر ہے۔۔اس نے سکون کا سانس لیا۔۔اور اپنے کاندھے پر لٹکا بیگ اتار کر آہستہ سے کھڑکی کے پاس رکھا اور خود اب کھڑکی مکمل کھول کر اندر آیا مگر اسے چونکنا پڑا۔۔۔یہ ایک سٹڈی روم تھا جس کے درمیان میں ایک میز اور کرسیاں رکھی تھیں جن میں سے ایک کرسی میں شہزاد شاہ آنکھیں ماندیں بیٹھا تھا۔۔

" اوہ نو" خود سے کہتا ہوا وہ آہستہ قدموں سے اسکی جانب بڑھا تھا۔۔

" یا اللہ۔۔میں ابھی مرنا نہیں چاہتا پلیز" اللہ سے دعا کرتے ہوئے وہ کرسی کے قریب آیا اور شہزاد شاہ کے چہرے کے سامنے اپنا ہاتھ لہرایا۔۔۔ مگر کوئی حرکت نہ ہوئی۔۔

ایک گہری سانس اور کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر انکا بازو پکڑا۔۔ جسم میں فوراً حرکت ہوئی وہ بے اختیار پیچھے ہٹا مگر۔۔ یہ کیا۔۔۔ شہزاد شاہ کا سر بائیں جانب لٹک چکا تھا۔۔

' امل۔۔ دی گریٹ" کہتے ہوئے وہ مسکرایا تھا۔۔

" چلو مصطفی۔۔کام میں لگ جاؤ" خود سے کہتے ہوئے وہ کھڑکی کے باہر رکھے اپنے بیگ کی جانب بڑھا تھا۔۔

وہ اپنے کمرے میں بے چینی سے چکر لگا رہی تھی۔۔ آدھی رات ہو چکی تھی مگر اسے اب تک نیند نہیں آئی۔۔ جانے کتنی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک اسے بالکینی کے دروازے پر دستک کی آواز آئی تھی۔۔

" شکر ہے" جلدی سے آکر اس نے دروازہ کھولا اور مصطفی تیزی سے اندر داخل ہوا۔۔

" تم ٹھیک ہو نا" اسے فکر مندی سے دیکھتے ہوئے امل نے پوچھا تھا۔۔

" ہاں۔۔ کام ہو گیا۔۔ مجھے اب نکلنا ہو گا اس سے پہلے گارڈ کی آنکھ کھل جائے" بیگ کاندھے سے لٹکاتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" ہاں ٹھیک ہے۔۔ ہماری سٹڈی کی کھڑکی سے تم آرام سے جا سکتے ہو وہاں کوئی گارڈ بھی نہیں ہے" ڈریسنگ روم کے ساتھ موجود اس چھوٹے سے سٹڈی روم میں داخل ہوتے ہوئے امل نے کہا تھا۔۔

" تم ٹھیک ہو نا؟" مصطفی نے غور سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" ٹھیک ہوں۔۔ تم میرے لئے پریشان مت ہونا" مسکرا کر کہتے ہوئے امل نے اس کے لئے کھڑکی کھولی تھی۔۔

" تمہارے لئے پریشان ہونے کی عادت ہو گئ ہے سلیپنگ بیوٹی" مسکرا کہ کہتے ہوئے وہ کھڑکی سے چھلانگ لگا چکا تھا۔۔ جب کہ امل وہی کھڑی اسے تب تک دیکھتی رہی تھی جب تک کہ وہ حویلی سے باحفاظت نکل نہیں گیا تھا۔۔

" شکر ہے اللہ کا" اس کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی وہ کھڑکی بند کر کے بیڈ کے قریب آئی تھی۔۔ اب وہ آرام سے سو سکتی تھی۔۔

موبائل پر بجنے والی مسلسل بیل اسے نیند کی وادی سے باہر لائی تھی۔۔

" ہیلو" آنکھیں کھولنے کی کوشش بھی نہیں کی گئ۔۔

" آدھے گھنٹے میں میرا موبائل لے کر اس ایڈریس پر آجاؤ" اور کال کٹ گئ تھی۔۔

" واٹ!" اب آنکھیں فوراً کھلیں تھیں۔۔

" کیا مصیبت ہے یار" بڑبڑاتے ہوئے وہ فوراً اٹھ کر واش روم کی جانب بڑھا تھا اسے تیار ہو کر جلد ہی فرہاد کا موبائل لوٹانا تھا۔۔

" مصطفی۔۔۔ مصطفی۔۔۔۔!!" کچھ دیر بعد وہ لاؤنج کے صوفے پر سوئے مصطفی کے سر پر کھڑا اسے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

" کیا ہے" وہ نیند میں بڑبڑایا تھا۔۔

" تم یہاں کیوں سو رہے ہو۔۔ اپنے کمرے میں جاؤ"

" چپ کر کے مجھے سونے دو واجد" کروٹ بدلی تھی۔۔

" اچھا مجھے موبائل تو دے دو۔۔ دس منٹ رہ گئے ہیں بس میرے پاس" ہاتھ میں پہنی گھڑی پر ٹائم دیکھا تھا۔۔

”میرے کمرے میں ہے جا کر لے لو“ نیند میں سرگوشی کی تھی۔۔

”مرے رہو تم“ واجد اب مصطفی کے کمرے کی جانب گیا تھا۔۔ جبکہ مصطفی نیند کی آغوش میں گم ہو چکا تھا۔۔

وہ ایک ریسٹورانٹ میں داخل ہوا اور نظر ایک کونے میں بیٹھے فرہاد پر پڑی۔۔۔اس نے قدم اسکی جانب بڑھائے تھے۔

”اسلام وعلیکم سر“ اس کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

”میرا موبائل کہاں ہے؟“ سنجیدگی سے جواب آیا تھا۔۔

”جی جی۔۔۔یہ رہا آپکا موبائل۔۔ آئی ایم سوری سر۔۔ آپکو میری وجہ سے پریشانی ہوئی“ موبائل اسکی جانب بڑھایا تھا۔

”اب تو ہو گئی پریشانی“ اس کے ہاتھ سے موبائل لے کر اس نے اپنے پاس موجود موبائل اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔

”تھینک یو“ واجد نے کہا تھا اور اسی کے ساتھ فرہاد اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔

”ارے آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔ بریک فاسٹ تو کر لیں“

”میں یہاں تمہارے ساتھ ناشتہ کرنے نہیں آیا“ اسے سخت لہجے میں کہہ کر وہ وہاں سے جا چکا تھا۔۔

”اوک باس۔۔ مگر میں تو ناشتے کے بغیر نہیں جانے والا۔۔ ویٹر“ تو اب واجد نے ایک بھرپور ناشتہ کرنا تھا۔۔

”ابھی تک اندر سے کوئی خبر نہیں آئی ہے۔۔۔ تم خاموشی رہنا۔۔ کسی سے کچھ مت کہنا“ مین گیٹ کے پاس موجود ایک گارڈ نے دوسرے سے کہا تھا۔۔

”ایسی بے وقوفی میں نہیں کرونگا۔۔ شہزاد شاہ کو اگر معلوم ہوا تو گولی مار دینگے مجھے“ وہ واقعی بہت ڈرا ہوا تھا۔۔

" ٹھیک ہے تم جا کر آرام کرو" دوسرے گارڈ کے کہنے پر وہ سر ہلا کر وہاں سے جا چکا تھا۔۔

اب اگر اندر آؤں تو کھانے کی میز میں ماسٹر کے علاوہ سب موجود تھے۔۔

" آپ رات سٹڈی میں ہی سو گئے تھے" شہزاد شاہ کے سامنے چائے رکھتے ہوئے سادیہ بیگم سے کہا تھا۔۔

" ہاں۔۔ معلوم ہی نہیں ہوا کب آنکھ لگ گئ میری" سنجیدگی سے کہتے ہوئے وہ ناشتے کی جانب متوجہ ہوئے تھے جبکہ امل کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ آئی تھی۔۔

" نائل کب تک آئے گا؟" اب کے سوال امل سے ہوا تھا۔۔

" آج شام شاید آجائیں وہ" چائے کا سپ لیتے ہوئے امل نے جواب دیا۔۔

" اچھا ہے وہ آجائے تو۔۔ مجھے تم دونوں کو کسی سے ملوانا ہے"

" سب ٹھیک ہے نا؟" امل نے پوچھا تھا۔۔ اب کیا کرنے والا ہے یہ شخص؟

" ہاں سب ٹھیک ہے۔۔ تمہارے لئے میں نے ایک باڈی گارڈ کا انتخاب کیا ہے۔۔ آج شام میں چاہتا ہوں کہ نائل اس سے ملاقات کر لے"

" مگر۔۔ باڈی گارڈ کی کیا ضرورت ہے؟" سوال زویا کی جانب سے ہوا تھا جس پر شہزاد شاہ نے اسے سخت نظروں سے دیکھا تھا۔۔ وہ سر جھکا گئ۔۔

" مجھے نہیں لگتا کہ مجھے کسی باڈی گارڈ کی ضرورت ہے۔۔" امل نے صاف انکار کیا تھا۔۔

" اسکا فیصلہ نائل کرے گا" وہ کہہ کر سنجیدگی سے دوبارہ اپنے ناشتے کی جانب متوجہ ہو گئے تھے جبکہ امل ایک بار پھر مسکرائی تھی۔۔ آخر یہی تو چاہتے تھے وہ بھی۔۔

" مصطفی۔۔اٹھ جاؤیار" وہ پچھلے دس منٹ سے کچن میں کھڑااسے آوازیں دے رہا تھا مگر مصطفی کی تو نیند ہی ختم نہیں ہو رہی تھی۔۔

" حد ہو گئی یار۔۔چار بج رہے ہیں۔۔اٹھو بھئی" اسکا بازو پکڑ کر واجد نے اسے اٹھایا تھا۔۔

" کیا ہے یار۔۔پوری رات کا جاگا ہوا ہوں میں" چڑ کر کہا تھا۔۔

" ایک نارمل انسان کے لئے آٹھ گھنٹے کی نیند ضروری ہوتی ہے۔۔اور وہ تم لے چکے ہو۔۔اٹھو کھانا ناشتہ لایا ہوں تمہارے لئے" میز پر ٹرے رکھے ہوئے کہا تھا۔۔

" یہ تم آج اتنے نیک کیسے بن گئے ؟" اسے حیرانی ہوئی تھی۔۔

" کیونکہ میں پیدائشی نیک ہوں" اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اچھا مزاق کر لیتے ہو تم" چائے کا کپ اٹھا کر ایک سپ لیا تھا۔۔

" موبائل مالک کے پاس پہنچ چکا ہے" مصطفی نے اب اپنا لیپ ٹاپ کھولا تھا۔۔

" یہ بہت اچھا ہوا۔۔" ای۔میل باکس اوپن کیا تھا۔۔

" تم لیپ ٹاپ کھانے کے بعد بھی استعمال کر سکتے ہو مصطفی" اسے مصطفی کا ہر وقت لیپ ٹاپ میں سر دیئے بیٹھا رہنا اب چڑانے لگا تھا۔۔۔

" یا پھر کھانے کے ساتھ" مسکرا کر کہتے اس نے برگر کا بائٹ لیا اور ساتھ ہی اپنی ای۔میلز چیک کرتا رہا۔۔۔پھر اچانک۔۔ایک میل پر اسکی نظر رکی تھی۔۔

" اس لڑکے کی ای۔ میل آئی ہے۔۔ جو لڑکی فرہاد کے ساتھ رہ رہی ہے کچھ دنوں سے۔۔ وہ اب تک باہر نہیں نکلی۔۔ مگر۔۔ اسکا نام معلوم ہو گیا ہے" مصطفی کی بات سنتے ساتھ واجد فوراً اسکے پاس آکر بیٹھا تھا۔۔ دونوں کی نظریں اب ای۔ میل پر تھیں۔۔

" رمشائ۔۔۔ اسکا نام رمشائ ہے" مصطفی نے کہا تھا۔۔

" اب یہ رمشائ کون ہو سکتی ہے؟" وہ اب الجھ گیا تھا۔۔ یہ ایک بلکل نیا نام تھا اسکے لئے۔۔

" مجھے نہیں یاد کے میں نے کبھی بھی ماسٹر، امل یا فرہاد کے آس پاس کسی بھی رمشائ کا نام سنا ہو" مصطفی کو ایک نئ پریشانی لگ گئ تھی۔۔

" ویسے یہ نام۔۔۔" واجد کسی گہری سوچ میں پڑ چکا تھا۔۔

" یہ نام کیا؟" کچھ دیر اس کے بولنے کا انتظار کرنے کے بعد مصطفی نے پوچھا تھا۔۔

" یہ نام تو۔۔ تمہاری بہن کا ہے نا مصطفی۔۔۔ رمشائ۔۔۔ جو نرس ہے شاید" اور واجد کے الفاظ ہتھوڑے کی طرح مصطفی کے دل و دماغ پر لگے تھے۔۔

" نہیں۔۔ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ لڑکی وہ ہے۔۔ مجھے تو بس اس نام سے وہ یاد آ گئ۔۔ کیسی ہے وہ ویسے؟"

" مصطفی؟" اسکی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔ پھر جانے۔۔ اسکے دماغ میں ایسا کیا آیا کہ وہ فوراً اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔

" مایا۔۔۔۔ مایا۔۔۔ تم ایسا نہیں کر سکتی مایا۔۔" اپنے بال جکڑتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔ آنکھیں غصے سے لال ہو رئی تھی۔۔ اور واجد۔۔ اسے دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔۔

" کیا ہوا مصطفی۔۔ کیا کیا ہے مایا نے ؟" مگر اسکے سوالات اگنور کرتے ہوئے مصطفی اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔ میز پر رکھا اپنا موبائل اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا۔۔ وہ بے چینی سے کمرے میں چکر لگا رہا تھا۔ جبکہ واجد خاموشی سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔۔

" ہیلو بھائی۔۔ آگئ آپکو اپنی بہن کی یاد ؟" رمشائ کی ناراض آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔

" کہا ہو تم ؟" اپنا غصہ دباتے ہوئے کہا تھا۔۔ مگر دوسری جانب موجود رمشائ اسکی سنجیدگی کا اندازہ لگا چکی تھی۔۔

" میں ہسپتال میں ہو بھائی۔۔ کیا ہوا؟ سب ٹھیک ہے نہ ؟"

" مایا کہاں ہے ؟؟" ایک اور سوال ہوا تھا مگر رمشائ اس سوال پر گھبرا اگئ تھی۔۔

" وہ۔۔۔ وہ بھائی۔۔۔ وہ"

" میں نے پوچھا ہے مایا کہاں ہے رمشائ ؟" اس بار وہ باقاعدہ چیخا تھا۔۔

" وہ بھائی۔۔ وہ کئ دنوں سے غائب ہیں۔۔" اور اتنی سی بات نے مصطفی کی پریشانی میں مزید اضافہ کیا تھا۔۔

" اس نے تم سے کیا کروایا ہے ؟؟ مجھے سب سچ سچ بتاؤ رمشائ۔۔ کیا کہا ہے اس نے تم سے ؟"

" وہ۔۔۔ انہوں نے میرے نام پر ایک لیٹر منگوایا تھا۔۔ لیکن وہ میرا نہیں انکا تھا۔۔ تو میں نے وہ انہیں دے دیا ۔۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے اپنا موبائل، سم اور گھر کی چابیاں دیں۔۔۔ انہوں نے کہا کہ جب تک وہ واپس نہیں آتیں۔۔ میں یہ سب چیزیں انکی جگہ استعال کرونگی۔۔ اور۔۔ اگر کوئی بھی مجھ سے پوچھے گا۔۔ تو میں مایا بن کر بات کرونگی۔۔ اور انکے غائب ہونے کا کسی کو معلوم نہیں ہونے دونگی" واجد نے دیکھا۔۔ مصطفی کا غصہ مزید بڑھ رہا تھا۔۔

" وہ سارا سامان جو وہ تمہیں دے کر گئ ہے۔۔ مجھے فوراً بجھواؤ۔۔ تم سے کوئی رابطہ کیا اس نے ؟"

" جی۔۔ایک بار پوچھنے کے لئے کیا تھا"

" نمبر بھیجو مجھے۔۔اور اب۔۔اس سے کوئی بات کرنے کی بھول بھی مت کرنا تم" اسے دھمکا کر اس نے فوراً موبائل بیڈ پر پھینکا تھا۔۔

" کیا ہوا؟؟؟" واجد نے پوچھا تھا۔۔

" میں جا رہا ہوں۔۔تم سب دیکھ لینا میرے آنے تک۔۔۔" وہ کہہ کر تیزی سے باہر نکل گیا تھا جبکہ واجد اسے آوازیں دیتا رہ گیا۔۔۔

" شہزاد شاہ کچھ دیر میں ہمیں میرے نئے باڈی گارڈ سے ملوانے والے ہیں" سامنے بیٹھتے ہوئے امل نے کہا تھا۔

" اور ہم دونوں جانتے ہیں کہ وہ کون ہے" وہ مطمئن تھا۔۔

" ہاں۔۔لیکن۔۔۔" وہ رکی تھی۔۔

" لیکن کیا؟"

" پتہ نہیں وہ اتنا خطرناک ہے بھی یا نہیں" امل کنفیوز تھی۔۔

" جو کچھ اس نے کیا۔۔اس کے بعد بھی تم سمجھتی ہو کہ وہ اتنا خطرناک نہیں ہے؟" ماسٹر کو اسکی سوچ پر حیرانی تھی۔

" میں سب جانتی ہوں۔۔مگر جو وقت میں نے اسکے ساتھ گزارا۔۔وہ بہت الگ تھا" اور امل کے الفاظ ہی کافی تھے ماسٹر کو غصہ دلانے کے لئے۔۔

" ایسا کونسا وقت گزارا ہے تم نے اسکے ساتھ۔۔ ذرا مجھے بھی بتانا" اسے گھورتے ہوئے کہا تھا۔۔ جبکہ امل مسکرائی تھی۔ گیم ٹائم۔۔

" اب تمہیں ہر بات بتانا بھی ضروری نہیں ماسٹر۔۔۔ بس یہ سمجھو کہ جو بھی وقت گزارا۔۔" وہ تھوڑا جھکی تھی۔۔

" بہت خوبصورت تھا" ایک شرارتی مسکراہٹ اس پر اچھال کر امل اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی۔۔

" تم شاید بھول رہی ہو کہ ایگریمنٹ کے مطابق تم کسی کے ساتھ کوئی بھی خوبصورت وقت نہیں گزار سکتی" اس نے یاد دلانا ضروری سمجھا۔

" ہاں لیکن یہ کہیں نہیں لکھا تھا کہ میں کسی کے ساتھ گزارا ہوا خوبصورت وقت یاد نہیں کر سکتی" واہ کیا بات ہے امل؟

اور اس سے پہلے کے ماسٹر اس سے مزید کوئی بات کہتا کمرے کے دروازے پر ہونے والی دستک نے دونوں کی توجہ حاصل کر لی تھی۔۔

" وہ جی بڑے صاحب بلا رہے ہیں" ملازمہ نے کہا تھا۔۔ جبکہ امل اور ماسٹر نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔

اس نے گاڑی فرہاد کے فلیٹ سے کچھ دور موجود ریسٹورانٹ کے پاس روکی تھی۔۔۔

اب وہ اپنے موبائل سے کسی کو کال ملا رہا تھا۔۔

" میں تمہارے فرہاد کے فلیٹ کے سامنے ہوں۔۔۔ فوراً آؤ۔۔ ورنہ میں خود آجاؤنگا" کہہ کر کال کٹ کر دی تھی ۔۔ جبکہ دوسری جانب موجود دمایا اب پریشان نظر آرہی تھی۔۔

" تو اسے سب معلوم ہو گیا؟" خود سے کہتے ہوئے وہ دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔ آخر اسی وقت کا تو انتظار تھا اسے۔۔

مصطفی نے دیکھا۔۔مایا اسکی گاڑی کی جانب آ رہی تھی۔۔۔اسے آتا دیکھ کر وہ اپنی گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔

وہ اسکی جانب بڑھ رہی تھی۔۔ہونٹوں پر مسکراہٹ لئے۔۔۔اور مصطفی اسے دیکھ رہا تھا۔۔ماتھے میں بل اور آنکھوں میں غصہ لئے۔۔

"کیسے ہوں مصطفی؟" ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے وہ اسکے سامنے کھڑی کہہ رہی تھی۔۔

" اچھا ہوں۔۔۔وہ ایک قدم آگے بڑھا تھا۔۔۔

" تم کیسی ہو رمشائ؟" اور مصطفی کے الفاظ پر مایا کے چہرے کا رنگ بدلہ تھا۔۔۔

" میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم میری بہن کو استعال کرو نگی مایا" اس کے لہجے میں افسوس تھا۔۔

" اور میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم۔۔۔ مجھ سے چھپ کر۔۔میرے ہی بھائی کے خلاف جال بچھاؤ گے" اور مایا کے جواب نے جیسے سب واضح کر دیا تھا۔۔۔وہ بس ایک دوسرے کے سامنے کھڑے۔۔ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔

دونوں کی نظروں میں افسوس تھا۔۔ایک دوسرے کے لئے۔۔

لاؤنج کے صوفے پر وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے۔۔

" تم جانتے ہو تم نے کیا کرنا ہے فرہاد" شہزاد شاہ نے دھیمی آواز میں کہا تھا۔۔

" جی۔۔آپ فکر نہ کریں۔۔میں جانتا ہوں میں نے کیا کرنا ہے" اس نے جیسے انہیں تسلی دی تھی۔۔

" وہ لڑکی اتنا آسان نوالہ نہیں ہے فرہاد۔۔بہت سنبھل کر رہنا ہو گا تمہیں۔۔اس کے پیچھے میرا بیٹا ہے۔۔اور تم جانتے ہو کہ وہ کوئی عام آدمی نہیں ہے"

" اس بار میں کوئی غلطی نہیں کرونگا باس۔۔بے فکر رہیں" اسے خود پر یقین تھا۔اس بار وہ اس لڑکی سے اپنی جان ہمیشہ کے لئے چھڑوانے والا تھا۔۔

" آ گئے وہ دونوں" اور شہزاد شاہ کے کہنے پر فرہاد نے پلٹ کر دیکھا۔۔ مگر پھر۔۔وہ پلٹنا بھول ہی گیا تھا جیسے۔۔ جانے سامنے کے منظر میں ایسا کیا تھا کہ فرہاد بے اختیار کھڑا ہوا تھا۔۔

وہ نائل شاہ کے ساتھ سیڑھیوں سے اتر رہی تھی۔۔پنک ٹاپ اور وائیٹ ڈراؤزر پہنے۔۔کھلے بال بازوؤں میں بکھرے ہوئے۔ ہلکے میک اپ کے ساتھ وہ بے حد پرکشش لگ رہی تھی۔۔۔ مگر۔۔۔وہ نائل شاہ کے ساتھ تھی ۔۔ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے۔۔وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔۔

" یہ امل ہے۔۔میری بہو" اور شہزاد شاہ کے الفاظ جیسے بجلی بن کر اس پر گرے تھے۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔

ایک کی نظریں مسکرا رہی تھیں اور دوسرے کی نظروں دکھ،افسوس،صدمہ،حیرت،اور جانے کیا کچھ تھا۔۔

" یہ میرا بہت پرانا اور اعتبار کا بندہ ہے۔۔اس کے بابا بھی میرے خاص آدمی تھے۔۔اس کے ہوتے ہوئے تمہیں امل کے لئے پریشان ہونے کی بلکل بھی ضرورت نہیں ہے نائل۔۔تمہاری غیر موجودگی میں یہ سائے کی طرح امل کے ساتھ رہیگا اور اس کی حفاظت کرے گا۔۔اس لئے فکر کی کوئی بات نہیں"

شہزاد شاہ۔۔ پچھلے پندرہ منٹ سے ماسٹر کو فرہاد کی خوبیاں گنوا رہے تھے۔۔۔ جبکہ وہ سامنے بیٹھے اس شخص کو وقفے وقفے سے دیکھ رہا تھا جو سر جھکائے کوئی بت بنا ان کے سامنے بیٹھا تھا۔۔وہ کتنی ہی دیر سے یہاں بیٹھے تھے۔۔، مگر

فرہاد نے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا اور یہ بات شہزاد شاہ کو بہت ناگوار گزر رہی تھی۔۔ ناجانے اچانک اسے کیا ہو گیا تھا۔۔ سر اٹھانا تو جیسے وہ بھول ہی چکا تھا۔۔

" فرہاد۔۔" شہزاد شاہ کی آواز پر وہ چونکا تھا۔۔

" جی۔۔ جی"

" نائل کچھ پوچھ رہا ہے تم سے۔۔ جواب دو" اسے گھورتے ہوئے کہا تھا۔۔

" سب ٹھیک ہے فرہاد؟ تم بہت پریشان لگ رہے ہو" سوال نائل کی جانب سے ہوا تھا۔۔

" جی۔۔۔ وہ۔۔۔ مجھے جانا ہو گا۔۔ آئی ایم سوری" وہ کہہ کر فوراً وہاں سے نکل گیا تھا۔۔

" اسے کیا ہوا؟" شہزاد شاہ کے سوال کا جواب ان دونوں کے پاس تھا مگر دونوں نے ہی خاموش رہنا ضروری سمجھا تھا۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے۔۔

" تمہارا بھائی؟؟" مصطفیٰ ایک قدم آگے بڑھا تھا۔۔

" وہ ایک قاتل ہے مایا۔۔ اور میں نے اسکے خلاف نہیں بلکہ اس شخص کے خلاف جال بچھایا ہے جو اس قتل کی وجہ ہے"

" تم نے مجھ سے جھوٹ کہا۔۔ تم نے مجھ سے سب چھپایا۔۔ مجھے اندھیرے میں رکھ کر تم یہ سب کرتے رہے مصطفیٰ" وہ شکوہ کر رہی تھی۔۔

" ہمیں یہ سب کرنے پر بھی تم نے خود مجبور کیا مایا۔۔ تمہیں کیا لگا؟ تم چھپ کر اس سے ملتی رہو گی اور ماسٹر کو کچھ معلوم نہیں ہو گا؟؟ تم نے تو مجھے بھی کچھ نہیں بتایا" اور اس کے الفاظ نے اسے خاموش کر دیا تھا۔۔

" تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ ان سب کے بعد ماسٹر تم پر اعتبار کریں گے"

" ٹھیک ہے نہیں بتایا میں نے۔۔ کیوں بتاتی میں ؟ وہ میرا بھائی ہے مصطفی۔۔ اور اپنے بھائی کو موت کے منہ میں خود اپنے ہاتھوں سے نہیں جانے دونگی میں۔۔ میں تمہیں سب بتا دیتی اور پھر ؟؟ کیا ہوتا پھر ؟ تم لوگ امل کو انصاف دلانے کے لئے مجھے۔۔ میرے ہی بھائی کے خلاف جانے کا کہتے۔۔۔ میں یہ نہیں کر سکتی۔۔۔ وہ جیسا بھی ہے۔۔ میرا بھائی ہے۔۔ محبت کرتی ہو میں اس سے" کہتے ساتھ ہی آنسو کا ایک قطرہ اسکی آنکھوں سے گرا تھا ۔۔

" تو اس محبت کے لئے۔۔ تم نے باقی تمام محبتوں کو چھوڑ دیا مایا۔۔۔ میری محبت کا کیا؟" اور مصطفی کے الفاظ ایک بار پھر اسے خاموش کروا گئے تھے۔۔

" اپنے بھائی کی خاطر۔۔ تم نے مجھ سے منہ موڑ لیا۔۔ اپنا وعدہ تک بھول گئ تم۔۔ بھول گئ کہ ہم نے ایک دوسرے کا ساتھ دینا تھا۔۔" اس نے مزید کہا تھا۔۔ مگر اس بار مایا کے پاس جواب تھا۔۔

" شروعات تم نے کی ہے مصطفی۔۔ جب سے وہ لڑکی ہماری زندگی میں آئی ہے۔۔ اس کے علاوہ تمہیں کچھ نظر ہی کب آیا ہے ؟ اور اسی لڑکی کی خاطر تم نے مجھ سے جھوٹ کہے۔۔ اور جہاں تک بات وعدے کی ہے۔۔" وہ ایک قدم آگے ہوئی تھی۔۔ اس کی آنکھوں میں بغور دیکھتے ہوئے۔۔

" اس رات۔۔ ایک وعدہ تم نے بھی تو کیا تھا مصطفی۔۔ اسے کب نبھاؤ گے تم ؟" اور مایا کے الفاظ مصطفی کو چونکا گئے تھے۔۔۔ وقت کچھ دیر کے لئے ٹھہر گیا تھا۔۔ اور پھر۔ وہ آہستہ آہستہ پیچھے گیا۔۔ اسی رات میں۔۔ اس رات کی۔۔۔ اک خاص بات میں۔۔۔

اسے یاد تھا جب وہ اپنے گھر میں لیٹا نیند کے مزے لے رہا تھا۔۔ مگر اچانک ہی بجنے والی موبائل کی رنگ ٹیون۔۔ اسے اس نیند کی وادی سے باہر لائی تھی۔۔

" ہیلو۔۔۔" آنکھیں کھولے بغیر کان موبائل سے لگا کر کہا تھا۔۔

" فوراً ہسپتال جاؤ اور مسیج میں بھیجی گئ ساری چیزیں اور کچھ ہلپرز لے کر مایا کے گھر آؤ۔۔ جلدی"

" کیا ہوا۔۔ سب ٹھیک ہے نا؟" واجد کی آواز صاف بتا رہی تھی کہ کچھ بھی ٹھیک نہیں تھا۔۔

" کچھ ٹھیک نہیں ہے مصطفی۔۔ وہ لڑکی موت کے منہ میں ہے جلدی آؤ" اس نے کہہ کر کال کٹ کر دی تھی۔۔ جبکہ مصطفی اب باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد تمام سامان اور ہسپتال سے مایا کے بتائے ہوئے کچھ لوگ لے کر وہ مایا کے گھر پہنچا جہاں اس نے ایک جانب ماسٹر کو انتہائی پریشان کن حالت میں دیکھا جبکہ واجد بھی پریشانی میں چکرا رہا تھا۔۔

" کہاں ہے وہ؟"

" اندر ہے۔۔ جلدی جاؤ" واجد کے بتانے پر وہ فوراً اندر بڑھا جہاں مایا اس لڑکی کا بہتا ہوا خون روکنے کی کوشش میں مصروف تھی۔۔

" کیا کنڈیشن ہے؟؟"

" بہت سیریس ہے۔۔ میں حیران ہوں کہ اس نے اتنا سروایو کیسے کیا۔۔ مصطفی۔۔ جلدی سے مجھے یہ چیزیں لا دو ۔۔اس کے جسم میں کانچ کے ٹکڑے دھنسے ہیں۔۔ مجھے وہ نکالنے ہونگے پر پہلے یہ خون روکنا ہے" ہاتھ سے پیپر لیتے ہوئے مصطفی نے ایک نظر اس لڑکی کی جانب دیکھا۔۔ اور اسکی بند آنکھوں میں وہ دیکھ سکتا تھا۔۔ اسکا کرب ---

"اوک" وہ کہہ کر فوراً باہر گیا تھا۔۔ مطلوبہ چیزیں لانے میں اسے ایک گھنٹہ لگا تھا۔۔ اور جب وہ واپس آیا تو اس نے دیکھا۔۔ اس لڑکی کا خون رک چکا تھا۔۔ شاید گولیاں بھی جسم سے نکالی جا چکی تھیں۔۔ مگر اس کے علاوہ کانچ کے ٹکڑے اور سر پر لگنے والی چوٹ۔۔ بہت کچھ تھا جو باقی تھا۔۔۔ مگر یہ۔۔ مایا کہاں ہے؟؟

اس نے اس کمرے کے چاروں اطراف میں نظر دوڑائی مگر مایا کے علاوہ وہاں سب موجود تھے۔۔

"ڈاکٹر مایا کہاں ہیں؟؟" ایک نرس سے پوچھا تھا۔۔

"وہ اپنے روم میں گئیں ہیں" اور مصطفی کو حیرانی ہوئی تھی۔۔ اس لڑکی کو اس حال میں چھوڑ کر وہ کیسے کہیں جا سکتی ہے۔۔ اب وہ اس کے روم کی جانب آیا تھا۔۔ مگر۔۔۔ دروازے پر ہی اس کے قدم رک گئے۔۔ اندر سے کچھ آوازیں آ رہی تھیں۔۔ اس نے جھانک کر دیکھا۔۔ وہاں ایک لڑکا مایا کے سامنے کھڑا تھا۔۔ گھبرایا ہوا۔۔ پریشان سا۔۔ ڈرا ہوا۔۔ الجھا ہوا۔۔ اور بے حد خراب حلیے میں۔۔ ایسے جیسے۔۔ کسی محاض سے آیا ہو۔۔

"یہ یہاں کیسے پہنچ گئی" وہ مایا سے کہہ رہا تھا۔۔

"دنیا میں اب بھی کچھ نیک لوگ باقی ہیں فرہاد۔۔۔ ہر کوئی تمہاری طرح ظالم نہیں ہے" وہ بے حد غصے میں تھی ۔۔ اور شاید تکلیف میں بھی۔۔

"وہ بچنی نہیں چاہئے مایا۔۔ پلیز۔۔ اسے مت بچاؤ" اور اس کے منہ سے نکلے الفاظ مصطفی کو غصہ دلانے کے لئے کافی تھے۔۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو فرہاد۔۔۔ اب تم اپنی طرح مجھے بھی ایک قاتل بنانا چاہتے ہو۔۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی تم اس حد تک گر سکتے ہو" اسے واقعی افسوس ہو رہا تھا۔۔

" میں مجبور ہوں مایا۔۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔ وہ بچ گئی تو شہزاد شاہ مجھے مار دیگا" اور کتنا لاچار لگ رہا تھا اس وقت وہ۔۔

" میں بھی مجبور ہوں فرہاد۔۔ انسانیت سے نہیں گر سکتی میں۔۔ اب جاؤ یہاں سے۔۔ کسی نے تمہیں دیکھ لیا تو سب بگڑ جائے گا" مایا نے اب اسے کھڑکی کی جانب دھکیلا تھا۔۔

" تمہیں اسے مارنا ہو گا مایا۔۔ اپنے بھائی کی خاطر تمہیں اسے مارنا ہو گا" وہ یہ آخری جملہ کہہ کر کھڑکی سے پھلانگ گیا تھا۔۔ جبکہ مصطفی اب مایا کے سامنے کھڑا تھا۔۔

" مجھ سے دعدہ کرو مایا۔۔ تم اسے ہر حال میں بچاؤ گی" بے حد سنجیدگی سے وہ اسے کہہ رہا تھا۔۔

" میں اسے بچاؤں گی مصطفی۔۔ مگر مجھ سے دعدہ کرو۔۔ تم فرہاد کو بچاؤ گے۔۔۔ تم کسی کو کچھ نہیں بتاؤ گے۔۔ کبھی نہیں بتاؤ گے"

"ڈن۔۔ چلو اب۔۔ ہمارے پاس وقت نہیں ہے" وہ کہنا تو بہت کچھ چاہتا تھا مگر اس وقت اسے صرف اس لڑکی کی پریشانی تھی۔۔ اور پھر۔۔ باقی کے پورے وقت میں اس نے مایا سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔ وہ بس ایک بات جانتا تھا۔۔ اس لڑکی کی زندگی بہت اہم تھی۔۔ اور فرہاد کی زندگی لینا۔۔ یہ بھی بہت اہم تھا۔۔۔

اور اسی کے ساتھ۔۔ وہ حال میں واپس آچکا تھا۔۔

" تم سے دعدہ نہیں کیا تھا مایا۔۔۔ میں نے ڈن کہا تھا۔۔۔ ریمبر۔۔!!" اور مصطفی کے الفاظ پر مایا نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔

" تم کیا کہنا چاہتے ہو مصطفی؟"

" میں نے کہا۔۔ڈئیر مایا۔۔۔ میں نے صرف 'ڈن' کہا تھا۔۔۔ وعدہ نہیں کیا تھا" اور ایک مسکراہٹ اس پر اچھال کر وہ پلٹ چکا تھا۔۔ جبکہ مایا۔۔ اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔

" محبت اپنی جگہ ڈئیر۔۔۔ مگر ہوں تو میں ایک ہیکر ہی" اور ایک گہری مسکراہٹ لئے وہ اپنی گاڑی مایا کے سامنے سے گزار گیا تھا۔۔

" مجھے فرہاد کا ری ایکشن کچھ سمجھ نہیں آیا" امل نے کمرے میں آتے ساتھ کہا تھا۔۔۔ یہ سب واقعی بہت عجیب لگا تھا اسے۔۔۔

"تم کیا ایکسپیکٹ کر رہی تھی" ماسٹر نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔ فرہاد کا انداز ماسٹر کے لئے بھی حیران کن تھا۔۔ مگر۔۔۔ یہی حیرانی اس کے لئے ایک پریشانی بھی تھی۔۔

" ڈر۔۔۔ مجھے لگا اسکی آنکھوں میں ڈر ہو گا۔۔۔ مجھے سب معلوم ہو جانے کا۔۔ مگر" وہ رکی تھی۔۔ جیسے اسکی آنکھیں یاد آگئیں ہوں۔۔

" مگر ماسٹر۔۔ اس کی آنکھوں میں درد تھا۔۔ ایک ایسا درد۔۔ جسے میں کوئی نام نہیں دے سکی۔۔۔ مجھے وہاں کوئی ڈر۔۔ کوئی گلٹ نظر نہیں آیا۔۔ وہ دو پل۔۔ صرف دو پل کے لئے اس کی آنکھیں اٹھی تھیں۔۔ اور ان دو پلوں میں۔۔ میں نے ایک کرب دیکھا۔۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" اس نے سوالیاں نظروں سے ماسٹر کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ مگر شاید کہنے کے لئے اس کے پاس بھی کچھ نہیں تھا۔۔۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے ماسٹر۔۔ اس جیسا انسان۔۔ مجھے اس جیسے انسان کی آنکھوں میں درد کیوں نظر آیا۔۔ اور۔۔ مجھے اس پر رحم کیوں آیا۔۔ کیوں؟" اس بار جیسے وہ یہ سوال خود سے کر رہی تھی۔۔ لیکن۔۔ اسے خود سے بھی اسکا جواب نہیں ملا تھا۔۔ ہر جانب خاموشی تھی۔۔ بس خاموشی۔۔

" وہ تم سے محبت کرتا ہے۔۔" اور اس خاموشی کو۔۔ ماسٹر کے الفاظ نے توڑا تھا۔۔ جبکہ امل نے حیران نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

" کیا کہا تم نے؟" شاید اسے سننے میں غلطی ہوئی ہو۔۔۔

ماسٹر نے اسکی جانب چند قدم اٹھائے تھے۔۔ اب وہ بلکل اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔ اسکی آنکھوں میں جھانکتا ہوا ۔۔

" تمہارے ماں باپ کے قاتل کو۔۔ تم سے محبت ہو گئی ہے امل نائل شاہ" اس نے امل کے نام کے ساتھ خود کا نام اس انداز میں لیا تھا۔۔ کہ جیسے وہ اسے یاد دلانا چاہتا ہو۔۔ کہ وہ کون ہے؟ اسے یاد رکھنا بھی چاہیئے۔۔

" وہ جو اس کی آنکھوں میں تم نے دیکھا ہے نا۔۔ وہ ٹوٹ جانے کا کرب تھا۔۔ روح پرواز ہونے کا درد تھا۔۔ اور جانتی ہوں۔۔ روح پرواز کرنے کا حوصلہ صرف اور صرف محبت میں ہوتا ہے۔۔" وہ رکا تھا۔۔ نظریں امل کے حیران چہرے پر تھیں۔۔۔

" مضبوط سے مضبوط ترین چاہے انسان ہو یا شیطان۔۔ اسے اگر کوئی چیز کمزور بناتی ہے۔۔ تو وہ محبت ہے۔۔ اگر کوئی چیز۔۔ اسے توڑ سکتی ہے۔۔ تو وہ محبت کا کیا گیا وار ہے۔۔ اور اگر کوئی چیز اسے مزید مضبوط بنا سکتی ہے۔۔ تو وہ محبت کا حصول ہے۔۔ کسی بھی رخ سے دیکھ لو امل" وہ ایک قدم اور آگے بڑھا تھا۔۔۔ اس کے بے حد قریب۔۔ جبکہ امل۔۔ اپنی جگہ پتھر سی بنی کھڑی تھی۔۔

" انسان کی ہر تباہی محبت سے ہے۔۔ ہر فتح محبت سے ہے" وہ خاموش ہوا تھا۔۔ مگر امل کے کان اس خاموشی کو محسوس نہیں کر پا رہے تھے۔۔ ماسٹر کے الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔۔ وہ ماسٹر کی آنکھوں میں آج دیکھ رہی تھی۔۔ کچھ نیا۔۔ جانے یہ تباہی تھی یا فتح۔۔ لیکن۔۔ یہ جو بھی ہے۔۔ محبت سے ہے۔۔۔

" امل۔۔۔ امل۔۔۔ امل۔۔۔" وہ مسلسل اسکا نام لے رہا تھا۔۔ وہ مسلسل تڑپ رہا تھا۔۔ وہ مسلسل درد میں تھا۔۔ اسکی آنکھیں لال تھیں۔ ایسے جیسے انگاروں سے جل رہی ہوں۔۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔ کیسے" اپنے بالوں کو ہاتھوں جکڑے ہوئے وہ بڑبڑایا تھا۔۔

" نو۔۔ نو۔۔ نووو" اور اسی کے ساتھ اس نے میز پر رکھا گلدان پوری طاقت سے شیشے پر مارا تھا۔۔ کانچ کے ٹکڑے اب کمرے میں بکھر گئے تھے۔۔ اسے اب ان بکھرے ٹکڑوں میں اپنا عکس نظر آیا۔۔ مگر پھر۔۔ اچانک ہی۔۔ منظر بدلا تھا۔۔

وہ کھڑکی آگ کی تپش سے ایک دھماکے کی صورت ٹوٹی تھی۔۔ کانچ کے ٹکڑے۔۔ ایک نازک وجود میں آکر دھنس گئے تھے۔۔

" نو۔۔۔ نووووو" اسے محسوس ہوا جیسے۔۔ وہ ٹکڑے اب اس کے اپنے جسم میں دھنسے ہوں۔۔ اسے اب یہ درد محسوس ہو رہا تھا۔۔ یہ درد۔۔ جو وہ سہہ چکی تھی۔۔۔

وہ نیچے بیٹھا۔۔ ایک کانچ کا ٹکڑہ اٹھا کر اپنی مٹھی میں دبایا۔۔۔ خون اب تیز قطروں کی صورت اس کی بند مٹھی سے بہہ رہا تھا۔۔۔ اور وہ۔۔ اپنی لال آنکھوں میں آنسو لئے۔۔۔ اپنی مٹھی سے نکلتے اس خون کو دیکھ رہا تھا۔۔ یہ خون

۔۔۔جو اس رات اس نے اس بھاگتی ہوئی لڑکی کے زخموں سے نکلتے دیکھا تھا۔۔۔اور پھر۔۔۔ایک اور آواز بھی تو آئی تھی۔۔۔

وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔ڈریسنگ کے دراز سے ایک گن نکالی۔۔اب وہ بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا

۔۔۔

وہ بھاگ رہی تھی۔۔ہر درد کی پرواہ کئے بغیر۔۔ہر تکلیف کو سہتے ہوئے۔۔وہ بھاگ رہی تھی۔۔پھر اچانک۔۔ایک آواز آئی تھی۔۔۔

اسے محسوس ہوا۔۔اس کے بازوں پر کوئی چیز تیزی سے آکر چبھی ہو۔۔درد کی ایک لہر اس کے جسم میں دوڑی تھی۔۔

اور اس کمرے میں بھی۔۔اچانک۔۔۔ایک پرزور آواز آئی تھی۔۔۔اور فرہاد نے دیکھا۔۔۔گولی اس کے بائیں بازو میں لگی تھی۔۔درد کی شدت اس کے پورے جسم میں پھیل رہی تھی۔۔تکلیف بڑھ رہی تھی۔۔خون اس کے بازو سے بہہ رہا تھا۔۔مگر وہ پھر بھی کھڑا تھا۔۔آنسوؤں سے بھیگا چہرہ لئے۔۔وہ اپنی جگہ کھڑا تھا۔۔

"کیسے۔۔کیسے سہہ لیا تم نے۔۔؟؟کیسے؟؟؟" اسے یاد آیا۔۔اس پہلی گولی کے بعد بھی۔۔وہ رکی نہیں تھی۔۔وہ بھاگتی رہی تھی۔۔اپنا بازو دباتے ہوئے۔۔درد کی اس لہر کو برداشت کرتے ہوئے۔۔صرف اپنی جان بچانے کی خاطر وہ بھاگ رہی تھی۔۔اور تیزی سے۔۔اور پھر۔۔۔اسے روکنے کے لئے۔۔۔ایک اور گولی چلائی گئی تھی

۔۔۔اور اس بار۔۔۔

اس بار گولی۔۔اس کی ٹانگ میں لگی تھی۔۔اس بار وہ برداشت نہیں کر پائی۔۔وہ لڑکھڑائی۔۔اور گر گئی۔۔اس گہری کھائی میں۔۔۔اس اندھیرے میں۔۔

گولی ایک بار اور چلی تھی۔۔ اور اس بار۔۔ اس نے دیکھا۔۔ گولی اسکی ٹانگ میں لگی تھی۔۔ درد کی ایک لہر جسم میں دوڑی تھی۔۔ اور اس بار وہ کھڑا نہیں رہ سکا تھا۔۔ وہ لڑکھڑایا تھا۔۔ اور گر گیا تھا۔۔ بیڈ کا کونا اس کے سر پر لگا تھا۔۔ خون اب اس کے سر۔۔ ہاتھ۔۔ بازو اور ٹانگ سے بہہ رہا تھا۔۔۔

" فرہاد۔۔۔ فرہاد۔۔۔ یہ کیا کیا تم نے؟؟؟ فرہاد کیا ہوا ہے۔۔۔" مایا کی تڑپتی ہوئی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔

" میں گر گیا۔۔۔ میں بھی اس اندھیری کھائی میں گر گیا مایا۔۔۔" آنسو تیزی سے اسکی آنکھوں نے نکل رہے تھے۔۔ نظیں چھت پر لگی تھیں۔۔ مگر نظروں کے سامنے وہی لڑکی تھی۔۔ وہی کھائی تھی۔۔ وہی اندھیرا تھا۔۔

" دیکھو۔۔ دیکھو امل۔۔۔" اور فرہاد کے ہونٹوں سے نکلے یہ الفاظ مایا کو ایک بت بنا گئے تھے۔۔ وہ رک گئ تھی۔۔

" میں بھی گر گیا۔۔ تمہارے ساتھ۔۔ اسی اندھیری کھائی میں امل۔۔۔ کیسے برداشت کیا تم نے میرا ظلم۔۔ کیسے سہہ لیا تم نے یہ سب۔۔۔ امل۔۔۔ دیکھو میں گر گیا امل۔۔۔ میں گر گیا۔۔ میں گر گیا۔۔۔ امل۔۔۔ امل۔۔۔۔۔!!" ایک دلخراش چیخ اس کے نام کی اسکے ہونٹوں سے نکلی اور پھر۔۔۔ چاروں طرف اندھیرا چھا گیا۔۔۔ اب کچھ بھی سامنے نہیں تھا۔۔ اب بولنے کی سکت نہیں رہی تھی۔۔ اب آنکھیں بھاری ہو چکی تھیں۔۔ وہ بند ہو چکی تھیں۔۔۔ اور اب۔۔ بس اندھیرا تھا۔۔ اس کھائی کا۔۔ اندھیرا۔۔۔۔

" یہ تم نے کیا کیا فرہاد" اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔ آج دو دن ہو گئے تھے اسے اس جگہ۔۔ اس طرح بے جان پڑے ہوئے۔۔ اور اسے نہیں یاد تھا کہ ان دو دنوں میں وہ ایک پل کے لئے بھی اس کے پاس سے ہٹی ہو۔۔

" اس لڑکی کے لئے تم یہ سب کیسے کر سکتے ہو۔۔ ایک بار بھی نہیں سوچا میرے لئے۔۔۔ ہمارے پاس ایک دوسرے کے علاوہ ہے ہی کون؟" اپنا ماتھا اس کے ہاتھ کی پشت پر ٹکایا تھا۔۔

" تمہیں کچھ ہو جاتا تو پھر کون رہتا؟؟ کون رہتا میرا اپنا فرہاد۔۔ کیا وہ لڑکی مجھ سے زیادہ اہم ہے؟؟ آخر ہے کون وہ لڑکی جس کے لئے تم نے یہ سب کیا؟؟ کون ہے وہ امل۔۔۔ کون ہے وہ؟" اس کے آنسو فرہاد کے ہاتھوں کو گیلا کر چکے تھے۔۔ اور جانے۔۔ یہ اس کے آنسوؤں کا اثر تھا۔۔ یا پھر اس کے سوالات کا۔۔ کہ اچانک۔۔ اس کے ہاتھوں نے حرکت کی تھی۔۔

" فرہاد۔۔۔"" اس نے چونک کر سر اٹھایا۔۔۔ فرہاد کی آنکھیں آہستہ آہستہ کھل رہی تھیں۔۔

" شکر ہے۔۔ شکر ہے تمہیں ہوش آیا۔۔۔ فرہاد۔۔ مجھے سن رہے ہو تم؟" وہ اب اس پر جھکی کہہ رہی تھی۔۔

" امل۔۔۔۔" اور یہ پہلا لفظ تھا جو فرہاد نے ادا کیا تھا۔۔

" مایا۔۔ فرہاد۔۔ مایا ہوں میں" اسے لگا شاید وہ اسے پہچان نہیں سکا۔۔۔ لیکن وہ امل کو کیوں پہچاننا چاہتا تھا۔۔

"کیوں۔۔ کیوں بچایا مجھے تم نے مایا۔۔ مرنا چاہتا ہوں میں۔۔ نہیں جی سکتا اب۔۔ مجھے مرنے دو" آنسو کا ایک قطرہ فرہاد کی دائیں آنکھ سے نکل کر تکیے پر جذب ہوا تھا۔۔

" مرنا چاہتے ہو؟؟ اس لڑکی کے لئے مرنا چاہتے ہوں۔۔ اور میں؟ میں کیا کرونگی فرہاد؟ تمہارے علاوہ اور ہے ہی کون میرا؟" اس نے اپنا سوال دہرایا تھا۔۔ اسے فرہاد پر افسوس اور غصہ دونوں ایک ساتھ آ رہا تھا۔۔

" اسکا بھی تو کوئی نہیں بچا۔۔ میں نے اسکا کوئی نہیں چھوڑا مایا۔۔ میں اسکا سامنا نہیں کر سکتا۔۔ میں ایسے نہیں جی سکتا" اسکا لہجہ اسکا درد ظاہر کر رہا تھا۔۔ اور اس کے اس درد پر مایا کو حیرت ہوئی تھی۔۔

" آخر تمہیں اسکی اتنی پرواہ کیوں ہو رہی ہے فرہاد۔۔۔ تم تو اسے مارنا چاہتے تھے نا؟ تو مار دو۔۔ مار دو اسے اور آزاد ہو جاؤ اس عذاب سے" وہ شاید خود بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔۔ یا شاید وہ جان کر سب کہہ رہی تھی۔۔ اپنے بھائی کو اس حال میں دیکھ کر آج وہ سب کچھ بھول گئی تھی۔۔ مصطفی، امل۔۔ اور انصاف۔۔۔ سب ۔۔

" کوئی اپنی محبت کو کیسے مار سکتا ہے مایا؟ کیسے؟" اور فرہاد کے الفاظ نے ایک بار پھر۔۔ اسے حیران کر دیا تھا۔۔ وہ بس اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔۔ محبت۔۔ اور فرہاد۔۔ وہ بھی امل سے۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

" تمہیں اس سے محبت کب ہوئی فرہاد؟" ایک قدم پیچھے ہوتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" اسی پل۔۔ جب میں نے اپنی آنکھ کھولی۔۔ اور سامنے اسے کھڑا دیکھا۔۔ وہ میرے ساتھ بیٹھنا چاہتی تھی۔۔" وہ مسکرایا تھا۔۔ ایسے جیسے ایک بار پھر وہ منظر اسکی نظروں کے سامنے سے گزر رہا ہو۔۔

" اور میں نے اسے بیٹھنے دیا۔۔ جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں چاہتا تھا وہ میرے ساتھ ہی بیٹھے۔۔ میں تو پوری زندگی اس کے ساتھ رہنا چاہتا تھا مایا۔۔ مگر دیکھو۔۔۔ دیکھو کیا ہوا میرے ساتھ۔۔" وہ آگے بھی کہہ رہا تھا۔۔ اور مایا آگے بھی سن رہی تھی۔۔۔ حیرانگی سے۔۔۔ بے یقینی سے۔۔

" کیا ہوا؟ تم اتنے پریشان کیوں لگ رہے ہو؟" واجد نے مصطفی سے پوچھا تھا۔۔ وہ جانے جب سے سوچ کے کسی اور جہاں میں گم تھا۔۔

" مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے کچھ بہت برا ہونے والا ہے واجد۔۔ کچھ ایسا جو نہیں ہونا چاہئے" دھیمی آواز میں کہا تھا ۔۔ اسے جب سے فرہاد کے بارے میں معلوم ہوا تب سے ہی اسے پریشانی ہو رہی تھی۔۔ یہ ایسا نہیں تھا جیسا اس سب نے پلین کیا تھا۔۔ انہیں تو لگا کہ فرہاد امل کو دوبارہ مارنے کی کوشش کرے گا۔۔ اور وہ اسے رنگے ہاتھوں پکڑیں گیں۔۔ مگر فرہاد کے ایسے رئیکشن کی تو کسی نے بھی امید نہیں رکھی تھی۔۔ لیکن یہ صاف ظاہر ہو چکا تھا۔۔ کہ امل سے محبت کرتا ہے۔۔ مگر۔۔ اب کیا؟؟ کیا اب وہ اس محبت میں امل کی مدد کرے گا؟ یا پھر۔۔ وہ امل کے لئے زیادہ خطرناک بن جائے گا۔۔ جو بھی تھا۔۔ دونوں صورتوں میں ہی حالات بگڑنے والے تھے۔۔۔

" ہم سب شروع سے جانتے تھے مصطفی کہ ان سب میں کبھی بھی کچھ بھی برا ہو سکتا ہے۔۔"

" ہاں۔۔ مگر امل کے لئے مجھے بہت ٹینشن ہو رہی ہے واجد۔۔ اسے کوئی نقصان نہ ہو" وہ واقعی امل کے لئے بے حد پریشان تھا۔۔

" امل کی سیکیورٹی کا انتظام ہم بہت پہلے کر چکے ہیں مصطفی۔۔ اسے ہمارے ہوتے ہوئے کچھ بھی نہیں ہو سکتا"

" امید ہے ایسا ہی ہو" اس کے ایک گہری سانس لی تھی۔۔ یقین تو وہ کرنا چاہتا تھا مگر جانے کیوں۔۔ دل یہ ماننے کو تیار نہیں تھا۔۔ جانے کیوں؟

وہ بے چین تھا۔۔ بے حد بے چین۔۔ اور یہ بے چینی بے سبب نہیں تھی۔۔ یہ امل کی خاموشی سے تھی۔۔
جب سے اسے فرہاد کی حالت کا معلوم ہوا تھا۔۔ وہ جانے کیوں بلکل خاموش ہو گئ تھی۔۔
اور یہی خاموشی تو ماسٹر کو پریشان کر رہی تھی۔۔ ایک ہی سوال تھا جو پچھلے دو دن سے اسے بے چین کر رہا تھا۔۔ مگر اب اور نہیں۔۔ وہ اب مزید یہ سب برداشت نہیں کر سکتا۔۔

" امل کہاں ہے؟" اس نے کچن میں موجود ملازمہ سے پوچھا تھا۔۔

" جی صاحب وہ باہر لان میں ہیں" ملازمہ کا جواب سنتے ہی وہ لان کی جانب آیا تھا۔۔ اس نے دیکھا۔۔ وہ لان میں لگے جھولے پر بیٹھی تھی۔۔ نظریں آسمان پر تھیں۔۔ مگر وہ جانتا تھا کہ صرف نظریں ہی آسمان پر تھیں۔۔ جبکہ امل خود تو کہیں اور تھی۔۔۔ مگر کہاں؟ اور اسی سوچ کے ساتھ وہ تیزی سے امل کی جانب بڑھا تھا۔۔

" کیا دیکھ رہی ہو؟" ماسٹر کی آواز اسے سوچوں کی دنیا سے باہر لائی تھی۔۔ اسے احساس ہی نہیں ہوا کہ کب وہ اسکے پاس آکر بیٹھا تھا۔۔

" اسکی شان۔۔" ایک اداس مسکراہٹ لئے اس نے کہا تھا۔۔

" کیا مطلب؟" وہ سمجھا نہیں تھا۔۔

" میں انصاف لینے چلی تھی ماسٹر۔۔ اپنے ماں باپ کے قاتلوں کو سزا دلوانے چلی تھی۔۔ تم سب کے ساتھ۔۔ اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر میں انصاف کے راستے پر چلی تھی۔۔ جانتے ہو۔۔ میں ہمیشہ سوچتی تھی کہ میرا اب اس دنیا میں کوئی نہیں رہا۔۔ میں سوچتی تھی کہ میرے ساتھ یہ سب کیوں ہوا؟ اللہ نے مجھ سے ان دونوں کو کیوں چھین لیا؟ مجھے اس دنیا میں اکیلا کیوں کر دیا۔۔ مگر پھر۔۔ مجھے مصطفیٰ ملا۔۔ ایک بہت مخلص دوست۔۔ جس نے مجھے حوصلہ دیا۔۔ آگے بڑھنے کا۔۔ جس نے میرے زخموں پر مرہم رکھا۔۔ لیکن میں پھر بھی سوچتی تھی کہ یہ زندگی میرے کسی کام کی نہیں ہے۔۔ کیوں زندہ ہوں میں؟ جب میرے ماں باپ نہیں رہے تو۔۔" وہ رکی تھی۔۔ اور اپنے پاس بیٹھے نائل شاہ کا دیکھا۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ بہت غور سے۔۔

" پھر تم میرے سامنے آئے۔۔ مجھے بہت تنگ کرنے کے بعد ماسٹر۔۔ تم میرے سامنے آہی گئے۔۔ تم نے مجھے مقصد دیا۔۔ تم نے کہا کہ تم مجھے انصاف دلواؤ گے۔۔ تم نے کہا تم میرے لئے۔۔ انصاف کے لئے اپنے ہی بابا کے

خلاف ہو جاؤ گے۔۔ تم نے مجھے میری اس زندگی کا مقصد دیا ماسٹر۔۔ تم نے مجھے احساس دلایا کہ میری یہ زندگی میرے ماں باپ کے قاتلوں کو سزا دینے کے لئے ہے۔۔ اور میں تمہارے ساتھ چل پڑی۔۔ تمہارے ساتھ اس حویلی میں آگئی۔۔ تہارے ساتھ میں نے سامنا کیا۔۔ اپنے ماں باپ کے قاتل۔۔ فرہاد کا۔۔ شہزاد شاہ تھا۔۔ مگر ۔۔" وہ رکی تھی۔۔

"مگر؟"

" مگر آج دیکھو۔۔ میرے ماں باپ کو قتل کرنے والا۔۔ میری محبت میں گرفتار بیٹھا ہے۔۔۔ آج میرے ماں باپ کے قاتل کا ضمیر جاگ اٹھا۔۔ اور یہ کیسا پرشدت دھچکہ تھا اس کے لئے۔۔ کہ وہ اتنا جنونی ہو گیا۔۔ مجھے مارنے کا ارادہ کرنے والا وہ شخص آج میرے سامنے آجانے کے ڈر سے خود کو مار چکا ہے۔۔ آج اسکی حالت پر کتنا ترس آتا ہے نا۔۔ اور جانتے ہو۔۔ فرہاد کی یہ محبت میرے سامنے کیا لائی ہے؟" وہ اب دوبارہ آسمان کی جانب دیکھ رہی تھی ۔۔

"کیا؟"

" اللہ۔۔ آج میرے سامنے خدا آگیا ہے نائل۔۔ آج مجھے احساس ہوا کہ اس سفر میں میرے ساتھ اللہ سب سے پہلے تھا۔۔ اللہ سب سے پہلے ہے۔۔ ہم نے جو کچھ بھی کیا۔۔ مل کر کیا۔۔ سوچ سمجھ کر کیا۔۔ ہر خطرہ مول کر کیا ۔۔ ایک دوسرے کا ساتھ دے کر کیا۔۔ مگر وہ اللہ۔۔۔" وہ مسکرائی تھی۔۔ ایک سچی مسکراہٹ۔۔

" مگر وہ اللہ کتنی خاموشی سے سب کر گیا۔۔ کتنی خاموشی سے اس نے میرے لئے انصاف کا راستہ کھول دیا۔۔ کتنی خاموشی سے۔۔ مجھے احساس بھی دلائے بنا۔۔ اس نے میرے ماں باپ کے قاتل کو کیسی بہترین سزا دی نائل۔۔ اس کے دل میں محبت ڈال دی۔۔ اور پھر۔۔ اسکا ضمیر جھنجھوڑ دیا۔۔ کتنی بہترین سزا دی۔۔۔ بے شک۔۔ وہ بہتر

انصاف کرنے والا ہے" امل نے اپنی آنکھیں بند کر کے ایک گہری سانس لی تھی۔۔ایک پر سکون سانس۔۔جو جانے کتنے ہی عرصے بعد اسے نصیب ہوئی تھی۔۔

" تم نے میرا نام لیا امل" کچھ دیر بعد کی خاموشی کے بعد نائل نے کہا۔۔اور امل نے چونک کر اسکی جانب دیکھا تھا ۔۔نا سمجھی سے۔۔

" بے شک وہ دلوں میں محبتوں کا بیج بونے والا ہے۔۔۔بہت خاموشی سے۔۔اور پھر۔۔یہ بیج پھوٹ کر اپنی جڑیں پھیلاتا ہے۔۔ہر کدورت کو مٹا دیتا ہے۔۔اور انسان کو جب تک اس کا احساس ہوتا ہے۔۔وہ ایک مضبوط درخت بن چکا ہوتا ہے۔۔ایک ایسا درخت۔۔جس کی جڑوں کو اگر اکھاڑنے کی کوشش بھی کریں جو دل تڑپ جاتا ہے ۔۔دل پھٹ جاتا ہے۔۔مگر یہ درخت۔۔پھر بھی قائم رہتا ہے۔۔ہمیشہ کے لئے" وہ رکا تھا۔۔امل نے محسوس کیا کہ وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا۔۔مگر شاید۔۔مناسب الفاظ کا چناؤ کر رہا تھا۔۔

" ایک ایسا ہی ایک بیج اس رات اس نے میرے دل میں بھی بو دیا تھا امل۔۔اور جب مجھے اس کا احساس ہوا۔۔تو یہ ایک مضبوط درخت بن چکا تھا۔۔اس درخت کی جڑیں میرے دل میں پھیل چکی ہیں۔۔میں چاہ کر بھی اسے اکھاڑ کر پھینک نہیں سکتا۔۔ایسی سوچ بھی مجھے تڑپا دیتی ہے۔۔امل۔۔" نائل نے اسے پکارا تھا جیسے۔۔اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے۔۔امل کو محسوس ہوا۔۔جیسے سینے میں کوئی چیز بہت زور سے دھڑک رہی ہو۔۔جیسے کوئی چیز باہر نکلنے کے لئے بے چین ہو۔۔مگر وہ خود کو کمپوز کیے بیٹھی تھی۔۔اسے مزید سننے کے لئے۔۔

" دل پر لگا ہوا محبت کا درخت بنجارا ہوتا ہے۔۔اسے جب تک اپنے محبوب کی محبت کی چھینٹ نہیں ملتی۔۔یہ کھلتا نہیں ہے۔۔یہاں پت جھڑ رہتی ہے۔۔اور جس دن محبوب کی محبت کی پہلی چھینٹ اس پر پڑتی ہے۔۔اسی دن یہ پت جھڑ رک جاتی ہے۔۔محبت برستی ہے تو درخت کھل اٹھا ہے۔۔یہ پھل دیتا ہے۔ہر طرف بس بہار ہوتی ہے

۔۔" وہ مسکرایا تھا۔۔ایک اداس مسکراہٹ۔۔اور امل نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔۔ایک دکھ۔۔ایک اداسی ۔۔ایک کمی۔۔۔مگر کیوں؟وہ سمجھ نہیں سکی تھی۔۔اور اچانک وہ کھڑا ہوا تھا۔۔اس سے منہ موڑ کر۔۔امل کو لگا جیسے زندگی نے منہ موڑ لیا ہو۔۔دل اچانک ہی خاموش ہو گیا تھا۔۔جانے کیوں؟

" میرا دل بنجر ہے امل۔۔میں محبت کی اس چھینٹ کا منتظر ہوں۔۔میں بہار کو محسوس کرنا چاہتا ہو۔۔وہ اللہ جس نے فرہاد کے دل میں یہ درخت اگایا۔۔اور اسے جھنجوڑ دیا۔۔میں اس تڑپ کو محسوس کرنے سے ڈرتا ہوں امل ۔۔کیا تم نہیں ڈرتیں؟؟" ایک سوال ہوا تھا۔۔ایسا سوال۔۔جو امل کو حیران کر گیا تھا۔۔

"کیا اس خدا نے۔۔اسی خاموشی سے۔۔تمہارے دل میں یہ بیج نہیں بویا امل؟کیا میرا انتظار لاحاصل ہے؟" اور یہ وہ سوال تھے۔۔جنھوں نے امل کو کانپنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔وہ کیا پوچھ رہا تھا اس سے؟اور یہ کیسی بے چینی ہونے لگی تھی اسے۔۔یہ کیسے سوال تھے۔۔جو اس کے دل اور دماغ کو متاثر کر رہے تھے۔۔یہ کیسے سوال تھے جنھوں نے اس دھڑکن کو مزید تیز کر دیا تھا۔۔اس نے دیکھا۔۔وہ وہاں سے جا چکا تھا۔۔اسے محسوس ہوا کہ جیسے اچانک کوئی مضبوط حصار ٹوٹا ہو۔۔اچانک ہی سب خالی ہو گیا ہو۔۔ہر چیز اچانک ہی۔۔بے معنی ہو گئی ہو۔۔ اور اپنے اس خالی پن میں گم امل۔۔اپنے دل کی احساسات میں الجھی امل۔۔یہ محسوس ہی نہ کر سکی۔۔کہ کوئی نسوانی وجود ایک کونے میں چھپا۔۔سب سن چکا تھا۔۔

وہ ہسپتال سے باہر نکلی تھی۔۔ماتھے پر بل لئے۔۔غصے سے لال آنکھیں لئے۔۔ایک ارادہ لئے۔۔ایک سوچ لئے۔۔

اپنی گاڑی میں آکر اس نے ایک لفافہ نکالا تھا۔۔ یہ وہی لفافہ تھا جو رمشائ کے ذریعے اس نے منگوایا تھا۔۔ یہ لفافہ کھول کر اس نے ایک بار پھر وہ لیٹر پڑھا۔۔ اور ایک معنی خیز مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آئی تھی۔۔

" تم نے میرے بھائی کو اپنے عشق کے جال میں پھنسا کر اپنا انتقام لیا امل۔۔ یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔۔ اب۔۔۔ وہ کام جو فرہاد نے تمہاری محبت میں ادھورا چھوڑ دیا۔۔ اسے میں پورا کرونگی۔۔ میں اپنے بھائی کو سزا نہیں ہونے دونگی۔۔ کبھی نہیں۔۔" اور اسی کے ساتھ اس نے اپنی گاڑی آگے بڑھا دی تھی۔۔

اب اگر ہسپتال کے اندر اس کمرے میں آؤ۔۔ جہاں فرہاد پٹیوں میں جکڑا بیڈ پر آدھا بیٹھا تھا۔۔ اس کے دائیں جانب رکھی کرسی پر احمد بیٹھا بغور اسکی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔۔

" اب تم کیا کروگے ؟" سوال احمد کی جانب سے ہوا تھا۔۔

" میں یہ موقع نہیں گنواؤنگا" پرسوچ انداز میں کہا تھا۔۔ احمد نے دیکھا۔۔ اس کی نظریں کھڑکی سے باہر آسمان کی جانب تھیں۔۔ جیسے وہ کچھ تلاش کر رہا ہو۔۔ جیسے وہ کچھ سوچ رہا ہو۔۔

" کیسا موقع ؟"

" دوبارہ زندگی ملنے کا موقع۔۔۔ میں اسے استعمال کرونگا احمد" وہ جیسے ایک فیصلہ کر چکا تھا۔۔

" اور کس کے لئے استعمال کروگے تم اسے ؟" احمد کو اسکی ذہنی حالت پر کچھ شک ہوا تھا۔۔

" ضمیر سے آزادی کے لئے" اور فرہاد کا جواب اسے سب سمجھا چکا تھا۔۔

" آر یو شیور ؟"

" ہنڈریٹ پرسنٹ۔۔ اب جاؤ" نظریں دوبارہ کھڑکی کی جانب کی تھیں۔۔

" کہاں ؟"

" نائل شاہ کے پاس۔۔۔اسے کہو۔۔مجھے اس سے بات کرنی ہے" اور اس بار اس کی آواز میں پہلے سے زیادہ مضبوطی تھی۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی مسلسل کسی گہری سوچ میں گم تھی۔۔جب سے امل اور نائل کی باتیں سنی تھی۔۔حقیقت ایک آئینے کی طرح اس کے سامنے ظاہر ہو چکی تھی۔۔اور جب سے یہ حقیقت ظاہر ہوئی تھی۔۔اسے لگا کہ جیسے اب منزل حاصل کرنا زیادہ مشکل نہیں تھا۔۔

اب ذہن میں دو باتیں چل رہی تھی۔۔ایک یہ کہ کیا اسے شہزاد شاہ کو سب بتا دینا چاہیئے؟ اگر وہ ایسا کرتی ہے۔۔تو اس طرح نائل یہاں سے مزید دور چلا جائے گا۔۔لیکن وہ تو صرف امل کو راستے سے ہٹانا چاہتی ہے۔۔نائل اسے یہی اس حویلی میں ہی چاہیئے۔۔اس کے ساتھ۔۔اور اگر وہ شہزاد شاہ کو کچھ نہیں بتاتی۔۔تو پھر وہ امل تو کیسے اپنے راستے سے ہٹا سکتی ہے۔۔جبکہ اسکے ساتھ نائل کھڑا ہے۔۔اب دونوں کے درمیان موجود ہے فرہاد۔۔فرہاد ہی ایک واحد راستہ ہے اس کے پاس۔۔مگر اسکی موجودہ حالت بتا رہی تھی کہ وہ شاید امل کے خلاف کچھ نہ کرے۔۔

" کچھ سوچوں زویا۔۔۔کچھ سوچوں۔۔کچھ ایسا کے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے" وہ اب کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔۔۔اچانک اس کے موبائل کی مسیج ٹیون بجی۔۔اس نے دیکھا۔۔کوئی انجان نمبر تھا۔۔

" اگر نائل شاہ واپس چاہیئے۔۔۔تو اس ایڈریس پر آدھے گھنٹے میں آجاؤ۔۔تمہاری محسن"

" میری محسن؟ اب یہ کون ہے؟" دماغ ایک نئی سوچ پر چل چکا تھا۔۔مگر جواب کوئی نہیں تھا۔۔

" نائل شاہ تو ہر قیمت پر چاہیئے۔۔دیکھتے ہیں" کہتے ساتھ موبائل اپنے بیگ میں ڈال کر وہ بیگ اٹھاتی باہر کی جانب گئی تھی۔۔۔اپنی محسن سے ملنے۔۔۔

وہ اس وقت اپنی اس چھوٹی سی سٹڈی میں بیٹھا تھا جو اس کے کمرے کے ساتھ ہی اٹیچ تھی۔۔ آج اس نے اپنے دل کی بات امل سے کہہ دی تھی۔ آج اس نے اظہار کر دیا تھا۔۔ جب سے فرہاد کی محبت امل پر ظاہر ہوئی تھی۔۔ وہ ان سکیور محسوس کر رہا تھا۔۔ اسے ڈر تھا۔۔ کہ کہیں امل۔۔ فرہاد کی محبت کے آگے نرم نہ پڑ جائے۔۔ کہیں فرہاد کی محبت کی شدت امل تک پہنچ کر اسے اس سے دور نہ کر دے۔۔ امل اس کے بارے کیا سوچتی ہے؟ یہ وہ نہیں جانتا۔۔ مگر وہ اتنا ضرور جانتا ہے کہ امل کے سوا۔۔ وہ کسی کے بارے میں کچھ نہیں سوچ سکتا۔۔ امل کی خاموشی نے اسے مزید بے چین کر دیا تھا۔۔ بہت سے سوالات تھے جو اس کے دماغ میں گھوم رہے تھے۔۔۔ اور انکے جوابات صرف اور صرف امل کے پاس تھے۔۔ مگر اس میں ہمت نہیں تھی۔۔ کہ وہ اس کے سامنے کھڑا ہو کر پوچھ سکتا۔۔ مگر۔۔ اپنے اندر اتنی ہمت اس نے پیدا کر لی تھی کہ وہ امل تک اپنے جزبات پہنچا سکتا تھا۔۔ اور آج اس نے یہ کر دیا تھا۔۔ یہ سوچ کر۔۔ کہ شاید اب اسکی بے چینی کچھ کم ہو جائے۔۔ مگر نہیں۔۔ اب وہ مزید بے چین ہو چکا تھا۔۔ اب ایک نئی پریشانی اسے لاحق ہو چکی تھی۔۔ امل کے جواب کی پریشانی۔۔۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو؟ اگر وہ اس سے دور ہو گئی تو؟ اور یہ سوچ ہی اسے ڈرانے کے لئے کافی تھی۔۔

موبائل پر بجنے والی رنگ ٹیون۔۔ اسے سوچوں کی دنیا سے باہر لائی تھی۔۔

" ہیلو "

" نائل شاہ بات کر رہے ہیں؟ " ایک انجان آواز تھی۔۔

" یس۔۔ ہو آر یو؟ " سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔

" احمد۔۔ فرہاد کا قریبی دوست " اور اس کے جواب پر وہ چونک کر سیدھا ہوا تھا۔۔

" تم؟ کیوں کال کی ہے؟ " اسے نا جانے کیوں غصہ آنے لگا تھا۔۔

" آپکو بتانے کے لئے۔۔ کہ کل شام۔۔ اس ایڈریس پر۔۔ وہ آپکا انتظار کرے گا۔۔" اور اسی کے ساتھ کال کٹ کر دی گئ تھی۔۔ جبکہ نائل۔۔ اپنی جگہ حیران رہ گیا تھا۔۔ اب یہ شخص اس سے کیا چاہتا تھا؟

اور یہاں سے کچھ دور۔۔ ایک ریسٹورانٹ میں۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھی تھیں۔۔

" کون ہو تم؟" ویٹر کے جانے کے بعد زویا نے سامنے بیٹھی اس لڑکی سے پوچھا تھا۔۔

" سمجھو کہ تمہاری منزل کا راستہ ہوں" مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اور تم میری منزل کیسے جانتی ہو؟"

" کیونکہ میں مایا ہوں۔۔۔ اور مایا۔۔ سب جانتی ہے۔۔" مسکرا کر کہتے ہوئے اس نے کافی کا کپ اٹھایا تھا۔۔

" مایا۔۔ فرہاد کی بہن؟" اس بار مسکرانے کی باری زویا کی تھی۔۔

" تمہیں کیسے پتہ؟" اور اس بار حیران ہونے کی باری مایا کی تھی۔۔

" کیونکہ میں زویا شاہ ہوں۔۔ اور شاہ سب جانتے ہیں" مسکرا کر کافی کا کپ اٹھایا تھا۔۔

" تو تمہیں سب معلوم ہو چکا ہے۔۔"

" ہاں۔۔ آج ہی آشکار ہوا سب مجھ پر"

" گڈ۔۔ تو پھر کام کی بات کرتے ہیں۔۔" وہ اب اسکی جانب جھکی تھی۔۔

" امل کو راستے سے ہٹا کر نائل کو حاصل کرنا چاہتی ہو نا تم؟" دھیمی آواز میں پوچھا تھا۔۔ اور اب زویا بھی اسکی جانب جھکی تھی۔۔

" امل کو راستے سے ہٹا کر۔۔ اپنے بھائی کو شہزاد شاہ سے بچانا چاہتی ہو نا تم؟ لیکن نائل شاہ سے کیسے بچاؤ گی"

" نائل شاہ سے اسے شہزاد شاہ بچائے گا۔۔جب امل ہی نہیں رہے گی ۔۔تو نائل شاہ انصاف کس کو دلوائے گا؟"
اور مایا کے جواب پر ایک معنی خیز مسکراہٹ زویا کے ہونٹوں پر آئی تھی ۔۔

" ویل ڈن ۔۔تو پھر بتاؤ۔ ارادے کیا ہیں؟" اور اس سوال پر اپنی چمکتی مسکراتی آنکھوں کے ساتھ ۔۔اب مایا کچھ کہہ رہی تھی ۔۔کچھ ایسا۔۔جو زویا کو یقیناً بہت پسند آرہا تھا۔۔مگر وہ ایسا تھا کیا؟؟

یہ صبح کے گیارہ بجے کا وقت تھا۔۔جب اسکی آنکھ کھلی اور نظر سامنے رکھے صوفے پر پڑی تھی ۔۔تین دن۔۔آج تین دن ہو گئے تھے اور وہ حویلی سے غائب تھا۔۔اس نے اپنا موبائل اٹھا کر تین دن پرانا مسیج پڑھا۔۔

" آخری قدم اٹھانے کا وقت آگیا ہے۔۔میرے اشارے کا انتظار کرو" بس۔۔اور وہ غائب۔۔

" اف ماسٹر۔۔تم نے میرا سکون تباہ کر دیا ہے۔۔۔ایسے بھی کوئی غائب ہوتا ہے کیا؟" اسے اب چڑ ہونے لگی تھی ۔۔

بیڈ سے اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم کی جانب گئی ہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔۔

" کم ان"

" کیا میں آسکتی ہوں؟" دروازے سے زویا نے اندر جھانکا تھا۔۔ہونٹوں پر مسکراہٹ لئے۔۔وہ اندر آئی تھی ۔۔

" تم آچکی ہو آلریڈی" اسے اب بھی زویا کے بدلے انداز پر حیرت ہو رہی تھی ۔۔اچانک ہی وہ اس کے لئے اتنی اچھی ہو گئی تھی ۔۔اب ظاہر ہے۔۔اس کے پیچھے بھی کوئی بات ہی تھی ۔۔مگر امل اب تک وہ بات جان نہیں پائی تھی ۔۔

" ہاں۔۔تم آج پھر لیٹ اٹھی ہو۔۔سب بریک فاسٹ کر چکے ہیں مگر۔۔میں تمہارا انتظار کر رہی تھی ۔۔"

" میرا انتظار؟ کیوں؟"

" بس میرا دل چاہ رہا تھا تمہارے ساتھ ناشتہ کرنے کا۔۔ میں چاہتی ہوں کہ ہم دونوں اچھے دوست بن جائیں"

اسکا ہاتھ تھام کر کہا تھا۔۔ واٹ آ کلیور گرل۔۔ وہ بس سوچ کر رہ گئ تھی۔۔

" آفکورس۔۔ تم جاؤ میں شاور لے کر آئی"

" جلدی آنا" اسے کہہ کر وہ کمرے سے جا چکی تھی جبکہ امل اپنا سر ہلاتی واش روم کی جانب بڑھی تھی۔۔ دال میں کچھ کالا ضرور ہے امل۔۔

کچھ دیر بعد وہ ڈائننگ ٹیبل پر زویا کے ساتھ بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی۔۔

" ویسے۔۔ نائل اور تم پہلی بار کہاں ملے؟" بعد زویا نے کہا تھا۔۔

" ملے نہیں تھے۔۔ بس یہ سمجھو کہ میں کھینچ کر لے آئی اسے" مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔ ذہن میں انکی پہلی مالاقات والی رات ظاہر ہوئی تھی۔۔ کیسے اس نے سارے کیمرے ہٹا کر اسے مجبور کر دیا تھا آنے پر۔۔ اسی یاد کے ساتھ ہی اسکی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔

" لگتا ہے بہت خوبصورت ملاقات تھی" اسکی مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" خوبصورت نہیں۔ مگر۔۔ بہت دلچسپ بھی" گہری مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کافی کا کپ اٹھایا تھا۔۔ جبکہ زویا نے اپنی جھوٹی مسکراہٹ میں اپنا حسد چھپا دیا تھا۔۔

جبکہ یہاں سے بہت دور۔۔ مصطفی کے اس فلیٹ میں آؤں۔۔ تو لاؤنج کے صوفوں پر چار لوگ بیٹھے تھے۔۔ مصطفی اور واجد۔۔ ماسٹر۔۔ اور ان تینوں کے سامنے۔۔ فرہاد۔۔ جس کے سر پاؤں اور بازو میں اب بھی پٹیاں لگی تھیں۔۔

" تم سمجھ گئے کہ تم نے کیا کرنا ہے؟" ماسٹر کے سوال پر سب کی نظریں فرہاد کی جانب اٹھی تھیں۔۔

" سب سمجھ چکا ہوں۔۔ آپکو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔" اسکا پریقین انداز وہاں موجود ہر انسان کو مطمئن کر رہا تھا۔۔

" ٹھیک ہے۔۔ پھر۔۔ تم جا سکتے ہو" ماسٹر نے کھڑے ہوئے تھے اور اسی کے ساتھ وہ سب بھی۔۔

" ہمیں یہ سب بہت احتیاط سے کرنا ہو گا فرہاد۔۔۔ اور اس سے بھی زیادہ ہوشیاری کی ضروت تمہیں ہے مصطفی" ماسٹر نے دونوں کو ایک ساتھ مخاطب کیا تھا۔۔

" میں کوئی گڑبڑ نہیں ہونے دونگا ماسٹر۔۔ پھر چاہے اس میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے" اٹل لہجہ تھا۔۔

" تمہاری جان بہت قیمتی ہے بھائی۔۔ اور میں تمہاری جان کو کوئی نقصان نہیں ہونے دونگا" یہ واجد کے الفاظ تھے ۔۔ جس پر وہاں موجود ہر شخص مسکرایا تھا۔۔

" تم نے بہت بہادری دکھائی ہے فرہاد۔۔ مجھے امید ہے کہ آگے بھی تم مضبوط رہو گے" ماسٹر نے اپنا ہاتھ فرہاد کی جانب بڑھایا تھا۔۔ جس نے مصطفی اور واجد کے منہ کھول دیئے تھے۔۔

" ماسٹر کو تو اس کے ہاتھ نہیں توڑنے چاہیئے؟" مصطفی نے واجد کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔

" وہ ماسٹر ہیں۔۔ جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے اسکے ہاتھ توڑ دیئے تو شہزاد شاہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑی کیسے لگے گی" واجد نے دھیمی آواز میں کہا تھا۔۔

" لیکن پریشان مت ہو۔۔ شہزاد شاہ کو ہتھکڑی لگ جانے کے بعد وہ سب سے پہلا کام اسکا ہاتھ توڑنے کا ہی کریں گے" اور واجد کی بات پر مصطفی کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ آئی تھی۔۔ آخر چاہتا تو مصطفی بھی یہی تھا۔۔

" میری جنگ میرے ضمیر سے ہے نائل شاہ۔۔ اور اس جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لئے میں کچھ بھی کر گزروں گا۔۔ بنا ڈرے" اور اسی کے ساتھ فرہاد نے ماسٹر کا ہاتھ تھاما تھا۔۔

"گڈ" اسی کے ساتھ فرہاد وہاں سے جاچکا تھا جبکہ ماسٹر اب مصطفی کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔۔

"کسی بھی قسم کی کوئی گڑبڑ نہیں ہونی چاہیئے مصطفی۔۔وہ وہاں اکیلی ہے۔۔ اپنی جان کو اس نے صرف ہمارے کہنے پر خطرے میں ڈالا ہے۔۔" ماسٹر نے اسے ایک اور بار سمجھانا ضروری سمجھا تھا۔۔

"میں ایسی کوئی گڑبڑ نہیں ہونے دونگا جو اسکے لئے خطرہ بنے" حتمی انداز میں کہا تھا۔۔

"آمین" اور اسی کے ساتھ مصطفی بھی وہاں سے جاچکا تھا۔۔ جبکہ ماسٹر کا رخ اب واجد کی جانب تھا۔۔

"رات تک نیوز لیک ہو جانی چاہیئے۔۔اور اس کے بعد۔۔ مصطفی کی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے واجد۔۔ مجھے اس پر بلکل بھی شک نہیں ہے۔وہ اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر اپنا کام مکمل کرے گا۔۔ لیکن۔۔ مجھے اسکی جان کی پرواہ ہے۔۔اور اس لئے۔۔ تم اس کی حفاظت کروگے"

"آپ فکر مت کریں ماسٹر۔۔اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا؟"

"گڈ۔۔جاؤ تم بھی" اور واجد کے جانے کے بعد ماسٹر نے ایک گہری سانس لی تھی۔۔

"اٹس یور ٹرن" جیب سے موبائل نکال کر امل کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔

جبکہ دوسری جانب۔۔ اپنے کمرے میں بیٹھی امل نے فوراً کال ریسیو کی تھی۔۔ تین دن سے اسی کے انتظار میں تو تھی وہ۔۔

"ہیلو" بے چین سی امل کی آواز پر ماسٹر کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ آئی تھی۔۔

"لگتا ہے میری کال کا بے چینی سے انتظار تھا کسی کو؟"

"خوش فہمی ہے تمہاری ماسٹر" صاف انکار ہوا تھا۔۔

"حقیقت سے اور کتنا نظریں چراؤ گی امل۔۔ کبھی نا کبھی تو سامنا کرنا ہی ہے تم نے"

" حقیقت ہی تو دیکھ رہی ہو ماسٹر۔۔ اور حقیقت۔۔ شہزاد شاہ ہے" سنجیدگی سے جواب آیا تھا۔۔

" فکر مت کرو۔۔ تمہاری یہ حقیقت کل انجام کو پہنچنے والی ہے۔۔ اور ایک نئی حقیقت کا آغاز بے حد قریب ہے امل" اور ماسٹر کے جواب نے اسے سب سمجھا دیا تھا۔۔

" تو وقت آگیا۔۔"

" ہاں۔۔ وقت آگیا۔۔ اب جاؤ۔۔ اور آج رات ایک اور میٹھا بناؤ" اسی کے ساتھ کال کٹ ہو گئی تھی۔۔ اور امل ہونٹوں پر مسکراہٹ لئے باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔

اسے آج شام ایک اور میٹھا بنانا تھا۔۔ شہزاد شاہ کے لئے۔۔ ایک خاص میٹھا۔۔

وہ اپنی سٹڈی میں بیٹھے مسلسل ایک نمبر ڈائل کر رہے تھے مگر جانے کیوں نمبر لگ ہی نہیں رہا تھا۔۔ آج تین دن ہو گئے تھے۔۔ اور فرہاد غائب تھا۔۔ آخری بار ملنے والی اطلاع کے مطابق وہ بہت بری حالت میں ہسپتال لے جایا گیا تھا۔۔ شاید اسکی بہن اسے لے کر گئی تھی۔۔ دو گولیاں لگی تھیں اسے۔۔ مگر کیسے؟ یہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہو سکا تھا۔۔ اور پھر اچانک۔۔ تین دن پہلے وہ ہسپتال سے غائب ہو گیا۔۔ اور کہاں گیا؟ یہ بھی اب تک معلوم نہیں ہو سکا تھا۔۔ اور اوپر سے اسکا نمبر بھی بند جا رہا تھا۔۔

" فرہاد۔۔ فرہاد۔۔ کہاں ہو تم؟ کہاں ہو؟" موبائل کو میز پر پٹختے ہوئے کہا تھا۔۔ اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔

" کم ان" کرسی پر سیدھے ہوتے ہوئے انہوں نے آنے والے کو اجازت دی تھی۔۔ ایک آدمی بلیک پینٹ کوٹ پہنے اندر داخل ہوا اور سیدھا انکے سامنے آکر کھڑا ہوا۔۔

" کیا خبر ہے ؟" سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔

" وہ اپنے فلیٹ آ گئے ہیں۔۔ اکیلے ہیں۔۔ انکی بہن بھی انکے ساتھ نہیں ہے باس" مشینی انداز میں جواب آیا تھا ۔۔

" اور اسکا موبائل کیوں بند ہے ؟"

" ٹوٹ گیا ہے شاید"

" شاید !!" وہ ایک دم دھاڑتے ہوئے کھڑے ہوئے تھے۔۔

" کیا شاید کی کوئی گنجائش دی ہے میں نے تمہیں ؟ تین دین بعد تم یہ شاید لے کر میرے سامنے آئے ہو ؟" وہ فوراً ہی اس پر برسے تھے جبکہ وہ سر جھکائے کھڑا رہا تھا۔۔

" سوری باس۔۔ میں سب معلوم کرتا ہوں"

" کسی کام کے نہیں ہو تم لوگ۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے" اور شہزاد شاہ کی اس دھاڑ پر وہ الٹے پاؤں باہر نکلا تھا جبکہ لاؤنج کے ایک کونے میں کھڑی امل کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ آئی تھی۔۔

" انکا حال تو ٹریلر دیکھنے سے پہلے ہی خراب ہو گیا۔۔ آگے کیا ہو گا تمہارا شہزاد شاہ ؟" معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہوئے وہ سٹڈی کی جانب بڑھی تھی۔۔ جبکہ زویا جس کے کانوں میں اسکے الفاظ پہنچ چکے تھے اب اسکے پیچھے آئی تھی۔۔

دروازے پر ہونے والی دوبارہ دستک نے شہزاد شاہ کو مزید غصہ دلا دیا ہے۔۔

" کیا ہے ؟" چلاتے ہوئے وہ پلٹے تھے مگر سامنے کھڑی امل کو دیکھ کر انہیں خود کو قابو میں رکھنا پڑا تھا۔۔

" تم۔۔ آؤں۔۔ بیٹھو" ہونٹوں پر زبردستی کی مسکراہٹ سجاتے ہوئے انہوں نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

" میں نے کسٹرڈ بنایا ہے۔۔ سوچا آپ کے لئے لے آؤں" کسٹرڈ میز پر رکھ کر وہ ان کے سامنے کھڑی کہہ رہی تھی۔۔

" اور آج یہ میٹھا تم نے کس خوشی میں بنایا ہے؟"

"کیونکہ آج بہت خوش ہوں میں۔ آخر۔۔ مجھے میرے ماں باپ کا قاتل جو مل گیا" اور امل کے الفاظ پر شہزاد شاہ نے چونک کر اسے دیکھا۔۔ کچھ تھا۔۔ آج امل کے انداز میں کچھ نیا تھا۔۔۔

" اچھا۔۔۔ کیسے۔۔ کون ہے وہ؟" ماتھے پر پسینہ لئے پوچھا تھا جبکہ امل کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔

" فرہاد نام ہے اسکا۔۔ سنا ہے۔۔ آپکا بہت قابلِ اعتماد شخص ہے وہ۔۔" وہ ایک قدم اسکی جانب بڑھی تھی۔۔ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے۔۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ فرہاد! وہ ایسا کیوں کرے گا" وہ اس وقت حیرت کی انتہاہ پر تھے۔۔ فرہاد کے بارے میں انہیں کیسے معلوم ہوا؟ یہ سب کیسے ہو گیا تھا؟

" یہ تو ہو چکا ہے شہزاد شاہ۔۔ تم نے ٹھیک کہا۔۔ فرہاد ایسا کیوں کرے گا؟ لیکن میں جانتی ہوں کہ وہ ایسا کیوں کرے گا۔۔" وہ ایک قدم اور آگے ہوئی تھی۔۔ اب وہ اسکے بلکل مقابل تھی۔۔

" وہ ایسا اپنے باس کے کہنے پر کریگا۔۔ وہ ایسا تمہارے کہنے پر کرے گا شہزاد شاہ۔۔ تم نے میرے ماں باپ کو قتل کرنے کے لئے اسے ہائر کیا۔۔ اور اس نے اپنی جاب مکمل کی" اور امل کا ایک ایک لفظ شہزاد شاہ پر بجلی بن کر گر رہا تھا۔۔

”یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم؟ میں اپنے ہی بھائی کو قتل کرونگا؟ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا؟“ وہ ایک بار پھر دھاڑے تھے۔۔

”آواز نیچے شہزاد شاہ۔۔ آواز نیچے رکھ کر بات کرو ورنہ سب سن لیں گے۔۔ سب جان لینگے کے کس طرح تم نے میرے بابا اور ماما کو زندہ جلا ڈالا۔۔ کس طرح تم نے مجھے مارنے کی آخری حد تک کوشش کی۔۔ اور تمہیں کیا لگا۔۔ میں کچھ نہیں جانتی؟ میں سب جانتی ہوں شہزاد شاہ۔۔ میرے بابا مرنے سے پہلے مجھے سب بتا گئے تھے۔۔ تم نے ایک مہینے تک ان پر نظر رکھی۔۔ اور موقع ملتے ہی تم نے گھر میں آگ لگوا دی۔۔ تم تو سوچ رہے تھے کہ ہم تینوں مر جائینگے اور قصہ ختم۔۔ مگر میں بچ گئی۔۔ میں بچ گئی کیونکہ میں اس وقت گھر میں تھی ہی نہیں۔۔ اور اس کے بعد بھی تمہیں چین نہیں آیا۔۔ تم نے مجھے مروانے کے لئے فرہاد کو دوبارہ آرڈر کیا۔۔ میں جہاں ملو۔۔ مجھے ختم کر دے۔۔ مگر وقت کا کھیل دیکھو شہزاد شاہ۔۔ میں تمہارے بیٹے سے ٹکرا گئی۔ اور وہ بیچارہ۔۔ میری محبت میں گرفتار ہو گیا۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے شہزاد شاہ؟“ اس نے ایک بار پھر سامنے کھڑے اس شخص کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔۔ جہاں خوف اور حیرت دونوں تھے۔۔

”تمہارے بیٹے سے شادی کیوں کی میں نے؟ ہاں۔۔۔ صرف تم تک پہنچنے کے لئے۔۔ سوچوں ذرا۔۔۔ سوچوں شہزاد شاہ جب اسے سب معلوم ہو گا تو تمہارا کیا ہو گا؟؟ کون بچائے گا تمہیں؟ اب تو میرے پاس ثبوت بھی ہے۔۔ فرہاد۔۔ وہ میرے پاس ہے شہزاد شاہ۔۔ اور اب وقت آگیا ہے کہ تمہارے بیٹے کو تمہاری حقیقت معلوم ہو جائے“ کہتے ساتھ ایک مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی تھی۔۔

”تم۔۔۔“ اور شہزاد شاہ ایک بھوکے شیر کی طرح اسکی جانب بڑھا اور اسکا گلہ دبا کر تیزی سے اسے دیوار کے ساتھ لگایا تھا۔۔

" تم کسی کو کچھ نہیں بتاؤ گی۔۔۔ اگر تم نے اپنی زبان کھولی۔۔ تو میں تمہیں قتل کر دونگا۔۔مار دونگا میں تمہیں امل " اپنی لال سرخ آنکھوں سے اسے گھورتے ہوئے وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہہ رہے تھے۔۔ جبکہ امل کے ہونٹوں سے مسکراہٹ اب بھی کم نہیں ہوئی تھی۔۔

" مار دو مجھے شہزاد شاہ۔۔ کیونکہ اگر میں زندہ رہی۔۔ تو خاموش نہیں رہونگی۔۔ لیکن سوچنے والی بات پتہ ہے کیا ہے۔۔ میری گردن پر تمہارے ہاتھوں کے نشان میرے لئے ایک اور ثبوت کا کام کریں گے" اور امل کی بات پر جیسے شہزاد شاہ کو کرنٹ لگا ہو۔۔ وہ فوراً اس سے دور ہوا تھا۔۔ یہ وہ کیا کر رہا تھا؟ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے قتل نہیں کر سکتا تھا۔۔ ایسا کرنے سے وہ پکڑا جا سکتا تھا۔۔ اسے کچھ اور کرنا تھا۔۔ کچھ اور سوچنا تھا۔۔

" بائی داوے۔۔۔" اس نے دیکھا امل میز پر رکھے ٹی۔وی ریموٹ کی جانب بڑھی تھی۔۔

" لگتا ہے تم نے اس وقت ہی بریکنگ نیوز نہیں دیکھی" کہتے ساتھ اس نے ٹی۔وی آن کیا تھا۔۔ اور سامنے کے منظر نے شہزاد شاہ کے پیروں تلے زمین کھینچ لی تھی۔۔

" تو ناظرین آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہاں اس گھر میں تقریباً ایک سال پہلے آگ لگی تھی اور پولیس کی رپورٹ کے مطابق گھر میں اس وقت کوئی فرد نہیں تھا۔۔ لیکن آج پولیس کو دو انسانوں کی جلی ہوئی لاشیں جنہیں گھر کے لان میں دفن کیا گیا تھا ملی ہیں۔۔ باڈیز کے جل جانے اور اتنے مہینے گزر جانے کی وجہ سے انکی نشاندہی نہیں ہو سکی مگر اب تک کی اطلاع کے مطابق یہ ایک مرد اور ایک عورت ہے۔۔ ہم آپ کو پھر سے بتاتے چلیں ناظرین جیسا کے آپ اپنی سکرین پر دیکھ سکتے ہیں کہ اس گھر کے لان سے پولیس کو۔۔۔۔" نیوز اینکر آگے بھی کہہ رہا تھا۔۔

سکرین پر گھر کا لان اور وہاں سے نکالی گئیں باڈیز دھندلی دکھائی جا رہی تھیں۔۔ امل کی آنکھوں سے آنسو ایک

بار پھر رواں تھے۔۔ جبکہ شہزاد شاہ اپنی جگہ سکتے میں آ گیا تھا۔۔ وہ ایک پل کے لئے بھی سکرین سے نظر نہیں ہٹا پا رہا تھا۔۔

" اس ایک رات میں تم نے میرے ماں باپ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا شہزاد شاہ" امل کی بھیگی ہوئی آواز شہزاد شاہ کو اسکے سکتے سے باہر لائی تھی۔۔ نظروں کا رخ اب امل کی جانب مڑا تھا۔۔ جو اپنے آنسو صاف کر کے ایک بار پھر پوری بہادری کے ساتھ اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔

" آج میں تمہیں ایک رات دیتی ہوں۔۔ بس یہ ایک رات۔۔ یہ ایک رات ہے تمہارے پاس شہزاد شاہ۔۔ اور کل کا سورج تمہیں جلا کر راکھ کر دے گا۔۔ بس یہ ایک رات" اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس نے ایک آخری بات کہی تھی۔۔ جبکہ شہزاد شاہ بس اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔۔

زویا نے دیکھا۔۔ امل سٹڈی سے باہر نکل کر اوپر اپنے کمرے کی جانب گئ تھی۔۔ آنکھوں میں آنسو لئے۔۔

" مان گئ امل۔۔ بہت بہادر ہو تم" کہہ کر وہ کچن کی جانب آئی تھی۔۔ جہاں اس نے امل کے لئے ایک کپ کافی تیار کرنا تھا۔۔ اپنے ہاتھوں سے۔۔۔

اب اگر سٹڈی کی جانب آؤ تو وہی شخص دوبارہ سٹڈی کے اندر آیا تھا۔۔ اور میز کا سارا سامان زمین پر گرا دیکھ کر وہ تھوڑا گھبرا گیا تھا۔۔

" باس۔۔" اپنا سر جھکاتے ہوئے اس نے شہزاد شاہ کو مخاطب کیا تھا جو کھڑکی کی جانب رخ کئے کھڑا تھا۔۔

" صبح کا سورج نکلنے سے پہلے مجھے فرہاد کی موت چاہیئے۔۔ تمہارے پاس صرف چند گھنٹے ہیں" اور جہاں شہزاد شاہ کے آرڈر پر وہ حیران ہوا تھا وہی ان کی آواز کی سنجیدگی سے وہ یہ بھی جان گیا تھا کہ معاملہ کچھ گڑبڑ ہے۔۔

"کام ہو جائے گا باس" وہ کہہ کر وہاں سے جا چکا تھا۔۔ جبکہ شہزاد شاہ اپنی جگہ کھڑا اب آگے کے بارے میں سوچنے میں مگن تھا۔۔

تین دن ہو گئے تھے اسے فرہاد سے ملے ہوئے۔۔ جانے وہ اچانک کہاں غائب ہو گیا تھا۔۔ اور پھر آج احمد نے بتایا کہ وہ واپس اپنے فلیٹ آ گیا ہے۔۔ مگر وہ اس سے صبح ملنے کا کہہ رہا تھا۔۔ ابھی وہ آرام کرنا چاہتا تھا۔۔ ٹھیک ہے اگر وہ آرام کرنا چاہتا ہے تو۔۔ مگر جو چیز اسے پریشان کر رہی تھی وہ یہ کہ آخر وہ اتنے دن کہاں غائب تھا؟ موبائل پر ہونے والی بیل اسے سوچوں کی دنیا سے باہر لائی تھی۔۔

"بولو؟" کال رسیو کرتے ساتھ اس نے کہا تھا۔۔

"تم نے آج کی نیوز دیکھی؟" کچن شیلف پر بیٹھی زویا نے کہا تھا۔۔

"نہیں۔۔۔ کیوں؟" مایا کچھ الجھی تھی۔۔

"دیکھو ذرا" زویا کی بات پر مایا نے بیڈ سے ریموٹ اٹھا کر ٹی۔وی آن کیا تھا۔۔ اور سامنے کے منظر نے اس پر بجلیاں گرا دی تھیں۔۔ یہ کیا تھا؟ یہ کیا ہو رہا تھا؟

"یہ۔۔ یہ کیسے ہوا؟" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔۔ ٹی۔وی پر ٹکیں اسکی نظریں حیران تھیں۔۔

"تمہارے بھائی کا دیا ہوا سرپرائز ہے یہ۔۔ اور تایا اس وقت بہت پریشان ہیں"

"آئی کانٹ بیلیو دِس۔۔ وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟" مایا کو اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔۔

"دیکھو ڈیئر ایسا تو اب وہ کر چکا ہے۔۔ اور سچ پوچھوں تو ہم دونوں کے حق میں بہت اچھا ہوا ہے یہ۔۔"

"وہ کیسے؟" وہ اسکی بات سمجھی نہیں تھی۔۔

" تایا نے امل کو قتل کرنے کی دھمکی دی ہے۔۔ اور اس وقت اگر امل قتل ہو جاتی ہے۔۔ تو بتاؤ ذرا۔۔ قاتل کون ہوا؟" ایک معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ زویا نے کہا تھا۔۔

" شہزاد شاہ" مایا اب اسکی بات سمجھ چکی تھی۔۔

" تو وقت آگیا ہے ڈاکٹر مایا۔۔ اپنے پلین پر امل کرنے کا" اسی کے ساتھ زویا نے کال کٹ کر دی تھی۔۔ جبکہ دوسری جانب موجود مایا کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آئی تھی۔۔

" وقت آگیا امل۔۔ وقت آگیا" خود سے کہتے اس نے ٹی۔ وی آف کیا تھا۔۔۔

اس اندھیری رات میں جہاں فرہاد اپنے فلیٹ کے کمرے میں سو رہا تھا۔۔۔ وہی باہر ایک شخص بلیک پینٹ کوٹ پہنے اپنی ماسٹر کی سے اس کے فلیٹ میں دبے پاؤں میں داخل ہوا تھا۔۔۔

دوسری جانب آؤ تو کافی کے کپ سے بھاپ اڑتی دکھائی دے رہی تھی۔۔ جبکہ پاس کھڑی زویا نے اس بھاپ نکلتی کاپی کے کپ میں ایک چھوٹی سی شیشی میں موجود کوئی دوائی ڈالی تھی۔۔ بھاپ اب بھی نکل رہی تھی۔۔ کپ کو ہتھیلی سے پکڑ کر اس نے اپنے چہرے کے سامنے کیا تھا۔۔

" اس ظالم دنیا سے تمہاری نجات مبارک ہو امل" ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے وہ امل کے کمرے کی جانب آئی تھی۔۔

وہ شخص اب دبے پاؤں فرہاد کے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔ کمرے کے قریب پہنچ کر اس نے اپنے کوٹ کے دائیں جانب ہاتھ لگا کر محسوس کیا۔۔ اندر کوئی سخت چیز تھی۔۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے نکالا۔۔ وہ ایک بلیک کلر کی چمکتی ہوئی گن تھی۔۔۔

اس نے امل کے کمرے کا دروازہ ناک کیا۔۔ مگر اندر سے کوئی جواب نہ پا کر وہ اندر داخل ہوئی تھی۔۔

اس نے دیکھا۔۔ وہ کھڑکی سے باہر آسمان کی جانب کسی گہری سوچ میں گم تھی۔۔

"کافی؟" امل کی پاس پہنچ کر اس نے کافی کا کپ اسکی جانب بڑھایا تھا۔۔

"تھینکس" کپ تھامتے ہوئے امل نے کہا اور دوبارہ باہر کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔۔

"تم کچھ پریشان لگ رہی تھی۔۔ میں نے سوچا شاید تمہیں میری ضرورت ہو"

"مجھے صرف تنہائی کی ضرورت ہے زویا۔۔ پلیز" اسکی جانب دیکھے بنا اس نے کہا تھا۔۔

"اوک۔۔ مگر کافی ضرور پی لینا۔۔ تمہارے مائینڈ کو فریش کرنے میں مدد دے گی یہ" مسکرا کر کہتی ہوئی وہ دوبارہ کمرے کے دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔ مگر باہر نکلنے سے پہلے۔۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔ امل نے کافی کا پہلا گھونٹ لے لیا تھا۔۔۔

اس شخص نے اب فرہاد کے کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔۔ جو اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔ درمیان میں رکھے بیڈ پر فرہاد سو رہا تھا۔۔ شاید یہ اس کی دی ہوئی دوائی کا اثر تھا ورنہ فرہاد تو ایک آہٹ سے ہی اٹھ جاتا تھا۔۔ وہ شخص اب دبے قدموں سے بیڈ کی جانب بڑھا۔۔ اس کے قریب آتے ہی اس نے ایک گہری سانس لے کر گن کا رخ فرہاد کے سر کی جانب کیا۔۔۔

امل نے کافی کا خالی کپ میز پر رکھا۔۔ نیوز میں اپنا گھر اور اپنے ماما بابا کی باڈیز دیکھنے کے بعد وہ خود کو سنبھال نہیں پا رہی تھی۔۔ دل جیسے درد سے کراہ رہا تھا۔۔ وہ تڑپ رہی تھی۔۔ اس نے کپ میز میں رکھ کر اب اپنا رخ سٹڈی کی جانب کیا تھا۔۔ وہ اس وقت خود کو مصروف کرنا چاہتی تھی۔۔ مگر۔۔ اچانک ہی۔۔ اسے رکنا پڑا تھا۔۔ جانے کیا ہو رہا تھا؟

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

اس شخص نے گن کے ٹریگر پر اپنی انگلی رکھی تھی۔۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اسے دبا پاتا۔۔۔ کمرے میں تیزی سے آتے مصطفی نے اس کا بازو پکڑ کر گمایا تھا۔۔ وہ اب اس کے ہاتھ سے گن لینے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ مگر اسکی گرفت مضبوط تھی۔۔۔ اس نے اپنے دوسرے ہاتھ سے مصطفی کے پیٹ پر مکا مارا تھا۔۔ اور اس جھٹکے سے وہ فوراً نیچے گرا تھا۔۔ جبکہ اس شخص نے گن کا رخ ایک بار پھر فرہاد کی جانب کیا تھا۔۔

امل نے محسوس کیا۔۔ اسکا جسم کانپ رہا ہے۔۔ ایسے جیسے کوئی کرنٹ اس میں دوڑ رہا ہو۔۔ اچانک ہی۔۔ اسے اپنے گلے میں درد کی ٹیس محسوس ہوئی۔۔ وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی۔۔ مگر شاید اسکی آواز بھی کہیں گم ہو گئ تھی۔۔ درد بڑھ رہا تھا،۔۔ وہ اب سر کی جانب راستہ بنا رہا تھا۔۔ اسے محسوس ہوا۔۔ آس پاس کا ماحول دھندلا رہا ہو۔۔ اسے محسوس ہوا جیسے ٹانگوں سے جان نکل گئ ہو۔۔ وہ اچانک ہی۔۔ منہ کے بل نیچے گری تھی۔۔۔

وہ ایک بار پھر سے ٹریگر دبانے لگا تھا مگر مصطفی نے تیزی سے آکر اسکا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ گن اس کے ہاتھ سے لینے کی کوشش کی تھی۔۔ گرفت اب بھی مضبوط تھی۔۔ مگر دونوں میں سے کوئی بھی اسے چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔۔ اس شخص نے اس بار اپنے بازو کا کونا مصطفی کے منہ پر مارا تھا۔۔ وہ تڑپ کر پیچھے ہوا۔۔ اس کے ہونٹوں سے اب خون نکل رہا تھا۔۔

"بہت شوق ہے اسے بچانے کا۔۔۔ اب اس کے ساتھ مرو تم" اب اس شخص نے اپنی گن کا رخ مصطفی کی جانب کیا تھا۔۔ جبکہ مصطفی نے ایک بار پھر اسے تھاما تھا۔۔ دونوں اپنی پوری جان لگا رہے تھا۔۔ گن کا رخ اب مصطفی کے پیٹ پر تھا۔۔۔

منہ کے بل گرنے سے اسکے سر پر چھوٹ لگی تھی۔۔ مگر درد یہ چوٹ نہیں بلکہ گلے میں اٹھتی ہوئی ٹیس دے رہی تھی۔۔ اسکا پورا جسم اب بھی کانپ رہا تھا۔۔ آنکھیں سرخ ہو رئی تھیں۔۔۔ وہ چیخنا چاہتی تھی۔۔ مگر آواز کوسوں

دور تھی۔۔۔اسے محسوس ہوا۔۔اسکے وجود سے جان آہستہ آہستہ نکل رہی ہو۔۔اسے محسوس ہوا۔۔کوئی دروازہ کھول کر اسکی جانب بھاگتا ہوا آیا۔۔

گن کا رخ مصطفی کے پیٹ پر تھا مگر اس سے پہلے۔۔کہ مصطفی اسے موڑ پاتا۔۔ٹریگر دبایا گیا تھا۔۔۔بس ایک پل کی بات تھی۔۔اور سب رک گیا تھا۔۔فائر کی آواز نے جہاں فرہاد کو اس نشے سے باہر لایا۔۔وہیں مصطفی اپنی جگہ رک گیا تھا۔۔ایسے جیسے جسم ساکت ہو گیا ہو۔۔

" مصطفی۔۔۔مصطفی" اسے کہیں سے واجد کی آواز سنائی دی تھی۔۔مگر وہ بس دیکھ رہا تھا۔۔اپنے سامنے کھڑی موت کو۔۔۔

" امل۔۔امل۔۔۔یہ کیا ہوا امل۔۔۔تم اتنی لاپرواہ کیسے ہو سکتی ہو؟" وہ اس دھندھلاتے منظر میں کسی کو خود پر جھکتے محسوس کر رہی تھی۔۔اپنے گال تھپتھپاتے محسوس کر رہی تھی۔۔وہ اسے دیکھ نہیں پا رہی تھی۔۔مگر یہ آواز ۔۔یہ آواز وہ لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔۔

" آنکھیں مت بند کرنا۔۔امل۔۔خدا کے لئے۔۔اپنی آنکھیں کھولو۔۔ایسا نہیں کر سکتی تم میرے ساتھ۔۔تم مجھے نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔خدا کے لئے امل۔۔۔آنکھیں کھولو" وہ اسکی بات ماننا چاہتی تھی۔۔مگر اسکی پلکیں بہت بھاری ہو رہی تھیں۔۔اتنی۔۔کہ وہ یہ بوجھ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔وہ اس سے کچھ کہنا چاہتی تھی مگر اسکی آواز کہیں گم ہو گئی تھی۔۔اور اسکی جان بھی۔۔

" پلیز امل۔۔پلیز۔۔میرے ساتھ ایسا مت کرو امل۔۔پلیز" وہ اس سے التجا کر رہا تھا۔۔وہ تڑپ رہا تھا۔۔مگر اس تڑپ کو سننے والا کوئی نہیں بچا تھا۔۔امل کی گردن جھول گئی تھی۔۔جسم سے جان نکل گئی تھی۔۔اس کے ہاتھ زمین پر گر چکے تھے۔وہ بے جان ہو گئی تھی۔۔۔

" امل۔۔۔۔۔۔۔۔!!!" اورنائل شاہ کی دلخراش چیخ نے اس حویلی کے درو دیوار ہلا کر رکھ دیئے تھے۔۔۔

صبح کا سویرا آہستہ آہستہ چارسو پھیل چکا تھا۔۔ جہاں کئی لوگ اپنے دفاتر، بچے اپنے سکول، اور خواتین کچن کے کاموں میں مصروف ہو چکی تھیں۔۔ وہیں اپنی پوری شان و شوکت سے کھڑی اس حویلی کے باہر پریس کا ایک مجمع لگا تھا۔۔ تقریباً ہر چینل کے رپورٹر اپنے کیمرہ مینز اور مائکز کے ساتھ اپنے چینلز پر لائیو رپورٹنگ دینے میں مصروف تھے۔۔ ہر ایک کی زبان پر ایک جیسے ہی الفاظ تھے۔ جو کہ کچھ ایسے تھے۔۔

" ناظرین جیسے کے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہم یہاں شہزاد شاہ کی رہائش گاہ کے سامنے کھڑے ہیں۔۔ کل رات اس گھر کے لان سے ملنے والی ڈیڈ باڈیز کی نشاندہی کر دی گئی ہے جس سے معلوم ہوا ہے کہ وہ باڈیز شہزاد شاہ کے بھائی جہانگیر شاہ اور اپنی بیوی کی ہیں۔۔ جی ناظرین یہ جان کر آپ سب کو حیرت ہو گی کہ وہ گھر اور باڈیز شہزاد شاہ کے بھائی جو کہ کچھ سال پہلے لاپتہ ہو گئے تھے انکی اور انکی اہلیہ کی ہیں۔۔ پولیس سے ملنے والی اطلاع کے مطابق اس گھر میں آگ لگانے کے لئے ایک فرہاد نامی شخص کو ہائر کیا گیا تھا جس نے خود کو کل رات سیلنڈر کیا اور اسی نے ان باڈیز کی شناخت بتانے کے ساتھ ساتھ ایک حیران کن انکشاف کیا۔۔ جی ناظرین یہ حیران کن انکشاف یہ تھا کہ اسے جہانگیر شاہ اور انکی فیملی کو قتل کرنے کا آرڈر دینے والے کوئی اور نہیں بلکہ انکے سگے بھائی اور ایک کامیاب سیاستدان شہزاد شاہ ہیں۔۔۔ جی ناظرین آپ نے بلکل صحیح سنا ایک سال پہلے جہانگیر شاہ کے گھر میں لگنے والی آگ کے پیچھے کوئی اور نہیں بلکہ نامور سیاستدان اور انکے بھائی شہزاد شاہ ہیں۔۔۔ ملزم فرہاد نے پولیس کے حوالے وہ تمام ثبوت کر دیئے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس قتل کے پیچھے شہزاد شاہ ہیں اور انہیں ثبوتوں کی بنیاد پر

شہزاد شاہ کا اریسٹ وارنٹ جاری کر دیا گیا ہے۔۔جی ناظرین پولیس حویلی کے اندر جا چکی ہے اور کچھ ہی دیر میں شہزاد شاہ کو اریسٹ کر دیا جائے گا۔۔۔"

اب اگر اس حویلی کے اندر آؤں تو زویا اور سادیہ بیگم لاؤنج میں کھڑی پولیس کو حیرانگی سے دیکھ رہی تھیں۔۔

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟؟ آپ ایسے کیسے انہیں گرفتار کر سکتے ہیں؟" سادیہ بیگم نے احتجاج کیا تھا۔

" ہمارے پاس تمام ثبوت اور ارسٹ وارنٹ موجود ہے۔۔۔انہیں باہر بلائیں ورنہ ہمیں اندر جا کر انہیں لانا ہو گا" سخت لہجے میں جواب آیا تھا۔۔

" ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔۔وہ ایسا نہیں کر سکتے۔۔اپنے ہی بھائی کو کیوں ماریں گے وہ؟" سادیہ بیگم کچھ بھی ماننے سے انکاری تھیں۔۔

" یہ تو وہ خود بتائینگے کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا" اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہہ پاتیں نائل شاہ کی آواز نے سب کو ہلا دیا تھا۔۔

" شہزاد شاہ۔۔۔شہزاد شاہ۔۔۔باہر نکلو۔۔باہر آؤں شہزاد شاہ" سادیہ بیگم نے پلٹ کر دیکھا نائل امل کو اپنے بازوؤں میں اٹھائے سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا تھا۔۔لال سرخ آنکھوں میں غصے کے شعلے لئے۔۔تیزی سے ہر قدم اٹھاتے ہوئے وہ چیخ رہا تھا۔۔اور شاید یہ اسکی آواز میں موجود طوفان ہی تھا جس نے شہزاد شاہ کو اپنے سٹڈی روم سے باہر آنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

" تم ایسا کیسے کر سکتے ہو شہزاد شاہ؟ اپنے بھائی اور بھابھی کو مار کر تمہیں سکون نہیں ملا کہ اب تم میری بیوی کو بھی مارنا چاہتے ہو" انکے سامنے کھڑا وہ وہاں موجود سب لوگوں کے سروں پر بجلیاں گرا رہا تھا۔۔

" یہ تم کیا کہہ رہے ہو نائل؟" سادیہ بیگم کی جانب سے سوال کیا گیا تھا۔

" یہ آپ اپنے شوہر سے پوچھیں۔۔امل کو زہر دیا ہے انہوں نے۔۔۔میری بات کان کھول کر سن لو شہزاد شاہ۔۔اگر میری بیوی کو کچھ بھی ہوا تو میں تم پر یہ دنیا تنگ کر دونگا" شہزاد شاہ دھمکاتے ہوئے وہ تیزی سے حویلی کی پچھلی جانب بڑھا تھا۔۔امل کو فورا ٹریٹمنٹ دینا ضروری تھی۔۔اور سامنے میڈیا کے ہوتے ہوئے وہ یہ سب نہیں کر سکتا۔۔

" میں نے اسے زہر نہیں دیا نائل۔۔میں نے امل کو نہیں مارا" شہزاد کی آواز پر اسکے بڑھتے قدم رکے تھے۔۔

" جو شخص اپنے سگے بھائی اور بھابھی کو زندہ جلا سکتا ہے۔۔جو انکی بیٹی کو بار بار مارنے کی کوشش کر سکتا ہے۔۔وہ اسے زہر نہیں دے سکتا شہزاد شاہ۔۔گرفتار کرلیں انہیں انسپکٹر۔۔میری بیوی کو اس حال تک پہچانے والا یہ شخص مجھے جیل کے اندر چاہیے"

" گرفتار کرلو انہیں" پولیس کے آدمی اب شہزاد شاہ کی جانب بڑھے تھے جبکہ ماسٹر امل کو لے کر حویلی کی پچھلی جانب سے نکل چکا تھا جہاں واجد گاڑی لئے اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔

" جلدی چلو واجد۔۔ہمارے پاس وقت بہت کم ہے" امل کو پچھلی سیٹ پر لٹاتے ہوئے، اسکا سر اپنی گود میں رکھتے ہوئے ماسٹر نے کہا تھا۔جبکہ واجد گاڑی تیزی سے آگے بڑھا گیا تھا۔۔

اور اب اگر حویلی کے مین گیٹ پر آؤں۔۔تو شہزاد شاہ کے ہاتھ ہتھکڑی میں جکڑے تھے۔۔دونوں جانب سے پولیس نے اسکے بازو تھام رکھے تھے۔۔وہ شہزاد شاہ کو تیزی سے گاڑی تک لے جانا چاہتے تھے مگر انکے سامنے آتے نیوز اینکرز، انکے کیمرے اور انکے مائکز انکی رفتار کو دھیما کر رہے تھے۔۔سوالات کی برسات تھی جو شہزاد شاہ پر کی جا رہی تھی۔۔

" کیا یہ سچ ہے کہ آپنے فرہاد کو قتل کرنے کا کہا تھا؟"

" آپنے یہ سب کیوں کیا شہزاد شاہ؟"

" ایسی کیا بات ہو گئی کے آپ نے اپنے ہی بھائی کو مار ڈالا"

" کیا یہ سچ ہے کہ آپنے اپنی ہی بہو کو زہر دیا ہے؟"

" کیا آپکو ذرا بھی خوف نہیں آیا یہ سب کرتے ہوئے؟"

" کیا آپ ان سب پر شرمندہ نہیں ہے؟"

" سنا ہے آپنے اپنے سیاسی معاملات میں کامیابی کے لئے بھی ایسی ہی سازشی کیں ہیں۔۔ کیا یہ سچ ہے؟"

سوالات کی اس برسات کو اگنور کرتے ہوئے وہ پولیس کی گاڑی تک پہنچنے میں کامیاب ہو چکے تھے۔۔

کچھ دیر بعد۔۔ وہ گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں تھی جبکہ اس کے پیچھے ہی میڈیا کے لوگ بھی اب چل پڑے تھے۔۔

ایک ہفتے بعد:

یہ ایک خالی کمرہ تھا۔۔ جس کے درمیان میں ایک میز اور اس کے گرد تین کرسیاں رکھی تھیں۔۔ کمرے کی تینوں دیواریں خالی تھیں۔۔ لیکن چوتھی دیوار کے درمیان ایک بڑا شیشہ لگا تھا جس کا رنگ کالا تھا۔۔ یقیناً باہر کا کوئی منظر اس سے نظر نہیں آسکتا تھا مگر باہر کھڑے لوگ۔۔ اندر کے منظر کو دیکھ سکتے تھے۔۔ اب اگر اس کمرے کی کرسیوں پر نظر ڈالو تو ایک کرسی پر شہزاد شاہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھائے میز پر جھکا بیٹھا تھا۔۔ نظریں اپنے ہاتھوں پر ٹکائے وہ اپنے سامنے بیٹھے بلیک سوٹ پہنے بیٹھے شخص کی باتیں سن رہا تھا۔۔

" مجھے یقین نہیں آتا۔۔ آپ اتنی بڑی غلطی کیسے کر سکتے ہیں؟ اس شخص کو آپکے کئیے گئے ہر کام کا معلوم ہے۔۔ اور صرف اتنا ہی نہیں اس کے پاس تمام ثبوت ہیں۔۔ وہ سب کچھ پولیس کے حوالے کر چکا ہے۔۔ اب تو بات میڈیا میں بھی پھیل چکی ہے" وہ شخص جو شاید انکا وکیل تھا کہہ رہا تھا۔۔

" تو پولیس سے بدلوا دو ثبوت۔۔ اس فرہاد کا منہ بند کروا دو۔۔ یہ کام ہمارے لئے اتنا مشکل نہیں ہے۔۔ پیسہ استعمال کرو۔۔ طاقت استعمال کرو" شہزاد شاہ نے اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ ایک ہفتہ ہو گیا تھا اسے اس جیل میں۔۔ اور یہ بس وہ ہی جانتا تھا کہ اس نے یہ کیسے گزارا تھا۔۔

" آپکو کیا لگتا ہے؟ کیا میں نے یہ سب نہیں کیا؟" وکیل کی بات پر وہ حیران ہوئے تھے۔۔

" تو اب تک میں اندر کیوں ہوں؟" میز پر اپنا ہاتھ مارتے ہوئے انہوں نے غصے سے کہا تھا۔۔

" کیونکہ آپکے سامنے آپکا اپنا بیٹا ہے شہزاد شاہ۔۔ وہ بہت پہلے سے یہ سب کر رہا تھا۔۔ پوری انوسٹیگیٹشن ٹیم اس کے ساتھ مل کر کئی مہینوں سے آپکو انویسٹیگیٹ کر رہی تھی۔۔ آپکی ہر سانس پر انکی نظر تھی۔۔ وہ بھی لیگلی کورٹ کی اجازت کے ساتھ۔۔ اس کے علاوہ انکے ہیڈ نے اس کیس کو سیکریٹلی ہینڈل کیا۔۔ اتنا سیکریٹلی کے کسی کو بھی اسکی ہوا نہ لگی۔۔ وہ سارے ایسے لوگ ہیں جو طاقتور ہونے کے ساتھ ساتھ ایماندار بھی ہیں۔۔ اور اب انکے ہاتھ اتنے ثبوت ہیں کہ وہ پوری عمر آپکو اس جیل میں رکھ سکتے ہیں۔۔ اور جانتے ہیں اس کیس کا ہیڈ کون ہے؟" شہزاد شاہ نے سوالیاں نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

" کرائم انوسٹیگیٹر آفیسر نائل شاہ۔۔ وہ شروع سے سب جانتا تھا۔۔ سب کچھ" اور شہزاد شاہ پر یہ آخری بجلی تھی جو اس وکیل نے گرائی تھی۔۔ تو وہ سب جانتا تھا؟ تو انکا اپنا بیٹا ہی انکے خلاف تھا۔۔ تو وہ یہاں اپنے ہی بیٹے کے ہاتھوں پہنچا تھا۔۔ انہیں یاد آیا۔۔ آخری بار نائل شاہ کے کہے گئے الفاظ۔۔ لیکن۔۔ الفاظ سے زیادہ اسکی آنکھیں

۔۔کیسی نفرت تھی اسکی آنکھوں میں۔۔کیسا افسوس تھا اسکی آنکھوں میں۔۔۔کیسی شرمندگی تھی اسکی آنکھوں ۔۔

اور یہ پہلی بار تھا۔۔ہاں۔۔یہ اب تک کی زندگی میں پہلی بار تھا کہ شہزاد شاہ کے دل میں ٹیس اٹھی تھی۔۔یہ پہلی بار تھا کہ دل ٹوٹا تھا۔۔یہ پہلی بار تھا کہ دل درد محسوس کر رہا تھا۔۔وہی درد جو وہ آج تک دوسروں کو دیتے آئے تھے۔۔وہی درد جو اپنوں کے دور ہو جانے پر ہوتا ہے۔۔وہی درد جو دھوکے پر ہوتا ہے۔۔وہی درد جو اپنوں کی آنکھوں میں نفرت دیکھنے میں ہوتا ہے۔۔وہی درد۔۔جو اچانک آئینہ نظر آجانے پر ہوتا ہے۔۔آج شہزاد شاہ محسوس کر رہا تھا۔۔وہ ہر درد۔۔وہ ہر تکلیف۔۔مگر۔۔اب دیر ہو چکی تھی۔۔بہت دیر۔۔

" ہمارے پاس بس ایک ہی راستہ ہے" وکیل کی آواز انہیں سوچوں سے باہر لائی تھی۔۔راستہ؟کیا اب بھی کوئی راستہ ہے کیا؟

"کیسا راستہ؟"

" آپ سب قبول کر لیں۔۔بہتر یہی ہے کہ آپ کنفیشن کر لیں۔۔انکے پاس اتنے ثبوت ہیں کہ وہ آپکی پھانسی کا مطالبہ بھی کر سکتے ہیں۔۔اس صورتحال میں اگر آپ سب قبول کر لیتے ہیں تو ہم کوشش کر سکتے ہیں کہ آپکی سزا میں رعایت کی جائے۔۔پھانسی سے بہتر تو جیل ہے شہزاد شاہ۔۔کم از کم آپ زندہ تو رہینگے۔۔اور ہمیں جب بھی موقع ملے گا۔۔کچھ سالوں بعد۔۔جب لوگ یہ سب بھول جائینگے تو ہم آپکو یہاں سے غائب کروا دیں گے۔۔بس ایک یہی طریقہ ہے جس سے آپکی جان بچ سکتی ہے" وہ خاموش ہوا تھا۔۔اور شہزاد شاہ کی سوچ کو ایک نیا رخ ملا تھا۔۔

کچھ سالوں کی قربانی کے بعد اگر آزادی مل سکتی ہے۔۔تو یہ کوئی گھاٹے کا سودا تو نہیں تھا۔

”ٹھیک ہے۔۔میں کنفیشن کے لئے تیار ہوں۔۔مگر۔۔میں زیادہ انتظار نہیں کرونگا“ انہوں اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

” آپ اسکی فکر نہ کریں۔۔لوگ سب بھول کر اپنی زندگی میں مگن ہو جائیں۔۔تو ایک دن اس جیل سے کئی ملزم بھاگ جائیگے۔۔“ معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ وکیل نے کہا تھا۔۔

”ٹھیک ہے۔۔“ اور شہزاد شاہ کے دل کو کم از کم اتنا اطمینان تو ہو ہی چکا تھا کہ اب۔۔آزادی کا ایک راستہ کھلا تھا ۔۔بس تھوڑا سا صبر۔۔

کچھ دیر بعد وکیل تھانے سے باہر نکلا اور دائیں جانب کھڑی اپنی گاڑی کے اندر آ کر اس نے گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھائی۔۔تھانے سے کچھ دور جا کر اس نے ایک سائیڈ پر اپنی گاڑی روکی اور بیک سیٹ پر بیٹھے اس شخص کی جانب دیکھا۔۔وائیٹ شرٹ،بلو جینس پہنے۔۔آنکھوں پر گلاسس لگائے۔۔وہ سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا ۔

”کام ہو گیا ہے۔۔وہ ہر چیز کا اعتراف کرنے والے ہیں“ بیک مرر سے اس شخص کے سنجیدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔جس کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔

”گڈ ورک۔۔۔“ وہ اب اسکی جانب جھکا تھا۔۔اسکے کان کے بلکل قریب۔۔

” آج رات تم مجھے اس ملک کا چپا چپا چھان لینے کے بعد بھی نہ ملو“ دھمکی آمیز لہجے میں کہا تھا۔۔جس پر اس نے گھبرا کر سر ہلایا تھا۔۔

”ٹیک کیئر“

اور اسی کے ساتھ۔۔ اپنے آنکھوں پر لگے گلاسس کو ٹھیک کرتے ہوئے۔۔ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ۔۔ مصطفی۔۔ اس گاڑی سے باہر نکل کر روڈ کے دوسرے جانب کھڑے واجد کی جانب بڑھا تھا۔۔ اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے وکٹری کا نشان بناتے ہوئے۔۔ ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ سجائے۔۔

کچھ دنوں بعد:

" شہزاد شاہ کیس میں عدالت نے تمام ثبوتوں، ملزم فرہاد کے بیان اور خود شہزاد شاہ کے اقبالِ جرم کے بعد شہزاد شاہ کو عمر قید کی سزا سنائی ہے۔۔ اور آپ اپنے ٹی۔وی سکرین میں یہ منظر دیکھ رہے ہے اب پولیس شہزاد شاہ سینٹریل جیل منتقل کر رہی ہے۔۔ جیسا کے ہم سب جانتے ہیں کہ شہزاد شاہ جو ایک سیاستدان بھی تھے۔۔ مگر نا معلوم ذرائع سے ملنے والے کچھ ثبوتوں نے انکی اس سیاست کے پیچھے چھپے تمام جرائم کا پردہ فاش کر دیا ہے۔۔ اس کے علاوہ ایک سال پہلے جہانگیر شاہ جو کہ انکے بھائی تھے کہ گھر میں ملزم فرہاد کے ذریعے آگ لگوا کر انہیں اور نکی اہلیہ کو قتل کرنے میں کامیاب رہے اس کے علاوہ جہانگیر شاہ کی اکلوتی بیٹی جو کسی طرح اس دن بچ نکلی تھیں انہیں بھی زہر دے کر مارنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔ اور آج عدالت نے انہیں عمر قید کی سزا سنائی ہے بہت جلد انہیں سینٹرل جیل بھیج دیا جائے گا۔۔ ناظرین جیسے کے آپ دیکھ سکتے ہیں اس وقت۔۔۔۔۔۔" اور ٹی۔وی کی سکرین کے ساتھ ہی آواز بھی بند ہو گئی تھی۔۔

" فائینلی۔۔ سب ختم ہوا" مصطفی نے صوفے پر ٹیک لگائے ہوئے کہا تھا۔۔

" ہاں۔۔ فائینلی ہماری ایک سال کی محنت رنگ لے ہی آئی" واجد نے میز سے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

"ہماری؟" اسے حیرت ہوئی تھی۔

"صرف میری محنت۔۔ تم نے کیا کیا؟" مصطفی کو تو واجد کا ذرا سا بھی کریڈٹ لینا اچھا نہیں لگا تھا۔۔

"اس پورے قصے میں سب سے زیادہ اہم کام میں نے ہی کیئے ہیں۔۔" واجد بھی میدان میں آچکا تھا۔۔

"اچھا۔۔ اور وہ اہم کام کیا ہے؟ سوائے ڈرائیونگ کرنے اور لوگوں سے ٹکرا کر انکے موبائل چرانے کے" ویسے بات تو مصطفی کی بھی ٹھیک ہے۔۔

"ایک کھائی میں گرتی ہوئی لڑکی کو شطر مرغ کی سپیڈ سے جا کر بچانا اور ایک ناکارہ انسان کو شہزاد شاہ کے ایک عام سے بندے کی گن کی گولی کھانے سے بچانا۔۔ تو بولو ذرا کسی کی زندگی بچانے سے زیادہ اہم کام کیا ہو سکتا ہے؟" اور واجد کے جواب پر جہاں مصطفی کا منہ کھلا تھا۔۔ وہی ساتھ بیٹھی امل بھی مسکرائی تھی۔۔

"ویسے بات تو ٹھیک کی ہے واجد نے۔۔ اگر یہ نا ہوتا تو شاید تم اس وقت ہسپتال میں ہوتے مصطفی" اب امل نے بھی تو اپنا حصہ ڈالنا ہی تھا نا۔۔

"تو کیا میں نے کچھ نہیں کیا؟" مصطفی کو تو جیسے اب صدمہ لگا تھا۔۔

"کیا ہے نا۔۔ جی بھر کر لیپ ٹاپ استعمال" اور واجد کی بات پر وہاں بیٹھا ہر شخص ہنس پڑا تھا۔۔

"اگر میں جی بھر کر لیپ ٹاپ استعمال نہ کرتا تو آج ہمارے پاس یہ سارے ثبوت نہ ہوتے اور نہ ہی ہم یہ نیوز دیکھ رہے ہوتے۔۔ مت بھولوں کو اپنی جان پر کھیل کر میں نے شہزاد شاہ کی جیب سے ثبوت نکالے تھے" مصطفی تو جزباتی ہی ہو گیا تھا۔۔ بیچارہ مصطفی۔۔۔

"ٹھیک کہہ رہا ہے مصطفی۔۔ وہ کام واقعی بہت خطرناک تھا" امل نے ایک بار پھر اپنا حصہ ڈالا تھا۔۔

" کوئی خطرناک نہیں تھا۔۔ تم نے اس کھیر میں نیند کی دوائی ملائی تھی۔۔ اگر تم ایسا نہ کرتی تو یہ کبھی حویلی جانے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا" مصطفی نے ایک بار بھی واجد کو گھورا تھا جسے وہ بہت آرام سے اگنور کر رہا تھا۔۔

" مگر اگر شہزاد شاہ وہ کھیر نہ کھاتا۔۔ اور مصطفی وہاں چلا جاتا۔۔ تو حالات بدل بھی سکتے تھے۔۔ اس لئے مصطفی کی بہادری یہاں قابلِ تعریف ہے" واہ امل۔۔ آج تم نے اپنی دوستی کا حق ادا کر دیا۔۔ مصطفی نے مشکور نظروں سے امل کو دیکھا تھا۔۔

" لیکن سب سے اہم شہزاد شاہ کے لیپ ٹاپ میں موجود انکے تمام الليگل کاموں کی میلز اور فائلز جو اس رات مصطفی نے کامیابی سے حاصل کی تھیں۔۔ اس پر مصطفی تعریف کا حقدار ہے" اس بار ماسٹر کی آواز نے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔۔ جو امل کے بلکل سامنے ہی بیٹھا تھا۔۔

" اور فرہاد کے موبائل میں آنے والی شہزاد شاہ کی تمام کالز کی ریکارڈنگ اور مسیجز ہیک کرنے والا۔۔ اور فرہاد کے موبائل پر ٹریکر لگانے والا بھی میں ہی تھا" اپنا کالر اونچا کرتے ہوئے مصطفی نے فخریہ انداز میں کہا تھا۔۔

" اس موبائل پر جو میں نے لا کر دیا تھا" اور یہ آیا واجد کا احسان۔۔

" صرف ایک ٹکر مار کر" مصطفی نے جل کر کہا تھا۔۔

" اور یہ لاکٹ۔۔" امل نے میز پر رکھے لاکٹ کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔

" اس لاکٹ پر لگی چِپ۔۔ جس کے ذریعے شہزاد شاہ کی مجھے دی ہوئی دھمکی ریکارڈ کی گئ۔۔ یہ بھی تو مصطفی کا ہی کمال ہے نا" امل نے ایک بار بھی دوستی کا حق ادا کیا تھا۔۔ واہ امل تمہاری دوستی!

" جسے میں نے خریدا تھا" اور ماسٹر کی جانب سے آئے اس جواب نے جہاں انہیں حیران کیا تھا۔۔ وہیں سب کے ہونٹوں پر ہنسی بکھیر دی تھی۔۔ آج کتنے پر سکون لگ رہے تھے سب۔۔

" لیکن ان سب میں ایک اور شخصیت بھی ہے جس نے ہمارا بھرپور ساتھ دیا۔۔اور اگر وہ نہ ہوتی تو شاید ہم یہ دن نہ دیکھ رہے ہوتے۔۔" ماسٹر کے کہنے پر جہاں امل مسکرائی تھی۔۔وہیں مصطفی اور واجد نے حیرانگی سے انہیں دیکھا تھا۔۔

" کون؟" سوال مصطفی کی جانب سے ہوا تھا۔۔

" یہ " اور ماسٹر نے کسی ایک جانب اشارہ کیا تھا۔۔سب کی نظریں اک ساتھ دروازے کے پاس کھڑی مایا پر پڑی تھیں۔۔

" تم۔۔۔" مصطفی غصے سے فوراً اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔۔

" بیٹھ جاؤ مصطفی" ماسٹر نے کہا تھا۔۔

" مگر ماسٹر اس نے ہمیں چیٹ کیا ہے" مایا کو گھورتے ہوئے اس نے کہا تھا۔۔

" اس نے ہمیں چیٹ نہیں کیا مصطفی۔۔یہ سب ایک پلیننگ تھی" اور ماسٹر کے الفاظ پر مصطفی اور واجد چونک گئے تھے۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

" ہاں۔۔ آؤ مایا۔۔اب تمہاری باری ہے خود پر فخر کرنے کی" ماسٹر نے مسکراتے ہوئے مایا سے کہا تھا۔۔جواب مصطفی کے بلکل سامنے رکھے صوفے پر امل کے ساتھ آکر بیٹھی تھی۔۔

" میں اپنے انڈر کام کرنے والے ہر شخص پر نظر رکھتا ہو۔۔سب کے اٹھائے ایک ایک قدم پر میری نظر ہوتی ہے ۔۔اور ایسی ہی نظر میری مایا پر بھی تھی۔۔اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ فرہاد سے ملی ہے۔۔وہ بھی دوبار۔۔" ماسٹر نے کہتے ساتھ مایا کی جانب دیکھا تھا۔۔جو دھیما سا مسکرائی تھی۔۔

” اور پھر ایک رات ماسٹر نے مجھے اپنے گھر کی اسی بیسمنٹ میں بلایا جہاں تم سب کبھی گئے تھے“ اس نے مصطفی کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس کے چہرے پر حیرانگی تھی۔۔

” مایا نے مجھے بتایا کے فرہاد بار بار اسے کال کر کے اس سے اپنی شرمندگی کا اظہار کرتا ہے۔۔ اور وہ چاہتا ہے کہ مایا اسے معاف کر دے۔۔ آخر وہ اسکی بہن ہے۔۔“ ماسٹر نے کہا تھا۔۔

” پھر ماسٹر نے مجھ سے کہا کہ میں اسے معاف کر دوں۔۔ میں بہت حیران ہوئیں تھی۔۔ مگر پھر مجھے سمجھ آئی کہ فرہاد کو معاف کر کے اس سے کانٹیکٹ میں رہنے سے ہمیں بہت سی اہم معلومات مل سکتی تھیں۔۔ اس لئے میں نے چھپ کر فرہاد سے ملنا اور اس سے بات کرنا شروع کیا۔۔“

” اور اس طرح مایا کے ذریعے ہمیں فرہاد کو دیئے جانے والے شہزاد شاہ کے ہر آرڈر کا پتہ لگ جاتا تھا۔۔ کیونکہ فرہاد ہر بات مایا سے کرنے لگا تھا کبھی اپنا غصہ نکالنے کے لئے تو کبھی اسے اس بات کا احساس دلانے کے لئے کہ ہم سب مایا کو استعمال کر رہے ہیں۔۔ اور مایا ہی تھی۔۔ جس کے بتانے پر میں نے وقت پر امل اور مایا کو الگ کیا۔۔ اور اس رات امل کی جگہ تکیے رکھ دیئے گئے“ ماسٹر کی بات پر مصطفی نے امل کی جانب دیکھا۔۔ جو اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔

” تم سب جانتی تھی؟“ مصطفی نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔۔

” میرا سب جاننا تو سب سے زیادہ ضروری تھا مصطفی۔۔ اگر میں سب جانتی نا؟ تو زویا کا دیا ہوا زہر کیوں پیتی؟“ یہ ایک اور انکشاف تھا جو امل نے کیا تھا۔۔

” وہ زہر۔۔۔۔“

" زہر نہیں تھا۔۔ایک خاص کیمیکل تھا۔۔ جسم کو کچھ دیر کے لئے بلکل بے جان کر دینے والا۔۔ ہوش سے بے گانا کر دینے والا اور دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ جیسے۔۔ خدا نا کرے وہ مردہ ہو"

" مگر اسکی کیا ضرورت تھی ماسٹر ؟" مصطفی نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔۔

" اسکی ضرورت امل کو خیریت سے اس حویلی سے نکالنے کے لئے تھی اس کے علاوہ شہزاد شاہ کو میری جانب سے ناامید کرنے کے لئے بھی یہ ضروری تھا۔۔ اور ہمارے کیس کے ایک حقیقی لائیو ثبوت کے لئے بھی یہ بہت اہم تھا " ماسٹر کی جانب سے آنے والے جواب نے مصطفی کو سب سمجھا دیا تھا۔۔

" مگر۔۔ یہ زہر میرا مطلب ہے کیمیکل حویلی تک پہنچا کیسے ؟" یہ ایک آخری الجھن تھی جو مصطفی سلجھانا چاہتا تھا ۔۔

" ظاہر ہے مصطفی۔۔ مجھے زہر دینے کے لئے سب سے زیادہ بے تاب نائل شاہ کی پیاری کزن ہی ہے۔۔ اور کون دے سکتا ہے، مجھے زہر۔۔ انہیں حاصل کرنے کے لئے" طنزیہ لہجے میں دیئے جانے والے امل کے جواب نے سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر دی تھی۔۔۔ آفکورس سوائے ماسٹر ہے۔۔

" مجھے ماسٹر نے رمشائی کے نام پر ایک خط بھیجا تھا۔۔ جس میں انہوں نے مجھے دو کام دیئے تھے۔۔ ایک تو یہ کہ میں فوراً فرہاد کے پاس جاکر وہاں کے حالات جان سکوں اور کوشش کروں کے فرہاد کو اپنی غلطی کا احساس ہو اور وہ ہمارا ساتھ دینے پر راضی ہو جائے۔۔ اور جب ایسا ہو جائے۔۔۔ جو کہ میری کوشش کے بنا ہو گیا۔" مایا نے امل کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس نے نظروں کا رخ پھیر لیا تھا۔۔" تو دوسرا کام۔۔ زویا سے رابطہ کر کے اس سے مل کر امل کو راستے سے ہٹانے کی پلیننگ کرنا تھا۔۔ میں نے اسے وہ شیشی دی۔۔ اور اس نے بہت صحیح موقع پر اسے استعمال کیا"

" مگر رمشا ئی ہی کیوں؟" مصطفی کو اب رمشائی والی بات یاد آئی تھی۔۔

" کیونکہ فرہاد کو یہ یقین بھی تو دلانا تھا نہ کہ میں اب صرف اسکے ساتھ ہوں" اور مایا کے اس آخری جواب نے تمام الجھنیں کھول دیں تھیں۔۔۔ سب صاف آئینے کی طرح بلکل واضح ہو چکا تھا۔۔

" تم نے ان سب میں سب سے زیادہ ہمت دکھائی ہے مایا۔۔ ہمارا ساتھ دینے کے لئے تم نے اپنے بھائی کے خلاف کام کیا ہے" پہلی بار واجد نے ان سب میں کچھ کہا تھا۔۔

" نہیں واجد۔۔ میں نے سب سے پہلے اپنے بھائی کا ہی ساتھ دیا ہے۔۔ اور اپنوں کا ساتھ انکے غلط کاموں پر انہیں احساس دلانا ہوتا ہے۔۔ نا کہ انکی زیادتیوں کی حوصلہ افزائی کرنا۔۔ اس لئے میں نے یہ فرہاد کے لئے کیا۔۔ تاکہ اسے سکون مل جائے۔۔ اس کے ضمیر کے کو سکون مل جائے۔۔ تاکہ وہ شہزاد شاہ کی قید سے رہا ہو جائے۔۔ اور وہ ہو گیا۔۔ اس چار دیواری میں بھی وہ آزاد ہے آج" مایا نے اپنی آنکھوں کی نمی صاف کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اور ویسے بھی۔۔ امل نے یہاں ہم سب سے زیادہ ہمت دکھائی ہے۔۔ شہزاد شاہ کا جس بہادری سے امل نے سامنا کیا۔۔ اور جس بہادری سے اس نے سب جانتے ہوئے بھی وہ کافی پی۔۔ اپنی جان خطرے میں ڈال دی۔۔ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ امل جیسی بہادری کسی اور لڑکی میں نہیں ہو سکتی" مایا نے امل کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ جبکہ امل نے ماسٹر کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ بہت غور سے۔۔

" اور ماسٹر جیسی عقل مندی بھی کسی اور کے پاس نہیں ہو سکتی۔۔ کیا کمال کی پلیننگ تھی ماسٹر کی۔۔ مان گئے باس" مصطفی نے ماسٹر کو سلیوٹ پیش کیا تھا۔۔ جبکہ ایک بار پھر۔۔ وہاں موجود ہر انسان ہنس پڑا تھا۔۔ اور جانے کتنے ہی عرصے بعد۔۔ وہ اتنا کھل کر ہنسے تھے۔۔ بنا کسی پریشانی کے۔۔ بنا کسی ٹینشن کے۔۔

کچھ دیر بعد۔۔وہاں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔سب کی نظریں ماسٹر سے امل۔۔اور امل سے ماسٹر کی جانب اٹھ رہی تھیں۔۔دونوں ہی بلکل چپ ہو گئے تھے۔۔دونوں ہی اپنی اپنی سوچوں کے جہاں میں گم ہو گئے تھے۔۔

مصطفی نے واجد کو جانے کا اشارہ کیا تھا۔۔

"میں ذرا ابھی آیا" وہ کہہ کر فوراً باہر جا چکا تھا۔۔

"مجھے ایک کام یاد آگیا۔۔چلتا ہوں ماسٹر" مصطفی بھی کہہ کر پتلی گلی سے نکل چکا تھا۔۔اب بچی مایا۔۔

"میں ذرا کچن کے حالات دیکھ لوں" اور ایک فضول سا بہانہ کر کے مایا بھی وہاں سے جا چکی تھی۔۔اب یہاں امل اور ماسٹر اکیلے رہ گئے تھے۔۔اپنی خاموشی کے ساتھ۔۔

"وہ۔۔" دونوں نے ایک ساتھ کہا تھا۔۔

"میں۔۔۔" ایک بار پھر دونوں نے ایک ساتھ کہا تھا۔۔جانے دونوں اتنا گھبرا کیوں رہے تھے؟

"تم کہو" ماسٹر نے کہا تھا۔۔اور یہ بس وہ ہی جانتا تھا کہ اس وقت اسکا دل کتنی ہی دعائیں مانگ رہا تھا۔۔

"لان میں جا کر بات کریں؟" امل نے کہا اور ماسٹر فوراً کھڑا ہوا تھا۔۔جیسے اسکے حکم کا غلام ہو؟ کم از کم لگ تو ایسا ہی رہا تھا اب۔۔

"چلو" وہ دونوں اب خاموشی سے لان میں آئے تھے۔۔اندھیرا کافی حد تک پھیل چکا تھا۔۔مگر آج موسم بہت خوشگوار تھا ہلکی بارش کے ساتھ۔۔ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔۔

"تم۔۔کچھ کہہ رہی تھی" کچھ دیر تک اسکے بولنے کا انتظار کرنے کے بعد ماسٹر نے پوچھا تھا۔۔

" آج ہمارا کانٹریکٹ ایکسپائر ہو گیا ہے ماسٹر " اور امل کے الفاظ نے ماسٹر کے پیروں تلے زمین کھینچ لی تھی۔۔دل ایک دم رک گیا تھا۔۔سانس لینا ایک دم ہی مشکل ہو گیا تھا۔۔یہ وہ کیا کہہ رہی تھی۔۔سب جانتے ہوئے بھی؟ اسکے اظہار کے بعد بھی؟ وہ اس سے الگ ہونے کی بات کر رہی تھی۔۔ایسا کیسے کر سکتی ہے وہ؟

"کک۔۔کیا مطلب؟" اور یہ وہی جانتا تھا کہ کس دل سے اس نے یہ سوال کئے تھے۔

" آج ہمارا کانٹریکٹ ایکسپائر ہو گیا ہے۔۔اور اسی کے ساتھ اس کے رولز بھی" اور امل کے الفاظ اس پر بجلی بن کر گر رہے تھے۔۔

" لیکن" وہ رکی تھی۔۔

" لیکن؟" بے چینی سے پوچھا گیا تھا۔۔

" میں چاہتی ہوں کہ کانٹریکٹ سے سارے رولز ہٹا کر اسکی ایکسپائیری ڈیٹ ' فار ایور ' کر دی جائے" اور ماسٹر جیسے سن ہو گیا تھا۔۔کچھ پل تک وہ بس اسے تکتا رہا تھا۔۔جیسے اسکے الفاظ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔اور جب سمجھ آنے لگے۔۔تو کانوں پر یقین نہیں آیا۔۔

" مطلب۔۔۔فار ایور؟ ہمیشہ!" اسے کاندھوں سے تھامتے ہوئے اس نے بے یقینی سے پوچھا تھا۔ جبکہ امل اسکی حالت پر مسکرائی تھی۔۔

" فار ایور۔۔مجھے یہ درخت۔۔اس درخت پر ہونے والی یہ بارش۔۔یہ بہار۔۔اور تمہارا ساتھ۔۔سب فار ایور چاہیئے۔۔کیا ملے گا؟" شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ امل نے پوچھا تھا۔۔

اور ماسٹر نے اسے تھام کر زمین سے اوپر اٹھا کر گمانا شروع کیا تھا۔۔

" یس۔۔یس۔۔یس مائی سلیپنگ بیوٹی۔۔یہ درخت۔۔یہ بارش۔۔۔یہ بہار۔۔اور یہ ماسٹر۔۔سب تمہارا ہے ۔۔فار ایور۔۔فار۔۔ایور" وہ چیخ کر اسے گھماتا ہوا کہہ رہا تھا۔۔

" نائل۔۔کیا کر رہے ہیں۔۔اتاریں مجھے۔۔سب دیکھ لینگے" وہ اب گھبراتے کہہ رہی تھی۔۔جبکہ ماسٹر رکنے کو تیار نہیں تھا۔۔

" سننے دو۔۔سب کو سن لینے دو کہ اب ہم ساتھ ہیں۔۔فار ایور" وہ ایک بار بھی چلایا تھا۔۔

" اور ہم سب سے سن لیا۔۔۔۔۔" اور اسی کے ساتھ ایک پوری فوج ان کی طرف دوڑتی آئی تھی۔۔جبکہ ماسٹر نے امل کو فوراً نیچے اتارا تھا۔۔۔

دو مہینے بعد:

یہ ایک خالی کمرہ تھا جس کے درمیان ایک میز جس کے ارد گرد دو کرسیاں رکھی تھیں۔۔جس کے ایک طرف فرہاد جبکہ سامنے ہی مایا بیٹھی تھی۔۔دونوں کے چہروں پر سنجیدگی واضح تھی۔۔

" پورے دو مہینے نو دن بعد تمہیں دیکھ رہی ہوں۔۔سوچا تھا تم اس جگہ بہت بے چین ہو گے۔۔مگر۔۔یہ اطمینان کیسا ہے تمہارے چہرے پر فرہاد؟" کافی دیر سے موجود اس خاموشی کو مایا کے سوال نے توڑا تھا۔۔

" ضمیر کا اطمینان ہے مایا۔۔جب ضمیر پر سکون ہوتا ہے تو انسان کسی بھی قید میں اطمینان حاصل کر ہی لیتا ہے" ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے کہا تھا۔۔مایا نے دیکھا۔۔اسکی مسکراہٹ میں کچھ بھی بناوٹی نہیں تھا۔۔

" میں تمہیں بہت یاد کرتی ہوں فرہاد۔۔تم سے ملنے کا دل چاہتا ہے میرا۔۔مگر تم ایسا نہیں چاہتے" آنکھوں میں نمی صاف کرتے ہوئے مایا نے کہا تھا۔۔

" میں ایسا کیوں نہیں چاہو نگا مایا۔۔ بہن ہو تم میری" اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے فرہاد نے کہا تھا۔۔

" تو پھر احمد سے کیوں کہا تم نے کہ مجھے یہاں نہ آنے دے"

" کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ تم آگے بڑھو مایا۔۔ تم ہر روز یہاں نہیں آسکتی۔۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔۔ یہ قید عمر بھر کی ہے۔۔ تمہیں آنے سے منع نہیں کر رہا۔۔ مگر۔۔ جلدی مت آؤں پلیز" فرہاد نے اس سے ریکوسٹ کی تھی ۔۔ جبکہ مایا نے سمجھ کر سر ہلایا تھا۔۔

" تم فکر مت کرو۔۔ میں واپس اسلام آباد جا رہی ہوں۔۔ اب ایک لمبے عرصے بعد آؤ نگی" مسکرا کر کہتے ہوئے اسے انفارم کیا تھا۔۔

" ہمیشہ خوش رہو میری بہن" فرہاد نے دل سے دعا دی تھی۔۔

کچھ دیر بعد وہ مصطفی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی اپنی منزل کی جانب جا رہی تھی۔۔

" تو پھر۔۔ تم نے کیا سوچا؟" کافی دیر کی خاموشی کو مصطفی نے توڑا تھا۔۔

" کس بارے میں؟" کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے مایا نے پوچھا۔۔۔

" تاریخ کے بارے میں" مایا نے الجھ کر اسکی جانب دیکھا تھا۔۔ آخر یہ کہہ کیا رہا ہے؟

" کیسی تاریخ مصطفی؟"

" ہماری شادی کی تاریخ۔۔ میں نے سوچا ہے کہ نیکسٹ ویک کا جمعہ ٹھیک ہے۔۔ تم کیا کہتی ہو؟" اور مصطفی کے معصومیت سے کئے گئے سوال نے مایا کو حیران کر دیا تھا۔۔

" یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" اور اب کانوں پر یقین نہ کرنے کی باری مایا کی تھی۔۔

" مطلب یہ ڈئیر مایا۔۔ کہ شادی نیکسٹ فرائی ڈے ٹھیک ہے یا پھر تم کہوں تو ہم کل ہی شادی کر سکتے ہیں؟"

کاندھے اچکاتے ہوئے اس نے بے فکری سے کہا تھا۔۔ جیسے کوئی عام بات سی ہو۔۔ جبکہ مایا بس یک ٹک اسے دیکھے گئی تھی۔۔

" ٹھیک ہے پھر ہم کل کر لیتے ہیں" اسے خاموش پا کر مصطفی نے کہا تھا۔۔ نظریں مکمل طور پر راستے پر تھیں۔۔

" نیکسٹ فرائی ڈے ٹھیک ہے" دھیمی آواز میں کہتے ہوئے مایا نے کھڑکی کی جانب منہ پھیر لیا تھا۔۔

" سوری۔۔ کیا کہا آپنے؟" اب کان خراب ہونے کی باری مصطفی کی تھی۔۔ جانے آج کل سب کے کان کیوں خراب ہو رہے تھے؟

" نیکسٹ فرائی ڈے ٹھیک ہے مصطفی" اس بار مایا نے تھوڑی اونچی آواز میں کہا تھا۔۔

" آئی لائیک اٹ" یعنی فائینلی کان ٹھیک ہو گئے تھے۔۔ جبکہ امل کھڑکی سے باہر دیکھتی مسکرائی تھی۔۔ ایک حقیقی مسکراہٹ۔۔

جبکہ یہاں سے کچھ دور۔۔ امل کی آنکھوں میں بندھی پٹی ماسٹر نے کھولی تھی۔۔

آہستہ سے آنکھیں کھولتے ہوئے امل نے سامنے موجود اپنے اس گھر کو دیکھا۔۔ جواب۔۔ بلکل نیا لگ رہا تھا۔۔

پرانے واقعے کا کوئی نشان تک اس میں نہ تھا۔۔ امل نے حیران ہو کر ساتھ کھڑے ماسٹر کی جانب دیکھا تھا۔۔

"کیسا لگا ہمارا نیا گھر؟" اسے کاندھے سے تھامتے ہوئے ماسٹر نے پوچھا تھا۔۔

" بہت خوبصورت۔۔ بلکل پہلے جیسا۔۔" امل نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

" اور اب ہم دونوں اسے مزید خوبصورت بنا دینگے۔۔ بہت کڑوی یادیں اس گھر سے جڑی ہیں امل۔۔ کیا میرے ساتھ مل کر اسی جگہ نئی خوبصورت یادیں بناؤ گی تم؟" وہ سوال کر رہا تھا۔۔ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے۔۔

" انسان کا ماضی کتنا ہی بھیانک کیوں نہ ہو۔۔اسکا حال کتنا ہی برا کیوں نہ ہو۔۔چیزوں سے جڑی اسکی یادیں کتنی کی کڑوی کیوں نہ ہو۔۔وہ ہر حال میں اسے گزار لیتا ہے۔۔سب سہہ لیتا ہے۔۔۔ہر مشکل حل کر لیتا ہے۔۔ہر کڑوی یاد کو مٹا دیتا ہے۔۔اگر۔۔کوئی ساتھ ہو۔۔۔" وہ کہہ رہی تھی۔۔اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے۔۔

" تو جب تم میرے ساتھ ہو ماسٹر۔۔تو میں ہر جگہ ہر حالات میں نئی خوبصورت یادیں بنا سکتی ہوں۔۔بس۔۔تم ساتھ ہو" اور اسی کے ساتھ۔۔وہ دونوں آگے بڑھے تھے۔۔اسی گھر کی جانب۔۔جہاں سے سب شروع ہوا تھا۔۔اور جہاں سب جاری رہے گا۔۔ہمیشہ۔۔ایک دوسرے کے لئے۔۔ایک دوسرے کے ساتھ۔۔

****

ختم شد !